

یادداشت

(دوران مطالعہ ضرورتاً انڈر لائن کیجیے، اشارات لکھ کر صفحہ نمبر نوٹ فرما لیجیے۔ ان شاء اللہ عزوجل علم میں ترقی ہوگی)

[illegible]

دعا کے فضائل و آداب اور اس سے متعلق احکام پر مشتمل بے مثال تحقیقی شاہکار

أحسن الوعاء لآداب الدعاء

مصنّف: رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خان علیہ رحمۃ الرحمن

مع

ذیل المدعاء لأحسن الوعاء

شارح: اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن

کی تسہیل و تخریج بنام

فضائل دعا

تسہیل و تخریج: عبدالمصطفیٰ رضا مدنی، محمد یونس علی عطاری مدنی

محمد کاشف سلیم عطاری مدنی، سید عقیل احمد عطاری مدنی

پیشکش

مجلس: المدینة العلمية (دعوتِ اسلامی)

شعبہ کتب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ناشر

مکتبہ المدینہ، باب المدینہ کراچی

الصلوة والسلام علیہ وسلم بارسوی اللہ وعلی آلہ وسلم ورحمہم اللہ

نام کتاب : أحسن الوعاء لآداب الدعاء و ذیل المدعاء لأحسن الوعاء

تسہیل و تخریج بنام : فضائل دعا

مصنف : رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خان علیہ رحمۃ المنان

شارح : اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن

تسہیل و تخریج : عبدالمصطفیٰ رضا مدنی، محمد یونس علی عطاری مدنی

محمد کاشف سلیم عطاری مدنی، سید عقیل احمد عطاری مدنی

پیش کش : مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبۃ کتب اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمن)

سن طباعت : ربیع النور شریف ۱۴۳۰ھ بمطابق مارچ 2009ء

ناشر : مکتبۃ المدینۃ، باب المدینۃ کراچی

مکتبۃ المدینۃ کی مختلف شاخیں

مکتبۃ المدینۃ شہید مسجد کھارادر، باب المدینۃ کراچی

مکتبۃ المدینۃ دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ، مرکز الاولیاء لاہور

مکتبۃ المدینۃ اصغر مال روڈ نزد عید گاہ، راولپنڈی

مکتبۃ المدینۃ امین پور بازار، سردار آباد (فیصل آباد)

مکتبۃ المدینۃ نزد پتیل والی مسجد اندرون بوہڑ گیٹ، مدینۃ الاولیاء ملتان

مکتبۃ المدینۃ آفندی ٹاؤن، حیدر آباد

مکتبۃ المدینۃ چوک شہیدان، میرپور کشمیر

E.mail:ilmia26@yahoo.com

Ph:4921389-90-91 Ext:1268

مدنی التجا: کسی اور کو یہ کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں ہے۔

اجمالی فہرست

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	فضیلت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ایک روئے صالحہ۔	8	تفصیلی فہرست۔
107	فصل سوم	25	نتیجہ۔
115	اوقاتِ اجابت میں	27	کُتب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور
116	ساعتِ جمعہ کا بیان۔	30	المدينة العلمية۔
	نقدِ اجابت، صحیح حدیث کا ارشاد۔	36	پیش لفظ۔
	فصل چہارم	43	حالاتِ مصنف۔
128	امکنۂ اجابت میں	44	مناجات۔
	ان مزاراتِ اولیاء کا بیان جن کے پاس قبول		خطبۃ الکتاب
136	دعا کو علمائے کرام نے مجرب بتایا۔	48	فصل اول
	۱۲۹۳ھ میں حضور محبوب الہی رحمۃ اللہ تعالیٰ		فضائل دعا میں
141	علیہ کی روشن کرامت کا ظہور۔	57	فصل دوم
	فصل پنجم	65	آداب دعا و اسبابِ اجابت میں
143	اسم اعظم و کلماتِ اجابت میں	65	فائدہ جلیلہ: (حاشیہ)۔
	فصل ششم	70	محبوبانِ خدا سے توسل۔
153	موانعِ اجابت میں	76	تین بار ”یا ارحم الراحمین“ کہنے کی فضیلت۔
154	کوئی حق العبد گردن پر ہونا سخت مانع قبولیت ہے۔	86	اللہ تعالیٰ کے سمع و بصر جمیع موجودات کو عام ہیں۔
	وہ لوگ جن کی دعا ”نہیں علاج اپنے ہاتھ		عام مسلمانوں کے حق میں دعا کرنے کے فضائل۔
159	کے بنائے کا“ کے طور پر قبول نہیں ہوتی۔	91	دعا میں اپنے آپ کو مقدم کرے یا دیگر
165	بیس فوائد احادیث۔		مسلمانوں کو؟
171	تنبیہ۔	99	فائدہ جلیلہ: قبول دعا میں دیر سے نہ گھبرانے
			کا بیان شافی۔

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
215	حاصل شدہ کا حصول۔	171	ترک دعا کبھی نہ چاہیے۔
216	دعا میں تنگی نہ کرے۔	171	قبولیت نہ ہونا کسی حالت میں یقینی نہیں۔
	فصل ہفتم		فصل ہفتم
218	ان لوگوں کے بیان میں جن کی دعا قبول ہوتی ہے۔	172	کن کن باتوں کی دعا نہ کرنی چاہئے؟
	فصل نہم	172	محال عادی کا مفہوم (حاشیہ)۔
	ان اعمال صالحہ میں جن کے کرنے والے کو	172	محال عادی کی دعا کا مسئلہ۔
228	کسی دعا کی حاجت نہیں۔	173	عافیت کی ہیئتگی اور شارح کی تحقیق۔
	فصل دہم	175	دونوں جہاں کی بھلائی مانگنے کا مسئلہ۔
233	بحث دعا کے متعلق چند نفیس سوال و جواب میں۔		اللہ تعالیٰ سے حقیر چیز مانگنے کا مسئلہ اور
	سوال اوّل: دعا بہتر ہے یا قضاء پر راضی ہو	177	مُصَيِّف و شارح کی تحقیق۔
233	کر ترک دعا؟	180	اپنی موت طلب کرنے کا مسئلہ۔
237	ہر روز کم از کم بیس بار دعا بالاتفاق واجب ہے۔	183	دوسرے کے لئے دعائے ہلاکت نہ کرے۔
240	سوال دوم: کیا دعا تفویض کے منافی ہے؟	188	مسلمان پر کفر کی بددعا کا مسئلہ۔
241	شرط خیر و صلاح ہر دعا میں لگانی چاہئے۔	188	لعنت کی مذمت اور اس کے جواز و حرمت کی تفصیل۔
	سوال سوم: جو مقدر ہے، ہو کر رہے گا، پھر	194	لعن یرید کا بیان۔
242	دعا سے کیا فائدہ؟	199	فائدہ جلیلہ: بدنہب گراہوں کے مغالطے کا دفع۔
243	قضائے معلق و مبرم کا بیان۔	199	ایک وجہ اسلام اور ننانوے وجہ کفر کے معنی۔
	حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد	199	اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے کے معنی۔
245	اور اس کی توضیح میں شارح کی تحقیق۔		گزرے ہوئے کافر کے لئے دعائے مغفرت
249	سوال چہارم: کیا دعا خلاف تسلیم و رضا ہے؟	203	اشد حرام ہے بلکہ تجدید اسلام و نکاح چاہئے۔
249	تفویض و تسلیم میں فرق۔		سب مسلمانوں کے سب گناہوں کی بخشش
	سوال پنجم: کیا دعا ترک ارادہ و خواہش کے	206	اور شارح کی تحقیق۔
251	خلاف ہے؟	212	اولاد پر بددعا اور قبولیت میں شارح کی تحقیق۔

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
290	جو گیوں کا مانگنا حرام ہے۔	251	احکام فقہ و تصوف کا فرق۔
291	سوال اولیا کی دوسری نفیس توجیہ و تحقیق	253	سنت پر زیادت کا مسئلہ۔
291	شارح۔	253	بدعت حسنہ، سنت پر زیادت نہیں، شارح کی تحقیق۔
294	باہم انبساط تام کی حالت میں بقدر انبساط	254	حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی برہنہ پائی۔
294	مانگنا سوال نہیں۔		نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت بلحاظ امت عامہ
294	مریدوں سے فرمائش کا مسئلہ۔		ہوتی ہے، خواص کہ اپنی عظیم قوت کے
294	شیخ کو کیا لحاظ چاہئے اور مرید کو کیا سمجھنا لازم۔	257	مطابق عمل کریں، مخالف سنت نہیں۔
294	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا مالک جانے۔		تذلیل
	خاتمہ	263	غیر خدا سے سوال کا بیان۔
295	چند ترکیب نماز حاجت میں۔	265	آدمی سے مانگنے میں تین خرابیاں ہیں۔
	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام پاک لے کر	270	بیٹی کی شادی یا سفر حج کے لئے مانگنے کا مسئلہ۔
	ندا کرنا جائز نہیں جس دعا میں لفظ ”یا محمد“ آیا	275	صدقہ کو حقیر نہ جاننے کی تین تفسیریں۔
296	ہو اس کی جگہ ”یا رسول اللہ“ کہنا لازم ہے۔	278	مسجد میں مانگنے کا مسئلہ۔
304	مسئلہ بمعاقد العز من عرشک۔	280	عمل آخرت کو ذریعہ دنیا طلبی بنانا جائز نہیں۔
	نماز میں قیام کے سوا کہیں تلاوت قرآن	281	جمع مال کے لئے وعظ کہنے کی مذمت۔
305	جائز نہیں۔	285	سید بن کر مانگنے کی مذمت۔
	سجدے یا قعدے میں سورۃ الفاتحہ		ماں کے سیدہ ہونے سے بیٹا سید نہیں
	وآیۃ الكرسي سے میت ثناء کریں نہ کہ	285	ہو جائے گا۔
305	نیت قرآن۔		بعض اولیائے کرام کے سوال کرنے، اسکے
	حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی	286	وجہ و مقاصد اور فوائد کا بیان۔
308	دوبائی۔	287	توکل فرض عین ہے اور ترک اسباب توکل نہیں۔
309	نماز غوثیہ شریف۔		ساکلین کے لئے نادراً حلت سوال میں
314	ماخذ و مراجع۔	290	شارح کی تحقیق۔

تفصیلی فہرست

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
54	دعا ایک عجیب نعمت اور عمدہ دولت ہے۔	27	کُتب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور المدينة العلمية۔
54	حل مشکلات میں اس سے زیادہ کوئی چیز مؤثر نہیں۔	30	پیش لفظ۔
54	دعا کے پانچ فوائد:	36	حالات مصنف۔
54	اول: عابدوں کے گروہ میں داخل ہوتا ہے۔	43	مناجات۔
54	دوم: وہ اقرارِ عجز و نیازِ داعی و اعتراف بہ قدرت و کرمِ الہی پر دلالت کرتی ہے۔	44	خطبۃ الكتاب۔
54	جو شخص دعا کرتا ہے وہ اپنے عجز و احتیاج کا اقرار اور اپنے پروردگار کے کرم و قدرت کا اعتراف کرتا ہے۔ (حاشیہ)	48	فصل اول فضائل دعا۔
54	سوم: امتثالِ امرِ شرع، کہ شارع نے اُس پر تاکید فرمائی، نہ مانگنے پر غضبِ الہی کی وعید آئی۔	49	حدیث قدسی کی تعریف۔ (حاشیہ)
54	چہارم: اتباعِ سنت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر اوقات دعا مانگتے اور اوروں کو بھی تاکید فرماتے۔	50	اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز دعا سے بزرگ تر نہیں۔
55	پنجم: دفعِ بلا و حصولِ مددِ عا۔	51	دعا سے عاجز نہ ہو کہ کوئی شخص دعا کے ساتھ ہلاک نہ ہوگا۔
55	دعا بندے کی تین باتوں سے خالی نہیں ہوتی:	51	دعا مسلمانوں کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون اور آسمان و زمین کا نور۔
55	(۱) اس کا گناہ بخشا جاتا ہے۔	51	جو بلا اُتر چکی اور جو ابھی نہ اُتری، دعا سب سے نفع دیتی ہے۔
55	(۲) یادِ دنیا میں اسے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔	52	دعا عبادت کا مغز ہے۔
55	(۳) یا اس کیلئے آخرت میں بھلائی جمع کی جاتی ہے۔	52	دعا سلاحِ مومن ہے۔
55		53	جو اللہ تعالیٰ سے دعا نہ کرے، اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرمائے۔

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
63	اعضاء کو خاشع اور دل کو حاضر کرے۔	57	فصل دوم آداب دعا و اسباب اجابت میں
63	اللہ تعالیٰ غافل دل کی دعا نہیں سنتا۔		بیشک اللہ تعالیٰ دعا قبول نہیں فرماتا کسی غافل
64	سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خوفِ خدا۔	57	کھیلنے والے دل کی۔
65	نظر بغیر، جب بالذات نظر بغیر ہو نظر بغیر ہے۔	58	حدیث صحیح کی تعریف۔ (حاشیہ)
58	فائدہ جلیلہ: استعانت بالغیر و توسل بہ محبوبان	58	جب نیند غلبہ کرے تو ذکر و نماز ملتوی کر دو۔
65	خدا کا امتیاز۔ (حاشیہ)		دل کو حتی الامکان خیالاتِ غیر سے پاک
65	محبوبانِ خدا سے توسل، نظر بخدا ہے نہ کہ نظر بغیر۔	59	کرے۔
65	غیر خدا کیلئے تواضع حرام ہے۔	59	رب عزوجل کا خاص محلِ نظر دل ہے۔
59	تواضعِ اللہ اور تواضعِ غیر اللہ کے بارے میں	59	بدن و لباس و مکان، پاک و نظیف و طاہر ہوں۔
65	امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نفیس بحث۔	59	دعا سے پہلے کوئی عملِ صالح کرے۔
59	اپنے استاد کے لیے تواضع کرو اور اپنے	59	دعا سے پہلے صدقہ بہت مؤثر ہے۔
66	شاگردوں کیلئے تواضع کرو اور سرکشِ عالم نہ بنو۔		جن کے حقوق اس کے ذمہ ہوں، ادا کرے
60	جو کسی غنی کے لئے اس کے غنا کے سبب	60	یا اُن سے معاف کرا لے۔
66	تواضع کرے، اس کا دو تہائی دین جاتا رہے۔		کھانے پینے لباس و کسب میں حرام سے
67	لگا نہ بچی رکھے، ورنہ معاذ اللہ ذوالِ بصر کا خوف ہے۔	60	احتیاط کرے۔
68	دعا کے لیے اول و آخر حمدِ الہی بجالائے۔	60	حرام خوار و حرام کار کی دعا اکثر رد ہوتی ہے۔
68	حمد کا مختصر اور جامع کلمہ	61	دعا سے پہلے گزشتہ گناہوں سے توبہ کرے۔
	اول و آخر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے		وقتِ کراہت نہ ہو تو دو رکعت نماز خلوص
68	آل و اصحاب پر درود بھیجے۔	61	قلب سے پڑھے۔
	دعا اللہ تعالیٰ سے حجاب میں ہے جب تک محمد		کن اوقات میں نوافل پڑھنا مکروہ
61	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اہل بیت	61	ہے؟ (حاشیہ)
69	پر درود نہ بھیجی جائے۔		دعا کے وقت با وضو، قبلہ رو، مؤذّب دو
69	دعا طائر ہے اور درود و شہیر، طائر ہے پر کیا اڑ سکتا ہے!	62	زانوں بیٹھے یا گھٹنوں کے بل کھڑا ہو۔

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
73	سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنے متوسلین کو بشارتیں۔	69	تصورِ عظمت و جلالِ الہی میں ڈوب جائے۔
73	اپنی عمر میں جو نیک عمل خالصاً لوجہ اللہ ہوا ہو، اُس سے توسل کرے۔	69	اگر اس مبارک تصور نے وہ غلبہ کیا کہ زبان بند ہوگئی تو سبحان اللہ! یہ خاموشی ہزار عرض سے زیادہ کام دے گی۔
73	قصہ اصحاب الرقیم۔ (حاشیہ)	70	اللہ تعالیٰ کی عظیم رحمتوں کو، جو باوجود گناہ، اس کے حال پر فرماتا رہا، یاد کر کے شرمندہ ہو۔
75	دعا میں ہاتھ اٹھانے کے طریقے۔	70	یہ شرم باعثِ دل شکستگی ہوگی اور اللہ تعالیٰ دل شکستہ سے بہت قریب ہے۔
75	آسمان قبلہ دعا ہے۔	70	جس کے لیے دعا کے دروازے کھلتے ہیں، اجابت کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں۔
76	ہاتھ کھلے رکھے، کپڑے وغیرہ سے پوشیدہ نہ ہوں۔	70	اللہ عزوجل کو اس کے محبوب ناموں سے پکارے۔
76	دعا نرم و پست آواز سے ہو کہ اللہ تعالیٰ سمجھ و قریب ہے۔	70	تین مرتبہ ”اُزَحْمُ الرَّاجِئِينَ“ کہنے کی فضیلت۔
77	آہستہ دعا، ظاہر دعا سے ستر مرتبہ بہتر ہے۔	70	پانچ مرتبہ ”يَا رُبَّنَا“ کہنے کی فضیلت۔
77	حاجتِ آخرت کو مقدم رکھے کہ امرِ اہم کی تقدیم ضروری ہے۔	71	اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات اور اسکی کتابوں خصوصاً قرآن اور ملائکہ و انبیائے کرام بالخصوص حضور سید الانام عَلَیْہِ وَاٰلِہٖمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ اور اس کے اولیاء و اصفیاء بالتخصیص حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے توسل اور انہیں اپنے انجامِ حاجات کا ذریعہ کرے۔
79	اللہ تعالیٰ دعا میں إلحاح کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔	71	اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔
81	عردِ طاق ہو کہ اللہ و تر ہے و تر کو دوست رکھتا ہے۔	71	”یا محمد“ کہنا کیسا؟ (حاشیہ)
81	دعا فہم معنی کے ساتھ ہو۔	72	عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سرکارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا کے وسیلہ سے دعا کرنا۔
81	رونا نہ آئے تو رونے کا سامنہ بنائے کہ نیکیوں کی صورت بھی نیک ہے۔		
81	ایک نکال کی بخشش۔		
82	دعا عزم و جزم کے ساتھ ہو۔		
82	حدیثِ مبارکہ میں وارد دعا: ”اِنْ تَغْفِرِ اللّٰهُمَّ تَغْفِرْ جَمًّا... إلخ“ کے معنی۔		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
95	جو دعا کرے اور یہ سمجھے کہ میری دعا کیا قبول ہوگی! اس کی دعا مقبول نہ ہوگی۔	83	دعا جامع، قَلِيلُ اللَّفْظِ وَكَثِيرُ الْمَعْنَى ہو۔
96	دعا کرتے کرتے ملال نہ لائے بلکہ نشاط قلب کے ساتھ عرض کرے۔	83-84	آخر زمانے کے لوگ دعا میں حد سے بڑھ جائیں گے۔
96	مشاکلہ کی تعریف۔ (حاشیہ)	84	ایک جامع دعا۔
97	جب کوئی پیارا خدائے تعالیٰ کا دعا کرتا ہے جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں: الہی! تیرا بندہ تجھ سے کچھ مانگتا ہے۔ حکم ہوتا ہے ٹھہرو، ابھی نہ دو تا کہ پھر مانگے کہ مجھ کو اس کی آواز پسند ہے۔	85	دعا میں سنج اور تکلف سے بچے۔
99	جب کوئی کافریا فاسق دعا کرتا ہے، فرماتا ہے: اس کا کام جلدی کر دو تا کہ پھر نہ مانگے کہ مجھ کو اس کی آواز مکروہ ہے۔	85	راگ اور زمزم سے احتراز کرے۔
99	یحییٰ بن سعید قطان کا تعارف۔ (حاشیہ)	86	جو دعائیں حدیثوں میں وارد ہیں انہیں پر اقتصار کرے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی حاجت نیک دوسرے کے مانگنے کو نہ چھوڑی۔
101	تمہاری دعا قبول ہوتی ہے جب تک جلدی نہ کرو کہ میں نے دعا کی تھی، قبول نہ ہوئی۔	86	اپنے لیے دعا مانگے تو سب اہل اسلام کو اس میں شریک کر لے۔
104	شیطان کی بھی دعا قبول ہوئی کہ اسے قیامت تک مہلت ملی۔	87	دعائے خاص و عام میں وہ فرق ہے جو زمین و آسمان میں۔
105	فراغت کی حالت میں دعا کی کثرت کرے۔	87	مسلمان مردوں اور عورتوں کیلئے استغفار کرنے والے کے فضائل۔
106	جس امر کا انجام یقیناً نہ معلوم ہو کہ اپنے لئے کیسا ہے بلا شرط خیر و صلاح دعا نہ کرے۔	89	والدین و مشائخ کیلئے بھی ضرور دعا کرے۔
107	دعا تنہائی میں کرے۔	90	دعا والدین کے لیے سنت قدیمہ ہے کہ حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت سے جاری۔
107	پوشیدہ کی ایک دعا علانیہ کی ستر دعا کے برابر ہے۔	91	پہلے اپنے نفس کے لیے دعا مانگے، پھر والدین و دیگر اہل اسلام کو شریک کرے۔
107	اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عجیب خواب۔	94	آمین کہنا، ہارون علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
113	نعمتیں وحشی ہوتی ہیں، انہیں شکر سے مقید کرو۔ فصل سوم اوقاتِ اجابت میں	108	جب قصدِ دعا ہو پہلے مسواک کر لے۔ پان، تمباکو، کچا لہسن، پیاز کھانے والوں کیلئے اہم مسئلہ۔
115	شبِ قدر۔	108	مسواک رب کو راضی کرنے والی ہے۔
115	روزِ عرفہ یعنی نہم ذی الحجہ۔	108	دعا کرتے کرتے نیند غالب ہو جگہ بدل دے یوں بھی نہ جائے تو وضو کر لے یوں بھی نہ جائے تو موقوف کرے۔
115	ماہِ رمضان۔	109	حالتِ غضب میں بد دعا کا قصد نہ کرے کہ غضب عقل کو چھپا لیتا ہے۔
115	شبِ جمعہ و روزِ جمعہ۔	110	دعا میں تکبر اور شرم سے بچے۔
115	ٹھیک آدھی رات۔	110	دعا میں جیسے کہ بلند آواز نہ چاہیے، نہایت پست بھی نہ کرے اور اس قدر تو ضرور ہے کہ اپنے کان تک آواز نہ پہنچے۔
115	ساعتِ جمعہ کا بیان۔	110	دعا میں صرف مدعا پر نظر نہ رکھے بلکہ نفس دعا کو مقصود بالذات جانے۔
116	عالمِ الکتائین کون؟	110	اپنی دعا پر قناعت نہ کرے بلکہ صلحاً و اطفال ومساکین اور بیوہ عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کر کے ان سے بھی دعا چاہے۔
120	بدھ کے دن ظہر و عصر کے درمیان۔	111	اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں ہے۔
120	مسجد کو جاتے وقت۔	111	فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے بچوں سے اپنے لئے دعا کراتے۔
120	وقتِ اذان۔	112	مسلمان مبتلاء کی دعا غنیمت جانو۔
120	وقتِ تکبیر۔	112	
120	درمیانِ اذان و اقامت۔	112	
120	جب امام ”وَلَا الضَّالِّینَ“ کہے۔	112	
120	پہنچا نہ فرضوں کے بعد۔	112	
121	سجدے میں۔	112	
121	بعد تلاوتِ قرآن مجید۔	112	
121	بعد استماعِ قرآن شریف۔	112	
122	وقتِ ختمِ قرآن کریم۔	112	
122	جب مسلمان جہاد میں صف باندھیں۔	112	
122	جب کفار سے لڑائی گرم ہو۔	112	
122	آبِ زمزم پی کر۔	112	

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
126	رجب کی چاند رات۔		ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبل ظہور اسلام مہینہ
126	شب براءت۔	122	بھر صرف آب زم زم پینا۔
126	شب عید الفطر	122	جب روزہ افطار کرے۔
126	شب عید الاضحیٰ۔	123	مینہ برستے میں۔
127	رات کی پہلی چہائی۔	123	جب مرغ اذان دے۔
127	رات کا کچھلا ٹکٹ۔		مرغ ملائکہ رحمت کو دیکھ کر بولتا ہے اس
127	اذان سننے میں بعد حیحیٰ عَلٰی الْفَلَاح۔	123	وقت اللہ کا فضل مانگو۔
127	تلاوتِ سورہٴ اَنعام میں دو اسمِ جلال کے	123	مرغ کے آذان دیتے وقت کی دعا۔
127	ماہین۔		جہاں چالیس مسلمان جمع ہوں ان میں ایک
127	قراءتِ ”صحیح بخاری شریف“ میں جب	123	ولی اللہ ضرور ہوگا۔
127	اسمائے اصحاب بدر پر پہنچے۔	123	ذکر خدا اور رسول کی مجلس میں۔
	فصل چہارم امکنہ اجابت میں۔		مسلمان میت کے پاس خصوصاً جب اس کی
128	مطاف۔	124	آنکھیں بند کریں۔
128	ملتزم۔		اس وقت نیک ہی بات منہ سے نکالو کہ جو
129	ملتزم پر دعائے جبرائیل علیہ السلام۔	124	کچھ کہو گے فرشتے اس پر آمین کہیں گے۔
129	ملتزم پر پڑھی جانے والی دعا۔		رقبتِ قلب کے وقت دعا غنیمت جانو کہ وہ
129	مُسْتَجَار۔	124	رحمت ہے۔
130	داخلِ بیت۔	124	سورج ڈھلتے۔
130	زیرِ میز اب۔	124	ساعتِ اوامین کونسی ہے؟
130	حطیم۔	125	رات کو سونے سے جاگ کر۔
130	حجر اسود۔		رات کو سوتے سے جاگ کر پڑھی جانے
	رکنِ یمانی خصوصاً جب کہ طواف کرتے	125	والی دعا۔
131	وہاں گزر ہو۔	126	بعد قراءتِ سورہٴ اخلاص۔

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
135	مسجد قبا شریف میں۔	131	رکن یمانی پر پڑھی جانے والی دعا۔
135	مسجد اقصیٰ میں، خصوصاً بدھ کے دن ظہر و عصر کے درمیان۔	131	خلف مقام ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔
135	باقی مساجد طیبہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں۔	131	نزدِ مزم۔
135	وہ کونسی جہنیں حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت ہے۔	132	صفا۔
136	جبل اُحد شریف۔	132	مرۃ۔
136	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام مشاہد متبرکہ۔	132	منسعی خصوصاً دونوں میل سبز کے درمیان۔
136	مزارات یقع و اُحد۔	132	عرفات، خصوصاً نزدِ موقوفِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔
136	مزارِ مطہر ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس۔	132	مزدلفہ، خصوصاً مشعر الحرام۔
136	امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان۔	132	منیٰ۔
136	امام شافعی کی حاجت روائی۔	132	جمراتِ ثلاثہ۔
137	مزارِ مبارک حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	132	نظر گاہِ کعبہ جہاں کہیں ہو۔
137	وہ استجابِ دعا کے لیے تریاقِ مجرب ہے۔	133	مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
137	ترتیبِ سراپا برکت حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	133	جہاں ایک مرتبہ دعا قبول ہو وہاں پھر دعا کرے۔
137	مزارِ فائض الانوار سیدنا معروف کرخی۔	133	خواہ اپنی کسی دعا کا قبول دیکھے، خواہ دوسرے مسلمان بھائی کی۔
137	سورۃ خلاص وہاں پڑھ کر جو چاہے اللہ تعالیٰ سے مانگے، حاجت پوری ہو۔	133	اولیاء و علماء کی مجالس۔
138	مرقدِ مبارک حضرت خواجہ غریب نواز معین الحق والدینِ وحشتی۔	134	یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بد بخت نہیں رہتا۔
138		134	مواجهہ شریفہ حضور سید الشافعیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
		134	دعا یہاں قبول نہ ہوگی تو کہاں ہوگی!
		135	منبرِ اطہر کے پاس۔
		135	مسجد اقدس کے ستونوں کے نزدیک۔

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
147	حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا۔ اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دعا۔	138	ملک العلماء ابو بکر مسعود کاشانی اور ان کی زوجہ مطہرہ فقیہہ فاضلہ حضرت فاطمہ کے بنین المزارین۔
148	اسم اعظم ”رَبِّ رَبِّ“ ہے۔	139	حضرت سید ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرشی و حضرت سیدی ابن رسلان کے مزاروں کے درمیان۔
149	امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خواب میں اسم اعظم دیکھنا۔	140	امام اشہب و ابن القاسم کے مزاروں کے درمیان کھڑے ہو کر سو بار قل ہو اللہ شریف پڑھے پھر رُؤبِقْبَلْ جو دعا کرے قبول ہو۔
149	اسم اعظم ”اَلْحَيُّ الْقَيُّومُ“ ہے۔	140	مرقد امام ابن لال محدث احمد بن علی ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس۔
149	اسم اعظم کلمہ توحید ہے۔	140	تمام اولیاء و صلحاء و محبوبانِ خدا تعالیٰ کی بارگاہیں، خانقاہی آرامگاہیں۔
149	امام فخر الدین رازی و بعض صوفیاء کرام نے کلمہ ”ہُو“ کو اسم اعظم بتایا۔	141	حضرت نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کرم۔
150	”اللہ“ اسم اعظم ہے۔	141	فصل پنجم اسم اعظم و کلماتِ اجابت میں۔
150	اسمِ جلالت کے متعلق حضورِ غوث پاک رضی اللہ عنہ کا فرمان۔	143	آیت کریمہ۔
150	بعض علماء نے ”بسم اللہ“ شریف کو اسم اعظم کہا۔	143	آیت کریمہ کی فضیلت۔
150	”بسم اللہ“ کے متعلق غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد۔	145	دو آیتوں میں اسم اعظم۔
150	اجابت کے پانچ کلمے۔	146	بعض علماء ”یا بَدِيعَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ“ کو اسم اعظم کہتے ہیں۔
151	”يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ“۔	146	بعض علماء نے ”يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ“ کو اسم اعظم کہا۔
151	پانچ بار ”یا رَبَّنَا“۔		
151	”يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ“۔		
151	جبرائیل علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کی لائی گئی دعا۔		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
157	دعا کہ شرائط و آداب کی جامع ہو، حصول مسؤل ہی کے ساتھ قبول ہونا ضرور نہیں۔	153	فصل ششم موانع اجابت میں۔
159	حکمت الہی ہے کہ کبھی تو براہ نادانی کوئی چیز اس سے طلب کرتا ہے اور وہ براہ مہربانی تیری دعا کو اس سبب سے کہ تیرے حق میں مضرت ہے، رد فرماتا ہے۔	153	اگر دعا قبول نہ ہو، تو اُسے اپنا قصور سمجھے، خدائے تعالیٰ کی شکایت نہ کرے۔
159	ایسا رد قبول سے بہتر۔	153	اس کی عطا میں نقصان نہیں، تیری دعا میں نقصان ہے۔
159	کبھی دعا کے بدلے ثوابِ آخرت دینا منظور ہوتا ہے۔	153	دعا چند سبب سے رد ہوتی ہے:
154	وہ چھ اشخاص جن کی دعا قبول نہیں ہوتی:	153	کسی شرط یا ادب کا فوت ہونا۔
159	وہ کہ ویرانے مکان میں اترے۔	153	حرام کھانے، پینے، پہننے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔
159	وہ مسافر کہ سر راہ مقام کرے یعنی سڑک سے بچ کر نہ ٹھہرے، بلکہ خاص راستے ہی پر نزول کرے۔	154	گناہوں سے تلوٹ۔
154	وہ جس نے خود اپنا جانور چھوڑ دیا، اب خدا سے دعا کرتا ہے کہ اسے روک دے۔	154	دعا سے پہلے مظلوموں کے حقوق واپس کرنا اور ان سے اپنے قصور بخشوانا اور خدا کے سامنے توبہ و استغفار اور بڑکِ معاصی پر عزمِ مصمم کرنا لازم ہے۔
160	وہ جس کے نکاح میں کوئی بدخلق عورت ہو اور وہ اسے طلاق نہ دے۔	154	چغل خوری کا وبال۔
160	وہ جس کا کسی پر کچھ آتا تھا اور اس کے گواہ نہ کر لیے۔	155	حقوق العباد تلف کرنے کی سزا۔
160	وہ جس نے سفینے بے عقل کو مال سپرد کر دیا۔	156	چیونٹی کی دعا سے مینہ برے گا۔
160	اس سے مراد یہی کہ اس خاص مادے میں ان کی دعا نہ سنی جائے گی نہ یہ کہ جو ایسا کرے مطلقاً اس کی کوئی دعا کسی امر میں قبول نہ ہو۔	156	یہ خدا کی رحمت ہے کہ پتھر نہیں پڑتے۔
161		156-7	استغنائے مولیٰ، وہ حاکم ہے محکوم نہیں، غالب ہے مغلوب نہیں، مالک ہے تابع نہیں، اگر تیری دعا قبول نہ فرمائی تجھے ناخوشی اور غصے، شکایت اور شکوے کی مجال کب ہے۔

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
166	یا غسل خانے میں پیشاب کرے کہ اس سے وسوسہ پیدا ہوتا ہے۔	161	ان اُمور میں عدم قبول کا سبب ظاہر کہ یہ کام خود اپنے ہاتھوں کے کئے ہیں۔
167	یا عورت سے ہمبستری کے وقت بِسْمِ اللہ نہ کہے کہ شیطان شریک ہو جاتا ہے۔	161	ویرانے میں پڑاؤ کے نقصانات۔
167	مُرتَحِمُ بُرائی پھل لاتا ہے۔	161	راستے پر قیام کے خطرات۔
167	یا زمین کے سوراخوں میں پیشاب کرے کہ کبھی سانپ وغیرہ جانوروں کا گھریا جن کا مکان ہوتا اور انسان ایذا پاتا ہے۔	161	شب کو سر راہ نہ اترو کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے جسے چاہے راہ پر پھیلنے کی اجازت دیتا ہے۔
167	نظر حق ہے مرد کو قبر اور اونٹ کو دیگ میں داخل کر دیتی ہے۔	161	کیا واحد قہار کو آزماتا یا معاذ اللہ اسے اپنا محکوم ٹھہراتا ہے!
168	یا تنہا سفر کرے کہ فُتاقِ اِنْس و جن سے مُضَرَّت پہنچتی ہے اور ہر کام میں وقت پڑتی ہے۔	161	میں اپنے رب کو آزماتا نہیں۔
168	یا ہنگامِ جماع شرمگاہِ زن کی طرف نگاہ کرے کہ معاذ اللہ! اپنے یا بچے یا دل کے اندھے ہونے کا باعث ہے۔	163	دین کی تعریف۔ (حاشیہ)
168	یا اُس وقت باتیں کرے کہ بچے کے گونگے ہونے کا احتمال ہے۔	165	خود کردہ کا علاج ڈھونڈنے والوں کی دعا بھی مقبول نہیں۔
168	کھڑے کھڑے پانی پیا کرے کہ درِ جگر کا مُورث ہے۔	165	رات کو ایسے وقت گھر سے باہر نکلے کہ لوگ سو گئے ہوں پاؤں کی ہچکل راستوں سے موقوف ہو گئی ہو صحیح حدیث میں اس سے ممانعت فرمائی کہ اس وقت بلائیں منتشر ہوتی ہیں۔
169	یا فاستقوں، فاجروں، بد وضعوں، بد مذہبوں کے پاس نشست برخواست کرے کہ اگر بالفرض صحبت بد کے اثر سے بچاؤ مَنِّہُمْ ضرور ہو جائے گا۔	165	بسم اللہ شریف نہ پڑھنے کے نقصانات۔
169		165	یا بچے کو مغرب کے وقت گھر سے باہر نکالے کہ اس وقت شیاطین منتشر ہوتے ہیں۔
		165	یا کھانے سے بے ہاتھ دھوئے سو رہے کہ شیطان چاشما اور معاذ اللہ بَرَص کا باعث ہوتا ہے۔
		166	برص کی تعریف۔ (حاشیہ)

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
172	فصل ہفتم کن کن باتوں کی دعا نہ کرنی چاہیے؟		یا لوگوں کے راستوں میں خواہ ان کی
172	دعا میں حد سے نہ بڑھے۔		نشست برخاست کی جگہ پاخانہ پیشاب
172	محال کی اقسام۔ (حاشیہ)	169	کرے کہ آپ ہی گالیاں کھائے گا۔
173	مردانِ خدا پر اگر چالیس دن گزریں کہ کوئی	169	یا سفر سے پلٹ کر بغیر اطلاع کئے رات کو اپنے
173	علت و علت نہ پہنچے تو استغفار و انابت فرماتے		گھر میں چلا آئے کہ مکروہ دیکھنے کا احتمال ہے۔
174	ہیں کہ مبادا باگ ڈھیلی نہ کر دی گئی ہو۔		خادمِ حدیث جانتا ہے کہ اکثر حدیث میں بعض
174	بجون و جذام و بدص و وگوری و طاعون کی	170	باتوں کا تذکرہ اور ان کے ذکر سے ان کے
174	تعریفات۔ (حاشیہ)		ہزار امثال کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔
175	ایسے امر کے بدلنے کی دعا مانگنا جس پر قلم		تم اُمُرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيٍ عَنِ الْمُنْكَرِ
175	جاری ہو چکا۔		کرو گے یا اللہ تعالیٰ تم پر تمہارے بدوں کو
176	لغوا اور بے فائدہ دعا نہ کرے۔		مسلط کر دے گا، پھر تمہارے نیک دعا کریں
176	گناہ کی دعا نہ کرے کہ مجھے پرایا مال مل	171	گے تو قبول نہ ہوگی۔
176	جائے یا کوئی فاحشہ زنا کرے کہ گناہ کی		کسی صورت میں دعا قبول نہ ہونا یقینی قطعی
176	طلب بھی گناہ ہے۔		نہیں، نہ اس سے یہ مراد کہ ایسی حالتوں میں
177	قطع رحم کی دعا نہ کرے۔	171	دُعا کو محض فضول و نامقبول جان کر باز رہیں۔
177	اللہ تعالیٰ سے حقیر چیز نہ مانگے کہ پروردگار غنی ہے۔	171	دعا جالبِ امن و امان ہے۔
177	جب مانگو خدا سے تو فردوس مانگو۔	171	دعا نورِ زمین و آسمان ہے۔
177	جب تو دعا مانگے بہت مانگ کہ تو کریم سے	171	دعا باعثِ رضائے رحمن ہے۔
178	مانگتا ہے۔		مقصود ان اُمور سے روکنا ہے کہ یہ دعا
178	جوتے کا دُوال ٹوٹے تو وہ بھی خدا سے مانگ۔		واجابت میں حجاب اور اثر کے لئے سدِّ باب
178	ہانڈی کا نمک بھی مجھ سے مانگ۔		ہوتے ہیں، تو ان سے بچنا لازم اور جس
178	بلا ضرورت خسیس چیز مانگنا حماقت ہے، عمدہ		سے واقع ہوئے اگر ہنوز موجود ہیں تو ان کا
179	شے مانگے کہ خدا کریم ہے اور ہر چیز پر قادر۔	171	ازالہ ضرور۔

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب الہی میں عرض کی: ”خدا یا! زمین پر کافروں میں سے کوئی گھر والا نہ چھوڑ۔“	179	دنیا ذلیل اور اس کی تمام متاع باں کثرت نہایت قلیل۔
187	حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبطیوں پر دعا کی: ”خدا یا! ان کے مال مٹا دے اور ان کے دلوں پر سختی کر کہ وہ ایمان نہ لائیں جب تک دروناک عذاب نہ دیکھیں۔“	180	رنج و مصیبت سے گھبرا کر اپنے مرنے کی دعا نہ کرے کہ مسلمان کی زندگی اس کے حق میں غنیمت ہے۔
187	ہمارے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی	181	نیکو کار کے واسطے زندگی نعمت اور بدکار کے لیے زندگی قیمت۔
188	آحیانا بعض کفار پر دعا کرنا ثابت ہے۔	182	کوئی تم سے موت کی آرزو نہ کرے مگر جب کہ اعتماد نیکی کرنے پر نہ رکھتا ہو۔
188	کسی مسلمان کو یہ بددعا نہ کرے کہ تو کافر ہو جائے، کہ بعض علماء کے نزدیک کفر ہے۔	183	دنوی مضرّاتوں سے بچنے کے لئے موت کی تمنا ناجائز ہے اور دینی مضرت کے خوف سے جائز۔
188	کسی مسلمان پر لعنت نہ کرے اور اسے مردود و ملعون نہ کہے، یہاں تک کہ بعض علماء کے	183	بے غرض صحیح شرعی کسی کے مرنے اور خرابی کی دعا نہ مانگے۔
188	ز نزدیک مستحق لعنت پر بھی لعنت نہ کہے۔	183	جو شخص اوروں کی ہلاکت و خرابی چاہتا ہے وہ سب سے زیادہ ہلاک و خراب ہوتا ہے۔ (حاشیہ)
189	احادیث کریمہ سے لعنت کی مذمت۔	183	حضرت طفیل بن عمرو دوسی یمن کے مشہور قبیلہ دوس کے فرد تھے۔
192	جس شخص کا کفر پر مرنا یقینی جیسے: ابوجہل، ابولہب، فرعون، شیطان، ہامان، اس پر لعنت جائز۔	184	”خدا یا! دوس کو ہدایت فرما اور ان کو یہاں لے آ۔“
185	شیخ محقق فرماتے ہیں: ”لعنت کرنا کسی پر	186	”خدا یا! ثقیف کو ہدایت فرما۔“
186	جائز نہیں ہو اس کے جس کے کافر مرنے کی	186	عطیہ کہتے ہیں: ”مُغْتَدِین“ سے وہ لوگ مراد ہیں جو لوگوں کے کوسنے میں حد سے بڑھتے ہیں۔
193	مختصر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی۔		
194	بہت محققین علماء یزید پر لعنت میں توقف کرتے ہیں۔	186	

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
199	ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ اگر کسی کے کلام میں ننانوے وجہ کفر کی نکلتی ہوں اور ایک وجہ اسلام کی تو مفتی پر واجب ہے کہ وجہ اسلام کی طرف میل کرے۔	194	یزید کی تکفیر اور اس کی لعن کے بارے میں تین گروہ ہیں: (حاشیہ)
199	ہمارے ائمہ فرماتے ہیں: ”ہم اہل قبلہ سے کسی کو کافر نہیں کہتے۔“	195	امام احمد اسے کافر اور لعنت اس پر جائز کہتے ہیں۔
199	ضروریات دین: ”وہ مسائل دین ہیں جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں۔“ (حاشیہ)	196	بعض علماء اس کی تکفیر و لعن سے انکار کرتے ہیں۔
199	عوام سے مراد وہ مسلمان ہیں جو طبقہ علماء میں شمار نہ کئے جاتے ہوں، مگر علماء کی صحبت سے شرفیاب ہوں اور مسائل علمیہ سے ذوق رکھتے ہوں۔ (حاشیہ)	196	اور بعض علماء اس کی تکفیر و لعن میں توقف کرتے ہیں اور یہی رائج اور یہی اسلم اور یہی ہمارے ائمہ ہدیٰ کا مذہب اصح و اقوم ہے۔
200	”جو ضروریات دین سے کسی شے کے منکر کو کافر نہ جانے، خود کافر ہے۔“	197	اس خبیث نے مسلم بن عقبہ مزی کو مدینہ سکینہ پر بھیج کر سترہ سو مہاجرین و انصار و تابعین ربا کو شہید کرایا۔
200	”قرآن عظیم“ و نماز پڑھے، روزہ رکھے، زکوٰۃ دے، حج کرے اور ساتھ ہی بت کو بھی سجدہ کرے تو قطعاً کافر ہوگا۔	198	ملائکہ و انبیاء کہ بحکم جناب کبریا کسی پر لعنت کرتے ہیں بسبب انتحال امر کے مشکور و ماجور ہوتے ہیں۔
201	ائمہ دین و علمائے معتمدین نے تصریح فرما دی ہے کہ اہل قبلہ سے مراد وہ ہیں ”جو تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہیں۔“	198	امام عبداللہ یافعی یمنی فرماتے ہیں: کسی مسلمان پر لعنت اصلاً جائز نہیں اور جو کسی مسلمان پر لعنت کرے وہ ملعون ہے۔
201	جو ضروریات دین سے ایک بات کا منکر ہو وہ اہل قبلہ ہی سے نہیں، اس کی تکفیر میں شک بھی کفر ہے نہ کہ انکار۔	198	شیخ محقق و بولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اصل عادت و شیوۃ اہلسنت ترک سب و لعن ہے۔
			شیعہ خوارج کو کافر کہتے اور ان پر لعنت کرتے ہیں اور خوارج شیعہ کو کافر و ملعون جانتے ہیں۔ (حاشیہ)

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
217	”دین ہر مسلمان کی خیر خواہی کا نام ہے۔“ فصل ہشتم اُن لوگوں کے بیان میں جنکی دعا قبول ہوتی ہے:	201	”اللہ تعالیٰ کی صفیتیں ازلی ہیں، نہ حادث، نہ مخلوق تو جو انہیں مخلوق یا حادث بتائے یا ان کے بارے میں توقف کرے یا شک لائے وہ کافر ہے۔“
218	مُضطر۔	202	نیچریوں کی وضاحت۔ (حاشیہ)
218	مظلوم اگرچہ فاجر ہو، اگرچہ کافر ہو،	203	کسی مسلمان کو یہ بددعا کہ تجھ پر خدا کا غضب نازل ہو اور تو آگ یا دوزخ میں داخل ہونہ دے۔
218	بادشاہ عادل۔	203	جو کافر مرا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اس کے لیے دعائے مغفرت حرام ہے۔
218	مرد صالح۔	204	کفار کے لیے دعائے مغفرت کفر ہے۔
219	ماں باپ کافر مانہر دار۔	208	اس دعا کہ ”خدا یا سب مسلمانوں کے سب گناہ بخش دے“ کے بارے میں امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیق۔
219	مسافر	212	اپنے اور اپنے احباب کے نفس و اہل و مال و ولد پر بددعا نہ کرے کیا معلوم کہ وقت اجابت ہو اور بعد وقوع بکا پھر ندامت ہو۔
220	روزہ دار۔	223	والدین کی اپنی اولاد کے حق میں بددعا مقبول ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں امام اہلسنت کی شاندار تحقیق۔
220	مسلمان کہ مسلمان کے لیے اس کی غیبت میں دعا مانگے۔	224	تحصیل حاصل کی دعا نہ کرے مثلاً: مرد کہے:
222	والدین کی دعا اپنی اولاد کے حق میں۔	224	الہی! مجھے مرد کر دے کہ یہ استہزاء ہے۔
222	اولاد کی دعا والدین کے حق میں۔	224	دعا میں کج رجحان نہ کرے۔ مثلاً: یوں نہ مانگے کہ تنہا مجھ پر رحم فرما، یا صرف مجھے اور میرے
222	حاجی کی دعا جب تک اپنے گھر پہنچے۔	215	فلاں فلاں دوستوں کو نعمت بخش۔
223	عمرہ کرنے والا۔	216	اول: درود شریف۔
223	مریض کہ اس کی دعا مثل دعائے ملائکہ ہے۔		
224	بتلا کی دعا مستجاب ہے۔		
224	مومن بتلا کی دعا غنیمت جانو۔		
224	وہ تین شخص جنکی دعا اللہ تعالیٰ رد نہیں کرتا۔		
224	فصل نہم ان اعمال صالحہ میں جن کے کرنے والے کو کسی دعا کی حاجت نہیں۔		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	قضاء دو قسم ہے:	230	دوم: ذکر الہی۔
243	ایک مُبَرَم۔	231	سوم: تلاوت قرآن مجید۔
244	دوسری مُعَلَّق۔		بزرگی کلام الہی کی تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسے
245	حدیث مرسل کی تعریف۔ (حاشیہ)	232	بزرگی رَبُّ الْعِزَّتِ جَلَّ جَلَالُہٗ، اس کی تمام مخلوق پر۔
	قضائے مُعَلَّق دو قسم ہے:		فصل دہم بحث دعا کے متعلق چند نفیس سوال
246	ایک مُعَلَّق مَحْض۔		وجواب میں۔
246	دوسری مُعَلَّق شَبِیْہ بِالْمُبَرَم۔	233	بعض علماء ترک دعا کو اولیٰ جانتے ہیں۔
	تفویض یہ کہ اپنے کام دوسرے کے سپرد		سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے
	کیجئے اب چاہے وہ سیاہ و سپید کچھ کرے،	233	بلا کے وقت دعا نہ مانگی۔
	اصلاً دخل نہ دیجئے، عام ازیں کہ اپنے دل کو		ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام سات دن یا چالیس
249	بھائے یا ناپسند آئے۔		دن آگ میں رہے اور اس وقت سولہ برس
	رضا و تسلیم یہ کہ اپنا ارادہ اس کے ارادے	233	کے تھے۔ (حاشیہ)
	میں فنا ہو جائے جو کچھ وہ چاہے اپنا دل بھی		علماء کہتے ہیں: جو چیز بے مانگے ملتی ہے اس
	اسی کو پسند کرے اور اس کے خلاف کی	234	سے کہ مانگنے سے حاصل ہو، بہتر ہوتی ہے۔
249	خواہش نہ رکھے۔		اکثر امور، خصوصاً مُباحات و مُنہ و بات میں
	الحاج و زاری میں مصروف ہونا عین رضائے	236	دل کا فتویٰ اعتبار تمام رکھتا ہے۔
250	مولیٰ ہے نہ کہ اس کے خلاف۔		دُرود شریف بھی دعا ہے کہ باجماع اُمت
	صوفیائے کرام فرماتے ہیں: جب تک بندہ		مرحومہ عمر میں ایک بار ہر مسلمان پر فرض قطعی
	اپنی خواہش سے دست بردار نہیں ہوتا اگر		اور عند الْمُحَقِّقِیْنَ ہر بار کہ ذکر شریف حضور
251	اس دولت کی اسکے دامن کو نہیں چھوتی۔	238	پُر نور سلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آئے واجب ہے۔
	حکم تَقْوُف کا مانند حکم فقہ کے عام نہیں بلکہ	240	تفویض کے معنی۔
	باختلاف احوال و مواجید و اذواق مختلف ہوتا	244	قضا میں تغیر قضا کے مطابق رَوَا ہے۔
251		245	قضائے مُبَرَم کیونکر قابل رد ہو سکتی ہے!۔

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
265	جو شخص آدمی سے سوال کرتا ہے تین خرابیوں میں پڑتا ہے۔		جو فقہ حاصل کرے اور تصوف سے واقف نہ ہو متکلف ہے اور جو تصوف حاصل کرے اور علم فقہ سے غافل ہو زندقہ میں پڑتا ہے اور جو دونوں جمع کرے مُحَقِّق ہے۔
268	اصل یہ ہے کہ سوال بقدر حاجت درست ہے اور حاجت باختلاف اشخاص و اوقات و احوال و اُمصار مختلف۔	251	کُنْ فقیہاً صوفیاً ولا تکن صوفیاً فقیہاً۔
268	غیر خدا سے سوال فی نفسہ قبیح ہے اور اس کی اجازت بوجہ ضرورت۔	252	علماء فرماتے ہیں: جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی بات نکالے اس کے منہ پر ماری جائے۔
258	سوال کرنا کن شرائط کے تحت درست ہے؟	253	بشرحانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا واقعہ۔
269	امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اصل حاجتیں تین ہیں۔	255	پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلق کی ہدایت و رہنمائی کیلئے تشریف لائے بعض اوقات حضورِ اولیٰ کو چھوڑ کر آدمی کو اختیار فرماتے۔
270	بعضے بھیک مانگتے ہیں کہ حج کو جائیں گے، یہ بھی حرام اور انہیں دینا بھی حرام، فقیر کو حج نفل ہے اور سوال حرام۔	256	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شارع ہیں حضور کا فعل عام اُمت کی اقتداء کے لئے ہے۔
275	صدقہ کو حقیر نہ جانو اگرچہ بکری کا جلا ہوا گھر ہو۔	257	بعض وقت دعا اور بعض وقت اس کا ترکِ اولیٰ ہے اور صفت اس کی بشارۃ قلب معلوم ہوتی ہے۔
278	مسجد کے سائل کو دینے کا مسئلہ۔	259	اہلِ تلوین کون؟
279	سوال میں زیادہ تملُّق و چاپلوسی نہ کرے کہ شانِ اسلام کے خلاف ہے۔	259	اہلِ تمکین کون؟
279	مداحوں کے منہ میں خاک جھونک دو۔	259	ابراہیم علیہ السلام کا قومِ لوط کے بارے میں اپنے رب عزوجل سے مجادلہ کی تفصیل۔ (حاشیہ)
282	جو بے علم قرآن کے معنی میں کچھ کہے، وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔	261	تذہیل
284	جو نسب میں اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے کو نسبت کرے اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور آدمیوں، سب کی لعنت ہے۔	263	غیر خدا سے سوال قبیح لِذاتیہ ہے۔
285	اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔	263	علماء فرماتے ہیں: ترک سوال ہر حال میں اولیٰ ہے۔

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
298	ترکیب چہارم ۴۔		شرع مطہر میں نسب باپ سے لیا جاتا ہے
298	ترکیب پنجم ۵۔	285	نہ (کہ) ماں سے۔
300	ترکیب ششم ۶۔		جس کی ماں سیدانی ہو اگرچہ اس وجہ سے وہ ایک
301	ترکیب ہفتم ۷۔	285	فضیلت رکھتا ہے مگر زہار سید نہ ہو جائے گا۔
303	ترکیب ہشتم ۸۔	287	اللہ عزوجل پر توکل فرض عین ہے۔
	احمد بن حرب و ابراہیم بن علی و ابو ذکریا و حاکم		عالم اسباب میں رہ کر ترک اسباب گویا
303	نے کہا: ہم نے اس کا تجربہ کیا تو حق پایا۔	289	ابطال حکمت الہیہ ہے۔
303	فقیر نے بھی چند بار تجربہ کیا، تیرے خطا پایا۔		سوال بے ضرورتِ شرعیہ اپنے لئے حرام
	سجدے بلکہ قعدے بلکہ قیام کے سوا نماز کے		ہے اور مسکین و حاجت مند مسلمانوں کے
	کسی فعل میں قرآن عظیم کی تلاوت حدیث	291	لئے مانگنا حلال بلکہ سنت سے ثابت ہے۔
	و فقہ دونوں سے منع ہے، یہاں تک کہ سہوا پڑھے		ائمہ دین فرماتے ہیں: جو اپنے آپ کو رسول
305	تو سجدہ لازم اور عمدہ پڑھے تو اعادہ واجب۔		اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملک نہ جانے، حلاوت
	ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک ایک	294	سنت اس کے مذاق جان تک نہ پہنچے۔
	نیت میں دن کو چار رکعت سے زیادہ مکروہ		خاتمہ چند ترکیب نماز حاجت میں
305	ہے اور رات کو آٹھ سے زائد۔	295	ترکیب اول ۱۔
	مگردن کی کراہت مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ اور شب کی		حدیث میں ”یا محمد“ ہے، مگر اس کی جگہ ”یا
305	کراہت میں اختلاف ہے۔	296	رسول اللہ“ کہنا چاہیے۔
306	ترکیب نہم ۹۔	297	ترکیب دوم ۲۔
307	”ابان بن ابی عیاش“ پر امام اہلسنت کا کلام۔		یہ ترکیب اپنے بیوقوفوں اور ابلہوں کو نہ
308	ترکیب دہم ۱۰۔	298	سکھاؤ کہ گناہوں پر دلیری نہ کریں۔
	ضعیف احادیث کے قابل عمل ہونے پر اہل	298	ترکیب سوم ۳۔
311	کمال کا اجماع ہے۔		اپنے احمقوں کو یہ دعا نہ سکھاؤ کہ اس سے
314	ماخذ و مراجع۔	298	نافرمانی پر استعانت کریں گے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

”دعا مومن کا ہتھیار ہے“ کے سترہ حُرُوف کی نسبت سے اس

کتاب کو پڑھنے کی ”17 نیتیں“

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم: نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهِ مُسْلِمَانِ كِي نِيَّةِ اس کے عمل سے

بہتر ہے۔ (”المعجم الكبير“ للطبرانی، الحديث: ۵۹۴۲، ج ۶، ص ۱۸۵، دار احیاء التراث العربی بیروت)

دومَدَ نِی پھول: ﴿1﴾ غیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

﴿2﴾ جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

﴿1﴾ رِضَاۓِ الہی عَزَّوَجَلَّ کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالعہ کروں گا

﴿2﴾ حَتّٰی الْوُسْخِ اِس کا باؤضو اور ﴿3﴾ قبلہ رُو مطالعہ کروں گا ﴿4﴾ قرآنی آیات اور

﴿5﴾ احادیثِ مبارکہ کی زیارت کروں گا ﴿6﴾ جہاں جہاں ”اللّٰہ“ کا نام پاک آئے گا

وہاں عَزَّوَجَلَّ اور ﴿7﴾ جہاں جہاں ”سرکار“ کا اسمِ مبارک آئے گا وہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

پڑھوں گا ﴿8﴾ اس روایت ”عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِينَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ لِعَنَى نِيكٍ لُّوگوں کے

ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔“ (حلیۃ الاولیاء، حدیث: ۱۰۷۵۰، ج ۷، ص ۳۳۵، دار الکتاب العلمیۃ

بیروت) پر عمل کرتے ہوئے اس کتاب میں دیئے گئے بُزُرگانِ دین کے واقعات دوسروں کو سنا کر

ذکرِ صالحین کی بڑکتیں لوٹوں گا ﴿9﴾ (اپنے ذاتی نسخے پر) ”یادداشت“ والے صفحہ پر ضروری نکات

لکھوں گا ﴿10﴾ (اپنے ذاتی نسخے پر) عِنْدَ اللَّحْرِ ورت خاص خاص مقامات پر انڈر لائن کروں گا

﴿10﴾ کتاب مکمل پڑھنے کے لیے بہ نیتِ حصولِ علم دین روزانہ چند صفحات پڑھ کر علم دین حاصل کرنے کے ثواب کا حقدار بنوں گا ﴿11﴾ دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا ﴿12﴾ اس حدیثِ پاک ”تَهَادُوا تَحَابُّوا“ ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی (موطأ امام مالک، ج ۲، ص ۴۰۷، رقم: ۱۷۳۱، دارالمعرفة بیروت) پر عمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق تعداد میں) یہ کتابیں خرید کر دوسروں کو تحفہ دوں گا ﴿13﴾ اس کتاب کے مطالعے کا ساری اُمت کو ایصالِ ثواب کروں گا۔ ﴿14﴾ جو مسئلہ سمجھ میں نہیں آئے گا اس کے لیے آیتِ کریمہ ”فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ“ ترجمہ کنز الایمان: ”تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔“ (پ ۱۴، النحل: ۴۳) پر عمل کرتے ہوئے علماء سے رجوع کروں گا ﴿15﴾ جس مسئلے میں دشواری ہوگی اس کو بار بار پڑھوں گا ﴿16﴾ جو نہیں جانتے انہیں سکھاؤں گا ﴿17﴾ کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مطلع کروں گا۔ (ناشرین و مصنف وغیرہ کو کتابوں کی اغلاط صرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا۔)

اچھی اچھی نیتوں سے متعلق رہنمائی کیلئے، امیرِ اہلسنت وامت بڑے کاشم
 العالیہ کا سنتوں بھر بیان ”نیت کا پھل“ اور نیتوں سے متعلق آپ کے
 مرتب کردہ کارڈ اور پمفلٹ مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے
 ہدیہ حاصل فرمائیں۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتابِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور المدینۃ العلمیۃ

از: بانی دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت حضرت

علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد لله على إحسانه وبفضلِ رسولِهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ میرے
ولی نعمت، میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع
رسالت، مُجَدِّدِ دین وملت، حامی سنت، ماحی بدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، باعِثِ خیر و
برکت، حضرت علامہ مولینا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رَحْمَةُ الرَّحْمَنِ بے
مثال ذہانت و فطانت، کمال درجہ فقہت اور قدیم و جدید علوم میں کامل و سترس و مہارت
رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تقریباً ایک ہزار کُتب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پچپن سے
زائد علوم و فنون میں تبحر علمی پر دلالت ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جن قلمی کاوشوں کو بین
الاقوامی شہرت حاصل ہوئی اُن میں ”کنز الایمان“، ”حداائق بخشش“ اور ”فتاویٰ
رضویہ“ (تخریج شدہ ۳۳ جلدیں) بھی شامل ہیں، آخر الذکر تو علوم و فنون کا ایسا بحرِ بیکراں
ہے جو بے شمار و مستند مسائل اور تحقیقاتِ نادرہ کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے، جسے پڑھ کر
قدردانِ انسان بے ساختہ پُکار اٹھتا ہے کہ امامِ اہلسنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، سیدنا امامِ اعظم ابوحنیفہ

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجتہدانہ بصیرت کا پرتو ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کُتبِ رہتی دنیا تک مسلمانوں کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ ہر اسلامی بھائی اور اسلامی بہن کو چاہیے کہ سرکارِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجملہ تصانیف کا حسبِ استطاعت ضرور مطالعہ کرے۔

تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”دعوتِ اسلامی“ نیکی کی دعوت، احیائے سنت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمم رکھتی ہے، ان تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ”المدینۃ العلمیۃ“ بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے علماء و مُفتیانِ کرام کَثْرَتُہُمُ اللہ تعالیٰ پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبہ کُتبِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۲) شعبہ تخریجِ کُتب

(۳) شعبہ درسی کُتب (۴) شعبہ اصلاحی کُتب

(۵) شعبہ تراجمِ کُتب (۶) شعبہ تفتیشِ کُتب

”المدینۃ العلمیۃ“ کی اولین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمعِ رسالت، مُجدِّ دین و ملت، حامی سنت، ماحیِ بدعت، عالمِ شریعت، پیرِ طریقت، باعِثِ خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن کی گراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتیٰ النوسع سہل اُسلوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اس علمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع

ہونے والی کُتب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عز وجل ”دعوتِ اسلامی“ کی تمام مجالس بشمول ”المدينة العلمية“ کو دن گیارہویں رات بارہویں ترقی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عمل خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبد خضرِ اشہادت، جنت البقیع میں مدفن اور جنت الفردوس میں اپنے مدنی حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا پڑوس نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم



رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

پیش لفظ

پیارے اسلامی بھائیو!

دُعا، اللہ رب العزت جل وعلا سے مناجات کرنے، اس کی قربت حاصل کرنے، اس کے فضل و انعام کے مستحق ہونے اور بخشش و مغفرت کا پروانہ حاصل کرنے کا نہایت آسان اور مجرب ذریعہ ہے۔ اسی طرح دعا پیارے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متوارث سنت، اللہ رب العزت جل وعلا کے پیارے بندوں کی متواتر عادت، درحقیقت عبادت بلکہ مغزِ عبادت، اور گنہگار بندوں کے حق میں اللہ رب العزت جل وعلا کی طرف سے ایک بہت بڑی نعمت و سعادت ہے۔

دُعا کی اہمیت اور وقعت کا اندازہ خود قرآن پاک میں اللہ رب العزت جل وعلا کے ارشاد: ﴿ادْعُونِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ﴾^(۱) اور ﴿اُجِيبْ دَعْوَةَ الدّٰعِ اِذَا دَعَا ۚ فَلْيَسْتَجِيبُوْا لِيْ﴾^(۲) فرمانے، اور عالمین پر نہایت ہی رؤف و رحیم رسول کریم صلی اللہ

1 ”مجھ سے دعا مانگو میں قبول فرماؤں گا جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر۔“ (پ ۲۴، المؤمن: ۶۰) یہاں عبادت سے مراد دُعا ہے۔

(”فضائل دعا“، ص ۳۸)

2 ”میں دعا مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارے۔“ (پ ۲، البقرة: ۱۸۶)

(”فضائل دعا“، ص ۳۸)

تعالیٰ علیہ وسلم کے پیدا ہوتے ہی اپنی امت کے حق میں ((رَبِّ هَبْ لِي أَمْتِي))⁽¹⁾ فرمانے، روزِ محشر بھی ((أَنَا لَهَا))⁽²⁾ پکارنے پھر بارگاہِ رب العزت میں سر بسجود رہ کر اُمت کی شفاعت فرما کر بخشوانے اور احادیث مبارکہ میں بار بار ترغیب دلانے اور نہ مانگنے کی صورت میں ربِ جلیل کا نہایت سخت حکم: ((مَنْ لَا يَدْعُونِي أَغْضَبُ عَلَيْهِ))⁽³⁾ سنانے سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

دعا کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اسی کتاب کی فصلِ اوّل میں رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خان علیہ رحمۃ الرحمن ارشاد فرماتے ہیں:

”اے عزیز! دعا ایک عجیب نعمت اور عمدہ دولت ہے کہ پروردگار تَقَدَّسَ وَتَعَالٰی نے اپنے بندوں کو کرامت فرمائی اور اُن کو تعلیم کی، حلِ مشکلات میں اس سے زیادہ کوئی چیز مؤثر نہیں، اور دفعِ بلا و آفت میں کوئی بات اس سے بہتر نہیں۔“

چنانچہ دعا کے اس قدر مفید اور نفع بخش ہونے کے باوجود اس سے استفادہ اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ اس کے شرائط و آداب بھی ملحوظِ خاطر رہیں ورنہ عین ممکن ہے کہ دعا کرنا فائدہ مند نہ ہو۔

1 ”خدا یا میری امت کو میرے واسطے بخش دے۔“

(”الکلام الأوضح في تفسير سورة الم نشرح“ موسوم بہ ”انوار جمال مصطفیٰ“، ص ۱۰۴، شبیر ہدادرز)

2 میں اس کام کیلئے ہوں یعنی تمہاری شفاعت میرے ذمہ ہے۔

”صحیح البخاری“، کتاب التوحید، باب کلام الرب عز و جل... إلخ، الحدیث: ۷۵۱۰، ج ۴، ص ۵۷۷.

3 یعنی ”جو مجھ سے دعا نہ کرے گا میں اُس پر غضب فرماؤں گا۔“

(”کنز العمال“، الحدیث: ۳۱۲۴، الجزء الثاني، ج ۱، ص ۲۹)

اسی کتاب کی فصل دوم میں دعا کے شرائط و آداب کا مفصل بیان موجود ہے، یہاں موقع کی مناسبت سے سورہ مومن کی آیت کریمہ نمبر ۶۰ کے تحت صدر الافاضل، بدر الامثل سید مولانا نعیم الدین مراد آبادی کی بیان کردہ تفسیر سے ایک نہایت جامع اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

”اللہ تعالیٰ بندوں کی دعائیں اپنی رحمت سے قبول فرماتا ہے اور ان کے قبول کے لیے چند شرطیں ہیں: ایک اخلاص دعا میں، دوسرے یہ کہ قلب غیر کی طرف مشغول نہ ہو، تیسرے یہ کہ وہ دعا کسی امر ممنوع پر مشتمل نہ ہو، چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر یقین رکھتا ہو، پانچویں یہ کہ شکایت نہ کرے کہ میں نے دعا مانگی قبول نہ ہوئی جب ان شرطوں سے دعا کی جاتی ہے قبول ہوتی ہے حدیث شریف میں ہے کہ دعا کرنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے یا تو اس کی مراد دنیا ہی میں اس کو جلد دے دی جاتی ہے یا آخرت میں اس کے لیے ذخیرہ ہوتی ہے یا اس سے اس کے گناہوں کا کفارہ کر دیا جاتا ہے“

(”خزائن العرفان“، ص ۵۴، مطبوعہ مرکز اہلسنت برکات رضا، ہند)

مختصر یہ کہ زیر نظر کتاب دعا سے متعلق جملہ احکام کی جامع ہونے کے ساتھ ساتھ کئی قرآنی آیات کی تفسیر، احادیث کی تشریح، علم کلام سے متعلق چند نہایت اہم عقائد کی تحقیق، بعض تحقیق طلب فقہی مسائل کی تفصیل، اور بعض نادر و نایاب اہم افادوں اور وضاحتوں کے ساتھ ایک زبردست علمی شاہکار ہے۔

چنانچہ اس جلیل القدر علمی تحقیقی اور دعا کے موضوع پر لا جواب کتاب کی اہمیت کے پیش نظر تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کی مجلس

”المدينة العلمية“ کے شعبہ کتب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان مدنی علماء کرام:

محمد یونس علی عطاری مدنی، محمد کاشف سلیم عطاری مدنی، سید عقیل احمد عطاری مدنی، حامد علی عطاری، قاری اسماعیل عطاری مدنی، محمد گلفر از عطاری مدنی سَلَّمَهُمُ اللہُ تَعَالٰی نے دوبارہ طبع ہونے سے پہلے پچھلی طباعت کو کافی حد تک برقرار رکھتے ہوئے عوام اسلامی بھائیوں کی آسانی کے پیش نظر مزید حواشی، تسهیلات، اور احادیث مبارکہ، فقہی جزئیات، اور دیگر دوسری عبارات کی حتی المقدور تخریج کے ساتھ اس کتاب کو از سر نو مرتب کیا، لہذا مسلسل محنت اور جانفشانی کے ساتھ اس کام کو مکمل کرنے پر یہ مدنی علماء کرام نہایت داد و تحسین کے مستحق ہیں۔

ذیل میں دی گئی تفصیل ملاحظہ فرمانے کے بعد کچھ حد تک ان علماء کرام کی محنت کا

اندازہ لگایا جاسکتا ہے، اس کتاب کی طباعت سے پہلے ان امور کو ملحوظ رکھا گیا:

- ۱۔ آیات و احادیث اور دیگر عبارات کے حوالہ جات کی مقدور بھر تخریج کی گئی ہے۔
- ۲۔ مشکل الفاظ کے معانی اور اُن کی تسہیل کا اہتمام کیا گیا ہے تاکہ عام قاری کو بھی یہ ”کتاب“ پڑھنے میں دشواری محسوس نہ ہو۔
- ۳۔ مختصر تسہیلیں متن ہی میں بریکٹ میں کر دی گئی ہیں، جبکہ طویل تسہیلوں کی ترکیب حاشیہ میں کی گئی ہے تاکہ ربط عبارت میں خلل نہ آئے۔
- ۴۔ آیات قرآنیہ کو منقش بریکٹ ﴿﴾، متن احادیث کو ڈبل بریکٹ (())، کتابوں کے نام اور دیگر اہم عبارات کو Inverted commas ” “ سے ممتاز کیا گیا ہے۔

۵۔ امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاں خود بریکٹ میں کلام فرمایا ہے اسے بڑے موٹے فاونٹ () سے ممتاز کیا گیا ہے۔

۶۔ جن آیات قرآنیہ کا متن میں ترجمہ نہیں کیا گیا تھا ان کا حاشیہ میں ”کنز الایمان“ سے ترجمہ کر دیا گیا ہے۔

۷۔ عربی دعاؤں پر مکمل اعراب کا اہتمام کیا گیا ہے تاکہ پڑھنے میں غلطی نہ ہو۔

۸۔ مشکل الفاظ پر بھی حتی الامکان اعراب کی ترکیب کی گئی ہے تاکہ تلفظ کی غلطی نہ ہو۔

۹۔ کتاب کو حتی الامکان اغلاط سے پاک کرنے کی غرض سے اس کا ایک سے زائد نسخوں سے، ایک سے زائد مرتبہ تقابل کیا گیا ہے۔

۱۰۔ عربی عبارات کا حاشیہ میں ترجمہ کیا گیا ہے۔

۱۱۔ عربی اور فارسی اشعار کا ترجمہ بھی حتی الامکان اشعار کی صورت میں کیا گیا ہے۔

۱۲۔ نئی گفتگو نئی سطر میں درج کی گئی ہے تاکہ پڑھنے والوں کو بآسانی مسائل سمجھ آ سکیں۔

۱۳۔ علاماتِ ترقیم مثلاً: فل اشاپ (-)، کومہ (،)، کالن (:) وغیرہ کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

۱۴۔ فہرست میں اہم نکات کو جدا جدا لکھ کر پورے رسالہ کا اجمالی خاکہ پیش کر دیا گیا ہے۔

۱۵۔ آخر میں مآخذ و مراجع کی فہرست، مصنفین و مولفین کے نام بمع مطالع ذکر کر دی گئی

ہے۔

اس ”کتاب“ کے پیش کرنے میں آپ کو جو خوبیاں دکھائی دیں وہ اللہ عزوجل کی عطا، اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظر کرم، علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ بالخصوص شیخ طریقت امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کے فیض سے ہیں اور جو خامیاں نظر آئیں ان میں یقیناً ہماری کوتاہی ہے۔

قارئین خصوصاً علمائے کرام دامت فیوضہم سے گزارش ہے کہ اس ”کتاب“ پر کام کے معیار کو مزید بہتر بنانے کے سلسلے میں ہمیں اپنی قیمتی آراء سے تحریری طور پر مطلع فرمائیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ”کتاب“ کو عوام و خواص کے لیے نفع بخش بنائے! آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم!

شعبۂ کتب اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت

(مجلس المدینۃ العلمیۃ)

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

مختصر حالات حضرت مُصَنِّفِ عَلَّامِ قَدَسَ سِرِّهِ الْمَلِكِ الْمُنْعَمِ

(از عالم شریعت، امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن)

وہ جناب فضائل مآب، تاج العلماء، رأس الفضلاء، حامی سنت، ماحی بدعت، بقیۃ السلف، حجة الخلف، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَأَرْضَاهُ وَفِي أَعْلَى غُرَفِ الْجَنَانِ بَوَّاءُ سَلَخَ جُمَادَى الْآخِرَةَ يَافِغْرَةَ رَجَبِ^(۱) ۱۲۳۶ھ قدسیہ کورونق افزائے داری دنیا ہوئے اپنے والد ماجد حضرت مولائے اعظم، بحرِ عَظْمُ فُضائل پناہ عارف باللہ صاحب کمالاتِ باہرہ و کراماتِ ظاہرہ حضرت مولانا مولوی محمد رضا علی خاں صاحب رَوْحِ اللّٰہِ دُوحَةُ وَنُورُ ضَرْيَحُهُ سے اکتسابِ علوم فرمایا بحمد اللہ منصب شریف علم کا پایہ ذرۃ علیا کو پہنچایا

ع راست میگویم ویزداں نہ پسند و جز راست^۱ کہ جو دقتِ انظار وحدتِ افکار و فہمِ صائب و رائے ثاقب حضرت حق جل و علانے انہیں عطا فرمائی ان دیار و امصار میں اس کی نظیر نظر نہ آئی فراستِ صادقہ کی یہ حالت تھی کہ جس معاملہ میں جو کچھ فرمایا وہی ظہور میں آیا، عقلِ معاش و معاد دونوں کا بروجہ کمال اجتماع بہت کم سنایاں آنکھوں دیکھا علاوہ بریں سخاوت و شجاعت و علوِ ہمت و کرم و مروت و صدقات

۱ یعنی جمادی الآخرہ کی آخری تاریخ یار جب کی چاند رات۔

۲ سچ کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سچ ہی پسند فرماتا ہے۔ ۱۲

خفیہ و مہرّات جلیہ و بلندی اقبال و بدبدہ و جلال و موالات فقر اور امر دینی میں عدم مبالغات باغیاء، حکام سے عزالت، رزق موروث پر قناعت وغیر ذالک فضائل جلیہ و خصائل جلیہ کا حال وہی کچھ جانتا ہے جس نے اس جناب کی برکتِ صحبت سے شرف پایا ہے۔

ع این نہ بحر است کہ در کو ذلّ تحریر آید^۱

مگر سب سے بڑھ کر یہ کہ اس ذاتِ گرامی صفات کو خالق عزوجل نے حضرت سلطانِ رسالت علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ کی غلامی و خدمت اور حضورِ اقدس کے اعداء پر غلظت و شدّت کے لئے بنایا تھا بحمد اللہ ان کے بازوئے ہمت و طنطنہ صولت نے اس شہر کو فتنہ مخالفین سے یکسر پاک کر دیا کوئی اتنا نہ رہا کہ سراٹھائے یا آنکھ ملائے یہاں تک کہ ۲۶ شعبان ۱۲۹۳ ہجری کو مناظرہ دینی کا عام اعلان مسمیٰ بہ بنام تاریخی ”اصلاح ذاتِ بین“ طبع کرایا اور سوامہر سکوت یا عارفِ فرار و غوغائے جہال و عجز و اضطرار کے کچھ جواب نہ پایا، ”فتنہ شش مثل“ کا شعلہ کہ مدت سے سر بفلک کشیدہ تھا اور تمام اقطارِ ہند میں اہل علم اس کے اظفارِ عرق ریز و گرویدہ، اس جناب کی ادنیٰ توجہ میں بحمد اللہ سارے ہندوستان سے ایسا فر و ہوا کہ جب سے کان ٹھنڈے ہیں، اہل فتنہ کا بازار سرد ہے خود اس کے نام سے جلتے ہیں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ خدمت روزِ ازل سے اس جناب کے لئے ودیعت تھی جس کی قدرے تفصیل رسالہ: ”تنبیہ الجُہال بالہام الباسط المتعال“ میں مطبوع ہوئی وَ ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ۔

۱۔ یہ وہ دریا نہیں جو تحریر کے کوزے میں آجائے۔ ۱۲

تصانیف شریفہ اس جناب کی سب علوم دین میں ہیں نافع مسلمین ودافع مفسدین والحمد لله رب العالمین ازا نجله ”الكلام الأوضح في تفسير سورة ألم نشرح“ کہ مجلد کبیر ہے علوم کثیرہ پر مشتمل ”وسيلة النجاة“ جس کا موضوع ذکر حالات سید کائنات ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجلد وسط ”سرور القلوب في ذکر المحبوب“ کہ مطبع نول کشور میں چھپی، ”جواهر البیان في أسرار الأركان“ جس کی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

ع ذوق این می شناسی بخدا تانہ چشی^۱

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے صرف اس کے ڈھائی صفحات کی شرح میں ایک رسالہ مسٹمی بہ ”زواہر الجنان من جواهر البیان“ ملقب بنام تاریخی ”سلطنة المصطفى في ملكوت كل الوری“ تالیف کیا، ”أصول الرّشاد لقمع مباني الفساد“ جس میں وہ قواعد ایضاح واثبات جن کے بعد نہیں مگر سنت کو قوت اور بدعت نجدیہ کو موت حسرت، ”هداية البرية إلى الشريعة الأحمدية“ کہ دس فرقوں کا ردّ ہے یہ کتابیں مطبع صبح صادق سیتاپور میں طبع ہوئیں، ”إذاقة الأثام لمعاني عمل المولد والقيام“ کہ اپنی شان میں اپنا نظیر نہیں رکھتی اور انشاء اللہ العزیز عنقریب شائع ہوگی، ”فضل العلم والعلماء“ ایک مختصر رسالہ کہ بریلی میں طبع ہوا، ”إزالة الأوهام“ ردّ نجدیہ، ”تزكية

۱۔ اس شراب طہور کی لذت بخدا چکھے بغیر تو نہیں جان سکتا۔ ۱۲

۲۔ پہلی بار مطبع اہلسنت میں طبع ہوئی اور شائع ہو چکی مدت سے ایک نسخہ بھی اب باقی نہ رہا اب انشاء اللہ

دوبارہ طبع ہو کر شائع ہوگی۔ ۱۲

الإيقان ردّ تقوية الإيمان“ کہ یہ عشرہ کاملہ زمانہ حضرت مُصَنِّفِ قدس سرہ میں تمبیض پاچکا، ”الکواکب الزهراء في فضائل العلم وآداب العلماء“ جس کی تخریج احادیث میں فقیر غفرَ اللہ تعالیٰ لہ نے رسالہ: ”النجوم الثواقب في تخریج أحادیث الکواکب“ لکھا، ”الروایۃ الرویۃ فی الأخلاق النبویۃ“، ”النقادة النقویۃ فی الخصائص النبویۃ“، ”لمعة النبراس فی آداب الأکل واللباس“، ”التمکّن فی تحقیق مسائل التزین“، ”أحسن الوعاء لآداب الدعاء“، ”خیر المخاطبة فی المحاسبة والمراقبة“، ”هدایۃ المشتاق إلى سیر الأنفس والآفاق“، ”إرشاد الأحباب إلى آداب الاحتساب“، ”أجمل الفكر فی مباحث الذکر“، ”عین المشاهدة لحسن المجاهدة“، ”تشوّق الأداة إلى طریق محبة الله“، ”نهاية السعادة فی تحقیق الهمة والإرادة“، ”أقوی الذریعة إلى تحقیق الطريقة والشریعة“، ”ترویج الأرواح فی تفسیر الانشراح“ ان پندرہ رسائل مابین وجیز ووسیط کے مسودات موجود ہیں جن کی تمبیض کی فرصت حضرت مُصَنِّفِ قدس سرہ نے نہ پائی فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کا قصد ہے کہ انہیں صاف کر کے ایک مجلد میں طبع کرائے انشاء اللہ سبحانہ و تعالیٰ

ع کہ حلوا بہ تنها نباید خورد^۱

ان کے سوا اور تصانیف شریفہ کے مسودے بستوں میں ملتے ہیں مگر منتشر جن کے اجزا اوّل، آخر یا وسط سے گم ہیں ان کے بارے میں حسرت و مجبوری ہے۔

۱۔ حلوا تنها نہیں کھانا چاہیے۔ ۱۲

غرض عمر اس جناب کے ترویجِ دین و ہدایتِ مسلمان و نکاتِ اعدا و حمایتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں گزری جزاءُ اللہ منہ السلام والمسلمین خیر جزاءِ آمین۔

پنجم جمادی الاولیٰ ۱۲۹۴ھ کو مارہرہ مطہرہ میں دستِ حق پرست حضرت آقائے نعمت دریائے رحمت، سید الواصلین، سند اکالین، قطبِ اوانہ و امامِ زمانہ حضور پر نور سیدنا و مرشدنا مولانا و ماوانا ذخرتی لیومی و غدی حضرت سیدنا سید شاہ آل رسول احمدی تاجدارِ سندِ مارہرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَاَرْضَاهُ وَاَقْضَ عَلَیْنَا مِنْ بَرَکَاتِہِ وَنُعْمَہِ پر شرفِ بیعت حاصل فرمایا حضور پیر و مرشدِ برحق نے مثالِ خلافت و اجازتِ جمیع سلاسل و سندِ حدیثِ عطا فرمائی یہ غلامِ ناکارہ بھی اسی جلسہ میں اس جناب کے طفیل ان برکات سے شرفِ یاب ہوا۔ والحمد للہ رب العالمین

چھبیس شوال ۱۲۹۵ھ ہجری کو باوجود شدتِ علالت و قوتِ ضعف خود حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاص طور پر بلانے سے کہ ((من رآنی فی المنام فقد رآنی))^۱ عزمِ زیارت و حجِ مصمم فرمایا یہ غلام اور چند اصحاب و خدام ہمراہِ رکاب تھے ہر چند احباب نے عرض کی کہ علالت کی یہ حالت ہے آئندہ سال پر ملتوی فرمائیے، ارشاد کیا: مدینہ طیبہ کے قصد سے قدم دروازہ سے باہر رکھ لوں پھر چاہے روح اسی وقت پرواز کر جائے دیکھنے والے جانتے ہیں کہ تمام مشاہد میں تندرستوں سے کسی بات میں کمی نہ

۱۔ رواہ البخاری والترمذی عن أنس رضي الله تعالى عنه ۱۲۰

”صحيح البخاري“، كتاب التعبير، باب من رأى النبي صلى الله عليه وسلم في المنام، الحديث: ۶۹۹۴، ج ۴، ص ۴۰۷۔

و”سنن الترمذی“، كتاب الرؤيا، باب في قول النبي: ((من رآني ... إلخ))، الحديث:

۲۲۸۳، ج ۴، ص ۱۲۲۔

فرمائی بلکہ وہ مرض ہی خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک آنحورہ میں دوا عطا فرمانے سے کہ ((من رآنی فقد رآی الحق))^(۱) حد منع پر نہ رہا، وہاں حضرت اجل العلماء، اکمل الفضلاء، حضرت مولانا سید احمد زینی دحلان شیخ الحرم وغیرہ علمائے مکہ معظمہ سے مکرر سند حدیث حاصل فرمائی۔

سلخ ذی القعدہ روز پنجشنبہ وقت ظہر ۱۲۹۷ ہجریہ قدسیہ کو اکاون برس پانچ مہینے کی عمر میں بعارضۃ اسہال دموی (یعنی خونی دست) شہادت پا کر شب جمعہ اپنے والد ماجد قدس سرہ کے کنار میں جگہ پائی ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ روز وصال نماز صبح پڑھ لی تھی اور ہنوز وقت ظہر باقی تھا کہ انتقال فرمایا نزع میں سب حاضرین نے دیکھا کہ آنکھیں بند کیے متواتر سلام فرماتے تھے جب چند انفاس باقی رہے ہاتھوں کو اعضائے وضو پر یوں پھیرا گویا وضو فرماتے ہیں یہاں تک کہ استشق بھی فرمایا سبحان اللہ! وہ اپنے طور پر حالت بیہوشی میں نماز ظہر بھی ادا فرما گئے جس وقت روح پر فتوح نے جدائی فرمائی فقیر سرہانے حاضر تھا واللہ العظیم ایک نور ملیح علانیہ نظر آیا کہ سینہ سے اٹھ کر برقی تابندہ کی طرح چہرہ پر چمکا اور جس طرح لمعان خورشید آئینہ میں جنبش کرتا ہے یہ حالت ہو کر غائب ہو گیا اس کے ساتھ ہی روح بدن میں نہ تھی، پچھلا کلمہ زبان فیض ترجمان سے نکلا لفظ ”اللہ“ تھا و بس اور اخیر تحریر کہ دست مبارک سے ہوئی ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ تھی کہ انتقال سے دو روز پہلے ایک کاغذ پر لکھی تھی بعدہ فقیر نے حضور پیر و مرشد برحق رضی اللہ عنہ کو رؤیا میں دیکھا کہ حضرت والد قدس سرہ المآجد کے مرقد پر تشریف لائے، غلام نے عرض کی: حضور

1 ”صحیح البخاری“، کتاب التعبير، باب من رأى النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام،

الحديث: ۶۹۹۴، ج ۴، ص ۴۰۷.

یہاں کہاں! او لفظاً هذا معناه فرمایا: آج سے یا فرمایا: اب سے ہم یہیں رہا کریں گے،
رحمہما اللہ تعالیٰ رحمة واسعة

ذهب الذين يعاش في أكنافهم وبقیت فی ناس كجلد الأجرب
ليهن رعاء الناس وليفرح الجهل بعدك لا يرجو البقا من له عقل
اللهم ارحمهما وأرض عنهما وأكرم نزلهما، وأفض علينا من بركاتهما،
آمین، برحمتک یا أرحم الراحمین وصلى الله تعالى على سيدنا ومولانا
محمد وآله وصحبه أجمعين . آمین.

مُناجات

امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان عابدی رحمۃ الرحمن

یا الہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو	جب پڑے مشکل شرّ مشکل کُشا کا ساتھ ہو
یا الہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو	شادی دیدارِ حُسنِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو
یا الہی گور تیرہ کی جب آئے سخت رات	اُنکے پیارے منہ کی صبح جانفزاکا ساتھ ہو
یا الہی جب پڑے محشر میں شور و دار و گیر	امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو
یا الہی جب زبائیں باہر آئیں پیاس سے	صاحبِ کوثر شرّ جو دو عطا کا ساتھ ہو
یا الہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر	سید بے سایہ کے ظنِ بوا کا ساتھ ہو
یا الہی گرمیِ محشر سے جب بھڑکیں بدن	دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو
یا الہی نامہ اعمال جب کھلنے لگیں	عیب پوش خلقِ سٹارِ خطا کا ساتھ ہو
یا الہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جُرم میں	ان تبسمِ ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو
یا الہی جب حسابِ خندہ بیجا لائے	چشمِ گریانِ شفیعِ مُرتجے کا ساتھ ہو
یا الہی رنگِ لائیں جب مری بے باکیاں	انکی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو
یا الہی جب چلوں تار یک راہِ پلِ صراط	آفتابِ ہاشمی نورِ الہدیٰ کا ساتھ ہو
یا الہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے	رَبِّ سَلَمُ کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو
یا الہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں	قدسیوں کے لب سے آمینِ ربّنا کا ساتھ ہو
یا الہی جب رضا خوابِ گراں سے سراٹھائے	
دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو	

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

الْحَمْدُ لِلَّهِ السَّمِيعِ الْقَرِيبِ الْمَجِيدِ الْمُجِيبِ، قَرِيبُ رَبَّنَا فَنُجَاغِيهِ
لَا بَعِيدُ فَنُؤَدِّيهِ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى النَّجِيِّ النَّجِيبِ الْمُنَاجِي الْحَبِيبِ
الْبَشِيرِ النَّذِيرِ الدَّاعِي إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ السَّرَاجُ الْمُنِيرِ وَعَلَى إِلِهِ الْكَرَامِ
وَصَحْبِهِ الْعِظَامِ الدَّاعِينَ رَبَّهُمْ وَالنَّاسَ نِيَامًا، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، إِمَامُ الدُّعَاةِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى إِلِهِ
وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ. (1)

آمِينَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ.

1 سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کو جو سننے والا، اپنے بندوں سے نزدیک، بزرگی والا، اپنے بندوں کی دعاؤں کو قبول فرمانے والا، ہمارا پروردگار نزدیک ہے کہ اس سے آہستہ کہیں نہ دور کہ اسے پکاریں اور درود و سلام ہو اس پر جو نجات دلانے والے، عمدہ نسب والے، اپنے رب کے حضور مناجات کرنے والے، اس کے پیارے، خوشخبری دینے والے، ڈرسانے والے، اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے، چمکا دینے والے روشن آفتاب ہیں، اور درود و سلام ہو ان کی معزز آل اور عظمت والے صحابہ پر جو اپنے رب عزوجل سے دعائیں مانگتے جبکہ لوگ خواب غفلت میں ہوتے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے بندے اور اس کے رسول، تمام دعا کرنے والوں کے امام ہیں۔ قیامت تک اللہ عزوجل ان پر اور ان کی تمام آل و اصحاب پر رحمت نازل فرمائے۔

آمِينَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ.

أَمَّا بَعْدُ:

یہ رسالہ ہے دُعا کے آداب و فضائل اور اجابت کے موافق و وسائل⁽¹⁾ اور اس کے متعلق نفیس مسائل میں، مُسَمَّی بہ (بنام) ”أَحْسَنُ الْوَعَاءِ لِآدَابِ الدُّعَاءِ“ تصنیفِ لطیف اعلیٰ حضرت، داعیِ سنّت، داعیِ شریعت، أَفْضَلُ الْمُحَقِّقِينَ، أَكْمَلُ الْمُدَقِّقِينَ⁽²⁾، حضرت مولانا مولوی محمد تقی علی خان صاحب، محمدی، سُنی، حنفی، قادری، برکاتی، بریلوی رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَأَرْضَاهُ وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَصِيرَهُ وَمَنَوَاهُ⁽³⁾ کہ فقیر ناسر عبدالمصطفیٰ احمد رضا غفرَ اللَّهُ تَعَالَى لَهُ وَأَصْلَحَ عَمَلَهُ⁽⁴⁾ نے اس کا شرفِ خدمت لیا اور خاص مؤدّہ حضرت مصیّف علّام قدّس سرّہ سے مبیضہ کیا۔⁽⁵⁾

اثنائے تبیض میں کہیں وضاحتِ مرام، کہیں اِزاحتِ اوہام، کہیں مناسبتِ مقام کے لیے فقیر نے زیاداتِ کثیرہ کیں⁽⁶⁾ کہ اصل رسالہ سے نہ قدر (یعنی: اہمیت میں تو نہیں)

1 یعنی یہ ”رسالہ“ ان چیزوں کے بیان میں ہے جو دعا کی قبولیت میں رکاوٹ یا دعا کی قبولیت کا سبب بنتی ہیں۔

2 نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کی طرف بلائے اور شریعتِ محمدیہ علی صاحبہا الصّلاۃ والسلام کی خدمت کرنے والے، سب سے اچھی تحقیق کرنے والے، اور بہترین باریک بین۔

3 اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور انہیں ہم سے راضی کرے، اور جنت ان کا ٹھکانہ بنائے۔

4 اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے اور اس کے اعمال کو اچھا کرے۔

5 یعنی میں نے اپنے والدِ محترم مولانا تقی علی خان علیہ رحمۃ الرحمن کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر ”أَحْسَنُ الْوَعَاءِ لِآدَابِ الدُّعَاءِ“ کو صاف ستھرا کر کے ترتیب دیا۔

6 یعنی: کتاب کو آخری شکل دیتے وقت کہیں مقصد کی وضاحت، کہیں اشکال کا ازالہ اور کہیں موقع مناسبت کی رعایت کرتے ہوئے تفصیل بھی بیان کی۔

بلکہ مقدار میں بڑھ گئیں تو مناسب ہوا کہ انہیں رسالہ مستقلہ قرار دیجئے اور اصل کیلئے بجائے شرح و ذیل سمجھ کر بنام ”ذیل المدعاء لأحسن الوعاء“ مسٹمی کیجئے۔⁽¹⁾

اصل رسالہ سے ان زیادات کے امتیاز کا یہ طریقہ رکھا کہ اُن کے شروع میں قال الرضاء اور آخر میں اس شکل کا خط ہلائی لکھا۔

اس مبارک رسالہ کے مطالب نفیسہ (عمدہ ابحاث) کا دس فصل پر اختتام اور آخر میں ایک تذیل (ضمیمہ) اور ایک خاتمہ پر انتہائے کلام۔

والحمد لله وليّ الإنعام والصلاة على محمد وآله والسلام⁽²⁾

فصل اوّل: فضائل دعا میں۔

فصل دوم: آداب دعا و اسباب اجابت میں۔

فصل سوم: اوقات اجابت میں۔

فصل چہارم: امكنة اجابت میں۔

فصل پنجم: اسم اعظم و کلمات اجابت میں۔

فصل ششم: موانع اجابت میں۔

1 یعنی: اس تفصیل اور وضاحت کے باوجود میری یہ تحریر، والد محترم کے رسالے کے مقابلے میں صرف مقدار میں بڑھی نہ کہ قدر و منزلت میں چنانچہ یہ ایک مستقل رسالہ کی صورت اختیار کر گئی، لہذا اصل متن کے لئے بطور ”شرح و حاشیہ“ اس کا نام ”ذیل المدعاء لأحسن الوعاء“ تجویز کیا۔

2 اور تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے جو فضل و احسان والا، اور درود و سلام ہو نبی رحمت اور ان کی آل

ذی شان پر، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

فصل ہفتم: کن کن باتوں کی دعا نہ کرنی چاہئے۔

فصل ہشتم: ان لوگوں کے بیان میں جن لوگوں کی دعا قبول ہوتی ہے۔

فصل نہم: ان اعمالِ صالحہ میں جن کے کرنے والے کو کسی دعا کی حاجت نہیں۔

فصل دہم: مجبِ دعا کے متعلق چند نفیس سوال و جواب میں۔

تذہیل: غیر خدا سے سوال کے حکم میں۔

خاتمہ: چند ترکیب نماز حاجت میں۔ أفاد قدس سرہ (جسے مصنف علیہ الرحمہ نے

فائدہ مند ہونے کی وجہ سے بیان فرمایا۔)

فصلِ اولِ فضائلِ دُعائیں

قال الرضاء: فضائلِ دعا میں احادیثِ بکثرت ہیں، مثل اس فصل میں مذکور

ہوگی آئندہ بھی ضمنِ کلام میں بہت احادیث آئیں گی۔ وَاللّٰهُ الْمُؤَفِّقُ۔^(۱)

قال اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ:

﴿أَجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾

”میں دعا مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارے۔“ (پ ۲، البقرة: ۱۸۶)

اور فرماتا ہے:

﴿أُدْعُونِيَّ أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾

”مجھ سے دعا مانگو میں قبول فرماؤں گا۔“ (پ ۲، المؤمن: ۶۰)

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دُخْرَيْنَ﴾

”جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل

ہو کر۔“ (پ ۲، المؤمن: ۶۰)

یہاں عبادت سے مراد دعا ہے۔

قال الرضاء: اور فرماتا ہے:

﴿فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَكِنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ﴾

1 اور اللہ عزوجل ہی توفیق دینے والا ہے۔

”تو کیوں نہ ہو جب آئی تھی اُن پر ہماری طرف سے سختی تو گڑ گڑائے ہوتے لیکن

سخت ہو گئے ہیں دل اُن کے۔“ (پ ۷، الأنعام: ۴۳)

اس آیت سے ترک دعا پر تہدید شدید نکلی^(۱)۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ عزوجل ارشاد فرماتا

ہے^(۲):

”میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں۔“ یعنی وہ جیسا گمان مجھ سے رکھتا

ہے میں اُس سے ویسا ہی کرتا ہوں، ((وَأَنَا مَعَهُ إِذَا دَعَانِي)) ”اور میں اُس کے ساتھ

ہوں جب مجھ سے دعا کرے۔“

قال الرضاء: یہ حدیث بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔^(۳)

اقول: اللہ تعالیٰ کا علم و قدرت سے ساتھ ہونا تو ہر شے کے لیے ہے، یہ خاص

معیت کرم و رحمت ہے، جو دعا کرنے والے کو ملتی ہے۔ اس سے زیادہ کیا دولت و نعمت ہوگی

1 یعنی اس آیت مبارکہ میں دعا کے چھوڑ دینے پر شدید خوف دلایا جا رہا ہے۔

2 حدیث قدسی: هو ما نقل إلینا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع إسناده إیّاه إلی

ربّه عزوجل۔ (تیسیر مصطلح الحديث، الباب الأول، الفصل الرابع، ص ۱۲۶)

یعنی حدیث قدسی وہ حدیث ہے جس کے راوی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوں اور نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو۔

3 ”صحیح مسلم“، کتاب الذکر والدعاء ... إلخ، باب فضل الذکر والدعاء ... إلخ،

الحديث: ۲۶۷۵، ص ۱۴۴۲۔

کہ بندہ اپنے مولیٰ کی معیت سے مشرف ہو ہزار حاجت روائیاں اس پر نثار اور لاکھ مقصد و مراد اس کے تصدق۔ ﴿(۱)

حدیث ۲: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

”اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز دعا سے بزرگ تر نہیں۔“ (۲)

قال الرضاء: اسے ترمذی وابن ماجہ وابن حبان وحاکم نے انہیں صحابی

(یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کیا۔ ﴿

حدیث ۳: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب تبارک و تعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں:

”اے فرزند آدم! تو جب تک مجھ سے دعا کرتا اور میرا امیدوار رہے گا، میں

تیرے گناہ کیسے ہی ہوں معاف فرماتا رہوں گا اور مجھے کچھ پرواہ نہیں۔“

قال الرضاء: رواه الترمذی عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه. ﴿(۳)

۱ یعنی: اللہ تعالیٰ اپنی صفتِ علم و قدرت سے تو ہر چیز کے ساتھ ہے، لیکن اُس کا وہ خاص قرب، جو دعا کرنے والے کو ملتا ہے، اتنی بڑی نعمت و سعادت ہے کہ اگر اس نعمت پر بندے کی ہزاروں مقبول دعائیں اور مرادیں بھی قربان ہو جائیں تو کم ہیں۔

2 ”سنن الترمذی“، کتاب الدعوات، باب ماجاء في فضل الدعاء، الحديث:

۳۳۸۱، ج ۵، ص ۲۴۳۔

3 اس حدیث کو امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

”سنن الترمذی“، کتاب الدعوات، باب في فضل التوبة ... إلخ، الحديث: ۳۵۵۱، ج ۵،

ص ۳۱۸-۳۱۹۔

حدیث ۴: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

”دعا سے عاجز نہ ہو کہ کوئی شخص دعا کے ساتھ ہلاک نہ ہوگا۔“

قال الرضاء: رواه عنه ابن حبان والحاكم (۱)

حدیث ۵: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

”دعا مسلمانوں کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون اور آسمان وزمین کا نور۔“

قال الرضاء: رواه الحاكم عن أبي هريرة وكأبي يعلى عن علي

رضي الله تعالى عنهما (۲)

حدیث ۶: منقول کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

”جو بلا اُتر چکی اور جو ابھی نہ اُتری، دعا سب سے نفع دیتی ہے، تو دعا اختیار کرو

اے خدا کے بندو!“

قال الرضاء: رواه الترمذي والحاكم عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما (۳)

1 اس حدیث کو ابن حبان اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

”المستدرک“، کتاب الدعاء والتكبير... إلخ، الحديث: ۱۸۶۱، ج ۲، ص ۱۶۴۔

2 اس حدیث کو حاکم نے حضرت ابو ہریرہ اور اسی کی مثل ابو یعلیٰ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

روایت کیا۔

”المستدرک“، کتاب الدعاء والتكبير... إلخ، الحديث: ۱۸۵۵، ج ۲، ص ۱۶۲۔

3 اس حدیث کو امام ترمذی اور حاکم نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

”سنن الترمذي“، باب في دعاء النبي... إلخ، الحديث: ۳۵۵۹، ج ۵، ص ۳۲۲۔

حدیث ۷: وارد کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:
 ”بِکَلَّا أُتْرَقَتْیَ ہِے پھر دعا اس سے جا ملتی ہے تو دونوں کشتی لڑتے رہتے ہیں قیامت
 تک۔“

یعنی دعا اُس بکلا کو اترنے نہیں دیتی۔

قال الرضاء: رواه البزار والطبراني والحاكم عن أم المؤمنين
 رضي الله تعالى عنها. (1)

حدیث ۸: مروی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:
 ”دعا عبادت کا مغز ہے۔“

قال الرضاء: رواه الترمذي عن أنس رضي الله تعالى عنه. (2)
 حدیث ۹: مذکور کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

”کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دے اور
 تمہارے رزق وسیع کر دے، رات دن اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہو کہ دعا سلاح
 مومن (یعنی مومن کا ہتھیار) ہے۔“

1 اس حدیث کو بزار، طبرانی اور حاکم نے اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
 روایت کیا۔

”المستدرک“، کتاب الدعاء والتكبير... إلخ، الحديث: ۱۸۵۶، ج ۲، ص ۱۶۲.

2 اس حدیث کو امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

”سنن الترمذی“، باب ما جاء في فضل الدعاء، الحديث: ۳۳۸۲، ج ۵، ص ۲۴۳.

قال الرضاء: رواه أبو يعلى عن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى

عنهما. ﴿١﴾

حدیث ۱۰: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

”جو اللہ تعالیٰ سے دعا نہ کرے، اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرمائے۔“

قال الرضاء: أخرجه أحمد وابن أبي شيبة والبخاري في ”الأدب

المفرد“ والترمذي وابن ماجه والحاكم عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه. ﴿٢﴾

اور یہ معنی بعض احادیث قدسی میں بھی آئے۔

أخرجه العسكري في ”المواعظ“ عنه عن النبي صلى الله تعالى

عليه وسلم قال: ((قال الله تعالى: من لا يدعوني أغضب علي)).

یعنی: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”جو مجھ سے دعا نہ کرے گا میں اُس پر غضب فرماؤں

گا۔“ العیاذ باللہ تعالیٰ. ﴿٣﴾

1 اس حدیث کو ابو یعلیٰ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

”مسند أبي يعلى“، الحديث: ۱۸۰۶، ج ۲، ص ۲۰۱-۲۰۲.

2 اس حدیث کو امام احمد وابن ابی شیبہ، اور امام بخاری نے ”الأدب المفرد“ میں اور امام ترمذی وابن

ماجد اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

”المستدرک“، کتاب الدعاء والتكبير... إلخ، الحديث: ۱۸۴۹، ج ۲، ص ۱۶۰.

3 ”كنز العمال“، الباب الثامن، الفصل الأول، الحديث: ۳۱۲۴، الجزء الثاني، ج ۱،

ص ۲۹، (بحوالہ ”مواعظ“).

اے عزیز! دعا ایک عجیب نعمت اور عمدہ دولت ہے کہ پروردگار تَقَدَّسَ وَتَعَالٰی (پاک اور بلند و بالا) نے اپنے بندوں کو کرامت فرمائی اور اُن کو تعلیم کی، حل مشکلات میں اس سے زیادہ کوئی چیز مؤثر نہیں، اور دفعِ بلا و آفت میں کوئی بات اس سے بہتر نہیں۔^(۱)

ایک دعا سے آدمی کو پانچ فائدے حاصل ہوتے ہیں:
 اول: عابدوں کے گروہ میں داخل ہوتا ہے کہ دعا فِيْ نَفْسِهِ (یعنی بذاتِ خود) عبادت بلکہ سرِّ عبادت (یعنی عبادت کا مغز) ہے۔
 دوم: وہ اقرارِ عجز و نیازِ داعی و اعتراف بہ قدرت و کرمِ الہی پر دلالت کرتی ہے۔
 سوم: امتثالِ امرِ شرع، کہ شارع نے اُس پر تاکید فرمائی، نہ مانگنے پر غضبِ الہی کی وعید آئی۔^(۲)

1 مشکلات کو حل کرنے میں دعا سے زیادہ اثر کرنی والی اور آفات و بلیات کو ٹالنے میں دعا سے زیادہ بہترین کوئی چیز نہیں۔

۱۔ یعنی جو شخص دعا کرتا ہے وہ اپنے عجز و احتیاج کا اقرار اور اپنے پروردگار کے کرم و قدرت کا اعتراف کرتا ہے۔ ۱۲ منہ

2 یعنی: دعا مانگنا شریعتِ مطہرہ کے حکم کی بجا آوری ہے کہ اللہ رب العزت جل و علانے فرمایا: ﴿اَذْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَّکُمْ﴾ (پ ۲۴، المؤمن: ۶۰) ”مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا“ اور دعا نہ مانگنے والے کے بارے میں عذاب کی وعید ہے جیسا کہ حدیثِ پاک میں آیا: ”جو مجھ سے دعا نہ کرے گا میں اس پر غضب فرماؤں گا“۔

پچھاڑم: اتباعِ سنت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر اوقات دعا مانگتے اور اوروں کو بھی تاکید فرماتے۔^(۱)

پنجم: دفعِ بلا و حصولِ مددِ عا (بلا ٹلنے اور مراد پوری ہونے) کہ تکلم ﴿أَدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾^(۲) و ﴿اُجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾^(۳)۔

آدمی اگر بلا سے پناہ چاہتا ہے خدائے تعالیٰ پناہ دیتا ہے اور جو وہ کسی بات کی طلب کرتا ہے اپنی رحمت سے اس کو عطا فرماتا ہے یا آخرت میں ثواب بخشا ہے۔

سرورِ معصوم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے:

”دعا بندے کی تین باتوں سے خالی نہیں ہوتی:

(۱) یا اس کا گناہ بخشا جاتا ہے

(۲) یا دنیا میں اسے فائدہ حاصل ہوتا ہے

(۳) یا اس کیلئے آخرت میں بھلائی جمع کی جاتی ہے کہ جب بندہ اپنی اُن

دعاؤں کا ثواب دیکھے گا جو دنیا میں مُسْتَجَاب (قبول) نہ ہوئی تھیں تمنا کرے گا: کاش! دنیا

1 کہ دعا سے آفات و بلیات دور ہوتی ہیں اور مقصود حاصل ہوتا ہے۔

2 ترجمہ کنز الایمان: ”مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ (پ ۲۴، المؤمن: ۶۰)

3 ترجمہ کنز الایمان: ”دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے“

(پ ۲، البقرة: ۱۸۶)۔

میں میری کوئی دعا قبول نہ ہوتی اور سب یہیں کے واسطے جمع رہتیں۔“ (1)

مگر ایسے شخص کو، کہ اپنی دعا کا قبول ہونا اور بصورتِ عدم حصولِ مددِ عا ثوابِ آخرت اُس کے عوض ملنا چاہتا ہے، مناسب کہ دعا میں اس کے آداب کی رعایت کرے۔ (2) وَاللّٰهُ الْمَوْفِقُ (اور اللہ عزوجل ہی توفیق دینے والا ہے)۔

1 ”سنن الترمذی“، کتاب الدعوات، باب فی جامع الدعوات ... إلخ، الحدیث: ۳۴۹۰،

ج ۵، ص ۲۹۲۔

2 یعنی جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اسکی دعا قبول ہو جائے یا اس کے عوض آخرت میں ثواب کا خزانہ ہاتھ آئے، تو اسے چاہئے کہ دعا میں آداب دعا کو ملحوظ خاطر رکھے۔

فصل دُوم آدابِ دعا و اسبابِ اجابت میں

قال الرضاء: آداب دعا جس قدر ہیں، سب اسبابِ اجابت ہیں کہ ان کا اجتماع اِنْ شَاءَ اللّٰهُ الْعَزِيزُ مُوَرِّثُ اجابت ہوتا ہے، بلکہ ان میں بعض بَمَنْزِلَہٗ شَرْطِہٖ ہیں جیسے: حضورِ قلب و صلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض دیگر مُحَسَّنَات و مُسْتَحْسَنَات۔^(۱)

ثم اقول: یہاں کوئی ادب ایسا نہیں جسے حقیقۃً شرط کہیے، بایں معنی کہ اجابت اس پر موقوف ہو، کہ اگر وہ نہ ہو تو اجابت زَہْرًا نہ ہو۔^(۲) اب یہ حضورِ قلب ہی ہے جس کی نسبت خود حدیث میں ارشاد ہوا: ((واعلموا اَنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيبُ دَعَاءَ مَنْ قَلَبٌ غَافِلٌ لَّاهٍ))۔^(۳)

”خبردار ہو! بیشک اللہ تعالیٰ دعا قبول نہیں فرماتا کسی غافل کھیلنے والے دل کی۔“
حالانکہ بارہا سوتے میں جو محض بلا قصد زبان سے نکل جائے مقبول ہو جاتا ہے

1 جتنے بھی آداب دعا ہیں وہ سب قبولیت کا سبب ہیں اگر دعا میں ان کو جمع کر لیا جائے تو انشاء اللہ عز و جل دعا کی قبولیت کا باعث ہونگے بلکہ بعض آداب ایسے ہیں کہ جو دعا میں شرط کی حیثیت رکھتے ہیں جیسے: یکسوئی کے ساتھ دعا کرنا، سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا اور دیگر نیک امور بجا لا کر دعا کرنا۔

2 بہر حال یہاں شرط اپنے حقیقی معنی میں نہیں ہے کہ اگر وہ نہ پائی جائے تو دعا ہرگز قبول ہی نہ ہو۔
3 ”سنن الترمذی“، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی جامع الدعوات ... إلخ، الحدیث: ۳۴۹۰، ج ۵، ص ۲۹۲۔

و ”المستدرک“، کتاب الدعاء والتکبیر... إلخ، الحدیث: ۱۸۶۰، ج ۲، ص ۱۶۴۔

ولہذا حدیث صحیح^(۱) میں ارشاد ہوا: ”جب نیند غلبہ کرے تو ذکر و نماز ملتوی کر دو، مبادا (کہیں ایسا نہ ہو کہ) کرنا چاہو استغفار اور نیند میں نکل جائے کوٹنا۔“^(۲)

تو ثابت ہوا کہ یہاں شرط بمعنی حقیقی نہیں، بلکہ یہ مقصود کہ ان شرائط کا اجتماع ہو تو وہ دعا بروجہ کمال ہے اور اس میں توقعِ اجابت کو نہایت قوت خصوصاً جب کہ مُحَسَّنَات کو بھی جامع ہو، اور اگر شرائط سے خالی ہو تو فی نفسہ وہ رجائے قبول نہیں، بحض کرم و رحمت یا توافقی ساعتِ اجابت، قبول ہو جانادوسری بات ہے^(۳) یہ فائدہ ضرور ملاحظہ رکھئے۔ اب شمارِ آداب کی طرف چلیے۔

1 حدیث صحیح: ما اتصل سنده بنقل العدل الضابط عن مثله إلى منتہاء من غیر شنوذ ولا علة. (”تیسیر مصطلح الحدیث“، الباب الأول، الفصل الثاني، ص ۳۳).
یعنی: ”وہ حدیث جس کے تمام راوی عادل اور تام الضبط ہوں، اس کی سند ابتداء سے انتہاء تک متصل ہو نیز وہ حدیث علّتِ خفیہ قادحہ اور شنوذ سے بھی محفوظ ہو۔“

2 ”صحیح البخاری“، کتاب الوضوء، باب الوضوء من النوم ... إلخ، الحدیث: ۲۱۲، ج ۱، ص ۹۴.

و ”سنن الترمذی“، کتاب الصلاة، باب ما جاء في الصلاة عند النعاس، الحدیث: ۳۵۵، ج ۱، ص ۳۷۲.

3 بہر حال یہ بات ثابت ہوئی کہ یہاں شرائط اپنے حقیقی معنوں میں نہیں کہ ان شرائط کے بغیر دعا قبول ہی نہ ہو، ہاں! اتنا ضرور ہے کہ اگر یہ شرائط دعا میں جمع ہو جائیں تو دعا کامل ہے اور اس میں قبولیت کا امکان قوی، بالخصوص جبکہ وہ دیگر نیک امور کو بھی شامل ہو، اس کے برعکس اگر دعا شرائط و آداب سے خالی ہو تو اس کی قبولیت کی امید نہیں، ہاں البتہ کرم و رحمتِ الہی ہو جائے یا دعا کی قبولیت کی گھڑی ہو اور دعا قبول ہو جائے تو اور بات ہے۔

آداب دعا کہ آیات و احادیثِ صحیحہ معتبرہ و ارشاداتِ علمائے کرام سے ثابت، جن کی رعایت ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور باعثِ اجابت (قبولیت کا سبب) ہو۔

قال الرضاء: وہ سائٹھ ہیں۔ اکاون حضرت مُصَنِّفِ عَلَامِ قُدَسِ سِرُّہ نے ذکر فرمائے اور توفیقِ غَفَرِ اللہِ تَعَالٰی لہ نے بڑھائے۔ ﴿

ادب ۱: دل کو حتی الامکان خیالاتِ غیر (دوسروں کے خیالات) سے پاک کرے۔

قال الرضاء: رب عزوجل کا خاص محلِ نظر (خاص نظرِ کرم فرمانے کی جگہ) دل

ہے۔

((إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ)) ﴿^(۱)

ادب ۲، ۳، ۴: بدن و لباس و مکان، پاک و نظیف و طاہر ہوں۔

قال الرضاء: کہ اللہ تعالیٰ نظیف ہے، نظافت کو دوست رکھتا ہے۔ ﴿

ادب ۵: دعا سے پہلے کوئی عملِ صالح کرے کہ خدائے کریم کی رحمت اس کی

طرف متوجہ ہو۔

قال الرضاء: صدقہ، خصوصاً پوشیدہ، اس امر میں اثرِ تمام رکھتا ہے (یعنی دعا کی

۱ ”بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کی طرف نہیں دیکھتا، البتہ وہ تمہارے دلوں

اور اعمال کو دیکھتا ہے۔“

”صحیح مسلم“، کتاب البرّ والصلة والآداب، باب تحریم ظلم المسلم... إلخ، الحدیث:

۲۵۶۴، ص ۱۳۸۷۔

قبولیت میں بہت مؤثر ہے) ﴿قَدْ مُوا بَيْنَ يَدَي نَجْوَاكُمْ صَدَقَّةً﴾^(۱) وُجوب اگر منسوخ ہے، تو استحباب ہنوز باقی ہے۔ ﴿(۲)

ادب ۶: جن کے حقوق اس کے ذمہ ہوں، ادا کرے یا اُن سے معاف کرا لے۔
قال الرضاء: خلق (یعنی بندوں) کے مطالبات گردن پر لے کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا ایسا ہے جیسے کوئی شخص بادشاہ کے حضور بھیک مانگنے جائے اور حالت یہ ہو کہ چار طرف سے لوگ اسے چمٹے داد و فریاد کا شور کر رہے ہیں، اسے گالی دی، اسے مارا، اس کا مال لے لیا، اسے لوٹا، غور کرے اس کا یہ حال قابلِ عطا و نوال ہے یا لائقِ سزا و نکال، و حسبنا اللہ ذو الجلال۔ ﴿(۳)

ادب ۷: کھانے پینے لباس و کسب میں حرام سے احتیاط کرے کہ حرام خوار و حرام کار (حرام کھانے والے اور حرام کام کرنے والے) کی دعا اکثر رد ہوتی ہے۔

1 ترجمہ کنز الایمان: ”اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو۔“ (پ ۲۸، المجادلۃ: ۱۲)
 2 آیت کریمہ میں ”قَدْ مُوا“ کے صیغہ امر کے سبب اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ دعا سے پہلے صدقہ کرنا واجب ہے مگر چونکہ اس آیت کریمہ سے ثابت شدہ حکم منسوخ ہو چکا ہے چنانچہ واجب تو نہیں البتہ اب بھی مستحب ضرور ہے۔

(”التفسیر الکبیر“، المجادلۃ، تحت الآیۃ: ۱۲، الجزء التاسع والعشرون، ج ۱۰، ص ۴۹۵).
 3 یعنی وہ شخص جو بادشاہ کے حضور حاضر ہو کر فریاد کر رہا ہے اور حالت یہ ہے کہ اس نے کسی کا مال لوٹا کسی کو گالی دی، آیا وہ انعام دیئے جانے اور مہربانی کئے جانے کا مستحق ہے یا سزا دیئے جانے کا!۔
 اور اللہ تعالیٰ عظمت والا ہمیں کافی ہے۔

ادب ۸: دعا سے پہلے گزشتہ گناہوں سے توبہ کرے۔

قال الرضاء: کہ نافرمانی پر قائم رہ کر عطا مانگنا بے حیائی ہے۔ ﴿

ادب ۹: وقتِ کراہت نہ ہو تو دو رکعت نماز خلوصِ قلب سے پڑھے کہ جالبِ

رحمت ہے اور رحمت، موجبِ نعمت۔^(۱)

۱ یعنی اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دعا سے پہلے اخلاص کے ساتھ دو رکعت نفل نماز پڑھے کہ رحمتِ الہی عزوجل کا سبب ہے، اور رحمت، نعمتِ الہی کے حصول کا باعث ہے۔

بارہ وقتوں میں نوافل پڑھنا منع ہے:

(۱) طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک کہ اس درمیان میں سو اور رکعت سنتِ فجر کے کوئی نفل نماز جائز نہیں۔

(۲) اپنے مذہب کی جماعت کے لیے اقامت ہوئی تو اقامت سے ختم جماعت تک نفل و سنت پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، البتہ اگر نماز فجر قائم ہو چکی اور جانتا ہے کہ سنت پڑھے گا جب بھی جماعت مل جائے گی اگرچہ قعدہ میں شرکت ہوگی، تو حکم ہے کہ جماعت سے الگ اور دو رکعت فجر پڑھ کر شریک جماعت ہو اور جو جانتا ہے کہ سنت میں مشغول ہوگا تو جماعت جاتی رہے گی اور سنت کے خیال سے جماعت ترک کی یہ ناجائز و گناہ ہے اور باقی نمازوں میں اگرچہ جماعت ملنا معلوم ہو سنتیں پڑھنا جائز نہیں۔

(۳) نمازِ عصر سے آفتاب زرد ہونے تک نفل منع ہے، نفل نماز شروع کر کے توڑ دی تھی اس کی قضا بھی اس وقت میں منع ہے اور پڑھ لی تو ناکافی ہے، قضا اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہوئی۔

(۴) غروب آفتاب سے فرض مغرب تک۔ مگر امام ابن الہمام نے دو رکعت خفیف کا استثناء فرمایا۔

(۵) جس وقت امام اپنی جگہ سے خطبہ جمعہ کے لیے کھڑا ہوا اس وقت سے فرض جمعہ ختم ہونے تک نماز

نفل مکروہ ہے، یہاں تک کہ جمعہ کی سنتیں بھی۔

=

ادب ۱۰، ۱۱، ۱۲: دعا کے وقت با وضو، قبلہ رو، مؤدّب (با ادب) دوزانو بیٹھے یا

گھٹنوں کے بل کھڑا ہو۔

قال الرضاء: یا بے نیتِ شکرِ توفیقِ دعا والتجاء اِلٰی اللّٰہ، سجدہ کرے کہ یہ صورت

سب سے زیادہ قُربِ رب کی ہے، قالہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم^(۱)۔

= (۶) عینِ خطبہ کے وقت اگرچہ پہلا ہو یا دوسرا اور جمعہ کا ہو یا خطبہ عیدین یا کسوف و استسقا و حج و نکاح کا ہو ہر نماز حتیٰ کہ قضا بھی ناجائز ہے، مگر صاحبِ ترتیب کے لیے خطبہ جمعہ کے وقت قضا کی اجازت ہے۔

(۷) نماز عیدین سے پیشتر نفل مکروہ ہے، خواہ گھر میں پڑھے یا عید گاہ و مسجد میں۔

(۸) نماز عیدین کے بعد نفل مکروہ ہے، جب کہ عید گاہ یا مسجد میں پڑھے، گھر میں پڑھنا مکروہ نہیں۔

(۹) عرفات میں جو ظہر و عصر ملا کر پڑھتے ہیں، ان کے درمیان میں اور بعد میں بھی نفل و سنت مکروہ ہے۔

(۱۰) مزدلفہ میں جو مغرب و عشاء جمع کیے جاتے ہیں، فقط ان کے درمیان میں نفل و سنت پڑھنا مکروہ ہے، بعد میں مکروہ نہیں۔

(۱۱) فرض کا وقت تنگ ہو تو ہر نماز یہاں تک کہ سنت فجر و ظہر مکروہ ہے۔

(۱۲) جس بات سے دل بے اور دفع کر سکتا ہو اسے بے دفع کیے ہر نماز مکروہ ہے مثلاً پاخانے یا پیشاب یا

ریاح کا غلبہ ہو مگر جب وقت جاتا ہو تو پڑھ لے پھر پھیرے۔ یوہیں کھانا سامنے آ گیا اور اس کی خواہش

ہو غرض کوئی ایسا امر درپیش ہو جس سے دل بے خشوع میں فرق آئے ان وقتوں میں بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(ماخوذ از بہارِ شریعت، جلد ۱، حصہ سوم، ۴۵۵-۴۵۷)

۱ یعنی: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا و التجا کرنے کی توفیق ملنے پر، سجدہ شکر کی نیت سے سجدہ کرے

کہ بندہ سجدے میں سب سے زیادہ اپنے رب کے قریب ہوتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے ارشاد فرمایا: ”بندہ اس سے زیادہ کبھی اپنے رب سے قریب نہیں ہوتا، تو سجدے میں دعا

زیادہ مانگو۔“

وقیدنا بنية الشکر؛ لأنَّ السجود بلا سبب حرام عند الشافعية
ولیس بشيء عندنا إنما هو مباح لا لك ولا عليك كما نصّوا عليه۔^(۱)

ادب ۱۳، ۱۴: اعضاء کو خاشع اور دل کو حاضر کرے۔^(۲)

حدیث میں ہے: ”اللہ تعالیٰ غافل دل کی دعا نہیں سنتا۔“^(۳)

اے عزیز! حیف (افسوس) ہے کہ زبان سے اس کی قدرت و کرم کا اقرار کیجئے اور
دل اوروں کی عظمت اور بڑائی سے پُر ہو۔ بنی اسرائیل نے اپنے پیغمبر سے شکایت کی کہ
ہماری دعا قبول نہیں ہوتی جواب آیا: میں ان کی دعا کس طرح قبول کروں کہ وہ زبان سے دعا
کرتے ہیں اور دل ان کے غیروں کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔^(۴)

۱ ہم نے شکر کی نیت کے ساتھ سجدہ کو اس لئے خاص کیا کہ بغیر کسی سبب کے سجدہ کرنا شافعیوں کے
نزدیک حرام اور ہم حنفیوں کے نزدیک محض مباح یعنی جائز ہے، کہ اس کے کرنے یا نہ کرنے پر نواہ
نہ عذاب جیسا کہ علمائے کرام نے اس پر نصوص بیان فرمائیں۔

انظر ”رد المحتار“، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، مطلب في سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۲۰۔
و ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر، ج ۱، ص ۱۳۶۔

۲ یعنی: ظاہر بدن سے عاجزی و انکساری کا اظہار ہو اور دل حاضر ہو۔

۳ ”سنن الترمذی“، کتاب الدعوات، باب في جامع الدعوات ... إلخ، الحديث:
۳۴۹۰، ج ۵، ص ۲۹۲۔

۴ ”روح البیان“، پ ۸، الأعراف، تحت الآية: ۵۶، ج ۳، ص ۱۷۸۔

و ”الرسالة القشيرية“، باب الدعاء، ص ۲۹۹۔

اے عزیز! جب تک تو دل سے اپنی اور تمام خلق کی ہستی، خدائے تعالیٰ کی ہستی میں گم نہ کرے، رحمتِ خاصہ کہ ازل سے مخلصوں کے لیے مخصوص ہے، تیری طرف کب متوجہ ہو۔ جو شخص جبار بادشاہ کے حضور اپنی بڑائی اور عظمت کا دعویٰ کرے یا بادشاہ اس کی طرف متوجہ ہو اور وہ کسی پو بدار (نوکر) یا اہلکار کی طرف نظر رکھے سزاوارِ زجر ہے (یعنی ملامت کے لائق ہے)، نہ کہ مستحقِ انعام (یعنی انعام کا مستحق)۔

ایک دن حضرت خواجہ سفیان ثوری قدس سرہ نماز پڑھاتے تھے، جب اس آیت پر پہنچے ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ ”تجھی کو ہم پوجتے ہیں اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں“، روتے روتے بے ہوش ہو گئے، جب ہوش میں آئے، لوگوں نے حال پوچھا فرمایا: اس وقت مجھے یہ خیال آیا کہ اگر غیب سے ندا ہو: اے کاذب نموش! کیا ہماری ہی سرکار تجھے جھوٹ بولنے کے لیے رہ گئی، رات دن رزق کی تلاش میں گوبکؤ (دربار) پھرتا ہے اور بیماری کے وقت طبیبوں سے التجاء کرتا ہے اور ہم سے کہتا ہے: میں تجھی کو پوجتا ہوں اور تجھی سے مدد چاہتا ہوں، تو میں اس بات کا کیا جواب دوں؟^(۱)

اے عزیز! وہاں دل پر نظر ہے نہ کہ زبان پر۔

ما ذیاد دا ننگریم و قال دا

ما دواں دا بنگریم و حال دا^(۲)

1 ”روح البیان“، پ ۱، الفاتحة، تحت الآية: ۵، ج ۱، ص ۲۰.

2 زبان و قال کی جانب کبھی ہوتی نہیں مائل

مری رحمت دل خستہ تمہاری ہی طرف مائل

چاہیے کہ دل و زبان کو موافق اور ظاہر و باطن کو مطابق اور جمع ماسوائے اللہ سے رشتہ امید قطع کرے نہ نفس سے کام، نہ خلق سے غرض رکھے، تا شاہد مقصود جلوہ گر ہو اور گوہر مقصد ہاتھ آئے۔^(۱)

قال الرضاء: نظر بغیر، جب بالذات نظر بغیر ہو نظر بغیر ہے بلکہ حقیقۃً معنی بالذات مقصود و مراد ہوں تو قطعاً شرک و کفر۔^(۲)

محبوبانِ خدا سے تو سُل، نظر بخدا ہے نہ کہ نظر بغیر۔^(۳) ولہذا خود قرآنِ عظیم نے اس کا حکم دیا، جس کا ذکر ادب ۲۲ میں آتا ہے۔ اس کی نظیر تَوَاضَع ہے (اس کی مثال بزرگوں کی تعظیم و توقیر والا مسئلہ ہے) علمائے کرام فرماتے ہیں: غیر خدا کیلئے تَوَاضَع حرام ہے۔

1 اپنے دل و زبان اور اپنے ظاہر و باطن کو ایک سا کرے کہ جو زبان سے مانگے دل بھی اسی کی طرف متوجہ ہو اور اللہ عز و جل کے سوا سب سے امید منقطع کر کے اپنی امید گاہ صرف اسی کی ذات کو بنائے اور مراد بر آنے تک اپنی اسی کیفیت کو برقرار رکھے۔

2 غیر خدا کو مُعین و مددگار ماننا اس طرح کہ وہی مُعین و مددگار ہے ”نظر بغیر“ کہلاتا ہے اور اگر حقیقۃً اُسی غیر خدا کو پالڈ ات (یعنی اللہ عز و جل کی عطا کے بغیر) حقیقی مُراد اور مقصودِ اصلی سمجھ کر اپنا مُعین و مددگار مانے تو یہ گھلا کفر و شرک ہے، یا یوں سمجھیں کہ اللہ عز و جل کے سوا غیروں سے مدد مانگنا ”نظر بغیر“ ہے، چنانچہ اگر یہ عقیدہ رکھے کہ غیر ہی پالڈ ات (یعنی اللہ کی عطا کے بغیر) اُز خود دینے والا ہے تو یہ عقیدہ، یقینی طور پر کفر و شرک ہے۔ ہاں البتہ! اللہ کے نیک بندوں سے تَوَاضَع یعنی ان کو اپنا وسیلہ بنانا یہ ”نظر بغیر“ ہے ہی نہیں، جس کی تفصیل خود اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بیان فرما رہے ہیں۔

۱۔ فائدہ جلیلہ: استعانت بالغیر و توسل بہ محبوبان کا امتیاز۔

3 اللہ عز و جل کے نیک بندوں کو اپنی حاجت روائی کیلئے وسیلہ بنانا درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنا ہے نہ کہ کسی اور سے۔

”فتاویٰ ہندیہ“ و ”ملتقط“ وغیرہ میں ہے: ”التَّوَاضُّعُ لِغَيْرِ اللَّهِ حَرَامٌ“۔^(۱) حالانکہ معظماتِ دین کے لیے تواضع قطعاً مأمور بہ ہے (یعنی دینی پیشواؤں کی تعظیم کا حکم تو یقینی طور پر دیا گیا ہے) خود یہی علماء اس کا حکم دیتے ہیں۔ حدیث میں ہے: ((تواضعوا لمن تعلمون منه وتواضعوا لمن تعلمونه ولا تكونوا جبابرة العلماء))۔^(۲)

”اپنے استاد کے لیے تواضع کرو اور اپنے شاگردوں کیلئے تواضع کرو اور سرکش عالم نہ بنو۔“

نیز حدیث شریف میں ارشاد ہوا: ”جو کسی غنی کے لئے اس کے غنا کے سبب تواضع کرے، ”ذَهَبَ ثُلَاثًا دِينَهُ“ اس کا دو تہائی دین جاتا رہے۔“^(۳)

توجہ وہی ہے کہ مالِ دنیا کے لیے تواضع (عاجزی و انکساری) رُوبخدا نہیں یہ حرام ہوئی اور یہی تَوَاضُّعٌ لِغَيْرِ اللَّهِ ہے اور علمِ دین کے لیے تواضع رُوبخدا ہے، اس کا حکم آیا، اور یَعْنِ تَوَاضُّعٌ لِلَّهِ ہے۔ یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ اسی کو بھول کر وہابیہ و مشرکینِ افراط و تفریط میں پڑے۔^(۴) وَالْعِيَاذُ بِاللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿

1 ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الکراہیۃ، الباب الثامن والعشرون، ج ۵، ص ۳۶۸۔

و ”الدر المختار“، کتاب الحظر والإباحۃ، باب الاستبراء وغیرہ، ج ۹، ص ۶۳۲۔

2 ”فیض القدر“، الحدیث: ۳۳۸۱، ج ۳، ص ۳۶۰۔

و ”شعب الإیمان“، الحدیث: ۱۷۸۹، ج ۲، ص ۲۸۷۔

3 ”شعب الإیمان“، الحدیث: ۱۰۰۴۳، ج ۷، ص ۲۱۳۔

4 (توجہ وہی ہے.....) سے مراد یہ ہے کہ جس طرح کسی معظم دینی کی تعظیم تواضع لِغَيْرِ اللَّهِ نہیں

ادب ۱۵: نگاہ نیچی رکھے، ورنہ معاذ اللہ زوالِ بصر کا خوف ہے (یعنی نظر کمزور

ہو جانے کا اندیشہ ہے)۔

قال الرضاء: یہ اگرچہ حدیث میں دعائے نماز کے لیے وارد، مگر علماء اسے عام

فرماتے ہیں۔ ﴿

ہے کیونکہ حدیث پاک میں اس کا حکم دیا گیا ہے تو یہ تو اضع خدا کیلئے ہوئی اسی طرح اللہ کے نیک بندوں سے تَوَسُّل درحقیقت اللہ ہی سے مانگنا ہے نہ کہ غیر اللہ سے مانگنا کیونکہ قرآن و حدیث میں کئی جگہ ان بزرگوں سے تَوَسُّل کا حکم دیا گیا ہے لہذا یہ حکم قرآنی پر عمل ہوا یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ اس نکتہ کو وہابیوں اور مشرکوں نے بھلا دیا، چنانچہ نصاریٰ تو اس قدر بڑھے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں اس قدر غلو (مبالغہ) کیا کہ انھیں اس ﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ﴾ کی شان والی پاک ذات کا بیٹا کہنے لگے اور ادھر وہابیوں، دیوبندیوں نے اس قدر عاجز و لاچار سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کر بیٹھے۔

ع کرے مصطفیٰ کی اہانتیں گھلے بندوں اس پہ یہ جراتیں

کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی! ارے ہاں نہیں، ارے ہاں نہیں

(”حدائق بخشش“، ص ۸۰، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

ذکر روکے فضل کا لئے نقص کا جو یاں رہے

پھر کہے مَرَدَک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

(”حدائق بخشش“، ص ۱۱۱، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

(مَرَدَک: ذلیل و گھٹیا آدمی کو کہتے ہیں)۔

محفوظ سدا رکھنا شہا بے ادبوں سے

اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو

(”ارمغانِ مدینہ“، ص ۶۲، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

ادب ۱۶: دعا کے لیے اول و آخر حمدِ الہی بجالائے کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی اپنی حمد کو دوست رکھنے والا نہیں، تھوڑی حمد پر بہت راضی ہوتا اور بے شمار عطا فرماتا ہے۔
حمد کا مختصر و جامع کلمہ:

((لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ))^(۱)

اور ((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا تَقُولُ وَخَيْرًا مِّمَّا نَقُولُ))^(۲) ہے۔

قال الرضاء: يُونَّبِي ((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا يُؤَافِي نِعْمَكَ

وَيُكَافِي مَزِيدَ كَرَمِكَ))^(۳) وَغَيْر ذَالِكَ کہ احادیث میں وارد۔ ﴿

ادب ۱۷: اول و آخر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے آل و اصحاب پر درود بھیجئے کہ درود اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہے اور پروردگار کریم اس سے برتر کہ اول و آخر کو قبول فرمائے اور وسط (درمیان) کو رد کر دے۔

امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے: ”دعا زمین و آسمان کے درمیان روکی جاتی ہے جب تک تو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ بھیجے بلند نہیں ہونے پاتی۔“^(۴)
1 یعنی میں تیری حمد و ثنا ایسی نہیں کر سکا جیسی حمد و ثنا تو خود اپنے لئے کرتا ہے۔

(”صحیح مسلم“، کتاب الصلاة، باب ما یقال فی الركوع والسجود، الحدیث: ۴۸۶، ص ۲۵۲)

2 اے اللہ! تیرے ہی لئے حمد و ستائش ہے جیسا کہ تو خود فرمائے اور اس سے بہتر ہے جو ہم کہیں۔

(”سنن الترمذی“، کتاب الدعوات، باب ما جاء فی عقد التسبیح، الحدیث: ۳۵۳۱، ج ۵، ص ۳۰۹)

3 اے رب ہمارے! ساری خوبیاں تجھی کو کہ تیری نعمتوں کے بدلے اور تیرے مزید انعامات کے مقابلہ میں ہوں۔
(”الترغیب والترہیب“، الحدیث: ۲۴۳۶، ج ۲، ص ۲۸۸، بالفاظ متقاربة)

4 ”سنن الترمذی“، کتاب الوتر، باب ما جاء فی فضل الصلاة علی النبی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم، الحدیث: ۴۸۶، ج ۲، ص ۲۹.

قال الرضاء: بلکہ بیہقی والبولشیخ سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((الدعاء محجوب عن الله حتى یصلی علی محمد وأهل بیتہ))۔^(۱)

”دعا اللہ تعالیٰ سے حجاب میں ہے جب تک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہل بیت پر دُرود نہ بھیجی جائے۔“ ﴿

اے عزیز! دعا طائر ہے اور دُرود شہپر، طائر بے پر کیا اڑ سکتا ہے! ^(۲)
ادب ۱۸: اب کہ مانگنے کا وقت آیا، تصورِ عظمت و جلالِ الہی میں ڈوب جائے
(یعنی: اللہ تعالیٰ کی عظمت و شان کے تصور میں گم ہو جائے)۔

قال الرضاء: اگر اس مبارک تصور نے وہ غلبہ کیا کہ زبان بند ہوگئی تو سبحان اللہ! یہ خاموشی ہزار عرض سے زیادہ کام دے گی ورنہ اس قدر تو ضرور کہ مورتِ حیا و ادب و خضوع و خشوع ہوگا (یعنی یہ زبان کا خاموش ہونا حیا و ادب اور ظاہر و باطن سے اس کی بارگاہ میں حاضری کا باعث ہوگا) کہ یہی روح دُعا ہے دُعا بے اس کے تن بے جان (بے جان جسم) اور تن بے جان سے اُمیدِ جہالت۔ ﴿

1 ”کنز العمال“، کتاب الأذکار، الحدیث: ۳۲۱۲، ج ۱، الجزء الثاني، ص ۳۵، (بحوالہ ابوالشیخ)۔
و ”شعب الإيمان“، باب فی تعظیم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وإجلاله وتوقیره،
الحدیث: ۱۵۷۶، ج ۲، ص ۲۱۶، بتصرف قلیل۔

2 پرندے کے بازو کا سب سے بڑا پر کہ جس کے بغیر کوئی پرندہ پرواز نہیں کر سکتا اسے شہپر کہا جاتا ہے۔
یعنی دعا ایک پرندہ اور دُرود پاک اسکے شہپر کی مانند ہے لہذا ایسا پرندہ جس کا شہپر ہی نہ ہو وہ کیا اڑے گا
ایسے ہی وہ دعا جو دُرود پاک سے خالی ہو کیونکر مقبول ہو سکتی ہے!۔

ادب ۱۹: اللہ تعالیٰ کی عظیم رحمتوں کو، جو باؤ جو دگناہ، اس کے حال پر فرماتا رہا، یاد کر کے شرمندہ ہو۔

قال الرضاء: یہ شرم باعثِ دل شکستگی ہوگی اور اللہ تعالیٰ دل شکستہ سے بہت قریب ہے۔ حدیثِ قدسی میں ہے: ((أنا عند المنكسرة قلوبهم لأجلي))^(۱) اور نیز تصورِ رحمتِ جبرأتِ عرض پر باعث ہوگا۔

((ومن فتحت له أبواب الدعاء فتحت له أبواب الإجابة))^(۲)۔
”جس کے لیے دعا کے دروازے کھلتے ہیں، اجابت (قبولیت) کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں“۔

ادب ۲۰: اللہ جل جلالہ کی قدرتِ کاملہ اور اپنے عجز و احتیاج پر نظر کرے کہ موجبِ الحاح و زاری ہے (یعنی گریہ و زاری کا باعث ہے)۔

ادب ۲۱: شروع میں اللہ عزوجل کو اس کے محبوب ناموں سے پکارے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ نے اسمِ پاک ”أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ“ پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے کہ جو شخص اسے تین بار کہتا ہے، فرشتہ ندا کرتا ہے: مانگ کہ ”أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ“ تیری طرف متوجہ ہوا۔“^(۳)

۱ یعنی: میں ٹوٹے دل والوں کے پاس ہوں۔

(”فیض القدير“، حرف الهمزة، تحت الحديث: ۱۰۵۵، ج ۱، ص ۶۶۳، بالفاظ متقاربة)

۲ ”المصنف“ لابن أبي شيبة، كتاب الدعاء، في فضل الدعاء، الحديث: ۲، ج ۷، ص ۲۳، بالفاظ متقاربة۔

۳ ”المستدرک“، كتاب الدعاء والتكبير... إلخ، باب إنَّ لله ملكاً موكلاً... إلخ،

الحديث: ۲۰۴۰، ج ۲، ص ۲۳۹۔

اور پانچ بار ”يَا رَبَّنَا“ کہنا بھی نہایت مؤثر اجابت ہے (یعنی دعا کی قبولیت میں بہت اثر رکھتا ہے)۔ قرآن مجید میں اس لفظ مبارک کو پانچ بار ذکر کر کے اس کے بعد ارشاد فرمایا:

﴿فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ﴾ ”تو ان کی دعا قبول کی اُن کے رب نے۔“

(پ ۴، آل عمران: ۱۹۵)۔

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے: ”جو شخص عجز کے وقت پانچ بار ”يَا رَبَّنَا“ کہے، اللہ تعالیٰ اسے اس چیز سے جس کا خوف رکھتا ہے، امان بخشے اور جو چیز چاہتا ہے، عطا فرمائے پھر یہ آیتیں تلاوت کیں: ﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا﴾ اِلٰی قولہ تعالیٰ: ﴿اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ﴾ (پ ۴، آل عمران: ۱۹۱-۱۹۴)^(۱) اور آسمائے حُسنیٰ کا فضل خود پوشیدہ نہیں۔“ (یعنی اللہ تعالیٰ کے مبارک ناموں کی فضیلت اور انکی برکت تو ظاہر ہی ہے)۔

ادب ۲۲: اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات اور اس کی کتابوں خصوصاً قرآن اور ملائکہ و انبیائے کرام بالخصوص حضور سید الانام عَلَیْہِ وَاٰلِہٖمُ الصَّلٰوۃُ وَاٰلِہٖمُ السَّلَامُ اور اس کے اولیاء و اصفیاء بالتخصیص (خصوصاً) حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہم سے توسل اور انہیں اپنے انجام حاجات کا ذریعہ کرے (یعنی: ان تمام کو اپنی حاجات کے پورا ہونے کے لیے وسیلہ بنائے) کہ محبوبانِ خدا کے وسیلے سے دعا قبول ہوتی ہے۔

قال الرضاء: قال الله تعالى: ﴿وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ﴾

”اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو“۔ (پ ۶، المائدة: ۳۵)

1 ”روح المعاني“، پ ۳، آل عمران، تحت الآية: ۱۹۴، ج ۲، الجزء ۴، ص ۵۱۲۔

و ”الجامع لأحكام القرآن“ للقرطبي، ج ۲، الجزء الرابع، ۲۴۴۔

صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا کہ یوں دعا کی جائے:

((اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا

مُحَمَّدُ إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى لِي)).⁽¹⁾

”الہی! میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کے وسیلہ سے جو مہربانی کے نبی ہیں، یا رسول اللہ! میں نے حضور کے وسیلے سے اپنے

رب کی طرف توجہ کی اپنی اس حاجت میں کہ میرے لیے پوری ہو۔“

”صحیح بخاری“ میں ہے، امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اِنَّا نَتَوَسَّلُ

إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِينَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْقِنَا.⁽²⁾

”الہی! ہم تیری طرف توسل کرتے ہیں، اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ بارانِ رحمت بھیج۔“

1 ”سنن الترمذی“، کتاب الدعوات، الحدیث: ۳۵۸۹، ج ۵، ص ۳۳۶.

و ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، الحدیث: ۱۷۲۴۰، ج ۶، ص ۱۰۷.

نوٹ: حدیث پاک میں ”یا محمد“ ہے۔ مگر اس کی جگہ ”یا رسول اللہ“ کہنا چاہئے کہ صحیح مذہب میں حضور

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نام لے کر ندا کرنا ناجائز ہے۔ علماء فرماتے ہیں: اگر روایت میں وارد ہو جب بھی

تبدیل کر لیں۔ یہ مسئلہ مجتہد و اعظم امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے رسالہ: ”تجلی الیقین بأن نبینا

سید المرسلین“ میں مفصل و مشرّح مذکور ہے۔

(انظر للتفصيل ”الفتاوی الرضویة“، ج ۳۰، ص ۱۵۷).

2 ”صحیح البخاری“، کتاب فضائل أصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، باب ذکر

العباس بن عبد المطلب رضي الله عنه، الحدیث: ۳۷۱۰، ج ۲، ص ۵۳۷.

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”من استغاث بی فی کربة کشف عنه ومن نادى باسمی فی شدة فرجت عنه ومن توسل بی فی حاجة قضیت له۔“ (1)

”جو کسی تکلیف میں مجھ سے مدد مانگے وہ تکلیف دور ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر پکارے وہ سختی دفع ہو اور جو کسی حاجت میں مجھے وسیلہ کرے، وہ حاجت روا ہو۔“ اور فرماتے ہیں: ”إذا سألتم اللہ فاسئلوا بی۔“ (2)

”جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو میرے وسیلے سے مانگو، تمہاری مراد پوری ہوگی۔“

یہ مضامین باسناد صحیحہ (یعنی صحیح سندوں سے) اس جناب سے ائمہ دین و اکابر معتمدین نے روایت فرمائے۔ ﴿

ادب ۲۳: اپنی عمر میں جو نیک عمل خالصاً لوجہ اللہ ہوا ہو، اُس سے توسل کرے کہ جالب رحمت ہے (یعنی رحمت الہی کا سبب ہے)۔

قال الرضاء: قصہ أصحاب الرقیم اس پر دلیل کافی۔ ﴿ (3)

1 ”بہجة الأسرار“، ذکر فضل أصحابہ و بشرامہم، ص ۱۹۷۔

2 ”بہجة الأسرار“، ذکر کلمات أخبر بها عن نفسه محدثاً... إلخ، ص ۵۴۔

3 ”صحیح بخاری شریف“ وغیرہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے ہیں: ”اگلے زمانہ کے تین شخص کہیں جا رہے تھے سونے کے وقت ایک غار کے پاس پہنچے اُس میں یہ تینوں شخص داخل ہو گئے پہاڑ کی ایک چٹان اوپر سے گری

جس نے غار کو بند کر دیا انہوں نے کہا: اب اس سے نجات کی کوئی صورت نہیں بجز اس کے کہ تم نے جو کچھ نیک کام کیا ہو اُس کے ذریعہ سے اللہ سے دُعا کرو، ایک نے کہا: اے اللہ! میرے والدین بہت بوڑھے تھے جب میں جنگل سے بکریاں چرا کر لاتا تو دودھ دوہ کر سب سے پہلے اُن کو پلاتا اُس سے پہلے نہ اپنے بال بچوں کو پلاتا نہ لونڈی غلام کو دیتا ایک دن میں جنگل میں دور چلا گیا رات میں جانوروں کو لے کر ایسے وقت آیا کہ والدین سو گئے تھے میں دودھ لیکر اُن کے پاس پہنچا تو وہ سوئے ہوئے تھے بچے بھوک سے چلا رہے تھے مگر میں نے والدین سے پہلے بچوں کو پلانا پسند نہ کیا اور یہ بھی پسند نہ کیا کہ انہیں سوتے سے جگا دوں دودھ کا پیالہ ہاتھ پر رکھے ہوئے ان کے جاگنے کے انتظار میں رہا یہاں تک کہ صبح چمک گئی اور وہ جاگے اور دودھ پیا، اے اللہ! اگر میں نے یہ کام تیری خوشنودی کے لئے کیا ہے تو اس چٹان کو کچھ ہٹا دے اس کا کہنا تھا کہ چٹان کچھ سرک گئی مگر اتنی نہیں ہٹی کہ یہ لوگ غار سے نکل سکیں، دوسرے نے کہا: اے اللہ! میرے چچا کی ایک لڑکی تھی جس کو میں بہت محبوب رکھتا تھا میں نے اُس کے ساتھ بُرے کام کا ارادہ کیا اُس نے انکار کر دیا وہ قحط کی مصیبت میں مبتلا ہوئی میرے پاس کچھ مانگنے کو آئی میں نے اُسے ایک سو مین اشرفیاں دیں کہ میرے ساتھ خلوت کرے وہ راضی ہو گئی جب مجھے اُس پر قابو ملا تو بولی کہ ناجائز طور پر اس مہر کا توڑنا تیرے لئے حلال نہیں کرتی۔ اس کام کو گناہ سمجھ کر میں ہٹ گیا اور اشرفیاں جو دے چکا تھا وہ بھی چھوڑ دیں، الہی! اگر یہ کام تیری رضا جوئی کے لئے میں نے کیا ہے تو اس کو ہٹا دے اس کے کہتے ہی چٹان کچھ سرک گئی مگر اتنی نہیں ہٹی کہ نکل سکیں، تیسرے نے کہا: اے اللہ! میں نے چند شخصوں کو مزدوری پر رکھا تھا اُن سب کو مزدوریاں دیدیں ایک شخص اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا اُس کی مزدوری کو میں نے بڑھایا یعنی اُس سے تجارت وغیرہ کوئی ایسا کام کیا جس سے اُس میں اضافہ ہوا اُس کو بڑھا کر میں نے بہت کچھ کر لیا وہ ایک زمانہ کے بعد آیا اور کہنے لگا: اے خدا کے بندہ! میری مزدوری مجھے دیدے، میں نے کہا: یہ جو کچھ اونٹ، گائے، بیل بکریاں، غلام تو دیکھ رہا ہے یہ سب تیری ہی مزدوری کا ہے سب لے لے، بولا: اے بندہ خدا! مجھ سے مذاق نہ کر میں نے کہا: مذاق

ادب ۲۴: بہ کمال ادب ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر سینے یا شانوں یا چہرے کے مقابل لائے یا پورے اٹھائے یہاں تک کہ بغل کی پسیدی ظاہر ہو، یہ ابہتال ہے (یعنی گریہ وزاری کے ساتھ دعا کرنا ہے)۔

ادب ۲۵: ہتھیلیاں پھیلی رکھے۔

قال الرضاء: یعنی اُن میں خُم نہ ہو کہ آسمان قبلہ دعا ہے، ساری کف دست

نہیں کرتا ہوں یہ سب تیرا ہی ہے لے جا وہ سب کچھ لے کر چلا گیا، الہی! اگر یہ کام میں نے تیری رضا کے لئے کیا ہے تو اسے ہٹا دے وہ پتھر ہٹ گیا یہ تینوں اُس غار سے نکل کر چلے گئے۔

(”صحيح البخاري“، كتاب الإحارة، باب من استأجر أجيرا... إلخ، الحديث: ۲۲۷۲، ج ۲، ص ۶۷) امام اہلسنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی مذکورہ قصہ کو مختصراً ”فتاویٰ رضویہ“ جلد ۲۳ کے صفحہ ۵۳۹-۵۴۰ پر بھی بیان فرمایا ہے۔

۱۔ بعض احادیث سے مستفاد کہ طلبِ نعمت کی دعا ہو تو کف دست (ہتھیلی) سوئے آسمان کرے اور ردّ بلا کی تو پشت دست۔ مگر ”ابوداؤد“ وغیرہ کی حدیث میں ہے کہ پشت دست سے دعا نہ کرو اور بعض اوقات دعا کے وقت صرف انکشتِ شہادت سے اشارہ بھی آیا اور امام محمد بن حنفیہ سے منقول کہ دعا چار قسم ہے: اول: دعائے رغبت (یعنی کسی چیز کے حصول کی دعا)، اس میں بطنِ کف (ہتھیلی کا پیٹ) جانبِ آسمان ہو۔ دوم: دعائے رُہبت (یعنی کسی چیز سے بچنے کی دعا)، اس میں پشت دست اپنے چہرے کی طرف ہو۔ سوم: دعائے تضرّع (یعنی گڑ گڑانے والی دعا)، اس میں خنصر و بنصر (چھنگلیاں اور اس کے برابر والی انگلی) بند اور وسطی و ابهام (درمیانی انگلی اور انگوٹھا) کا حلقہ کر کے مسبّحہ (شہادت کی انگلی) سے اشارہ کرے۔

چہارم: دعائے خفیہ کہ بندہ صرف دل سے عرض کرے، زبان نہ ہلائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ قدّس سرّہ

(”البحر الرائق“، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۷۷)۔

مواجه آسمان رہے (۱)۔ ﴿

ادب ۲۶: ہاتھ کھلے رکھے، کپڑے وغیرہ سے پوشیدہ نہ ہوں۔

قال الرضاء: ہاتھ اٹھانا اور کریم کے حضور پھیلا نا، اظہارِ عجز و فقر کیلئے مشروع ہوا (عاجزی اور فقیری ظاہر کرنے کیلئے جائز ہوا)، تو ان کا چھپانا اس کے مَحَل (خلل کا باعث) ہوگا۔ جس طرح عمامے کے پیچ پر سجدہ مکروہ ہوا کہ اصل مقصودِ سجود یعنی اظہارِ تذلل (عجز و انکساری) میں خلل انداز ہے۔ نماز میں منہ چھپانا مکروہ ہوا کہ صورتِ توجہ کے خلاف ہے اگرچہ رب عزوجل سے کچھ نہاں (پوشیدہ) نہیں۔

هذا ما ظهر لي، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۲) ﴿

ادب ۲۷: دعا نرم و پست آواز سے ہو کہ اللہ تعالیٰ سمیع و قریب ہے جس طرح چلانے سے سنتا ہے اسی طرح آہستہ۔

قال الرضاء: بلکہ وہ اسے بھی سنتا ہے جو ہنوز (ابھی) زبان تک اصلاً نہ آیا یعنی دلوں کا ارادہ، نیت، خطرہ کہ جیسے اس کا علم تمام موجودات و مَعْدُومات کو محیط (گھیرے ہوئے) ہے یونہی اس کے سمیع و بصیر جمیع موجودات کو عام و شامل ہیں اپنی ذات و صفات اور دلوں کے ارادات و خطرات اور تمام اعیان و اعراضِ کائنات ہر شے کو دیکھتا بھی ہے اور سنتا بھی نہ اس کا دیکھنا رنگ و ضوء (رنگ و روشنی) سے خاص نہ اس کا سننا آواز کے ساتھ

1 یعنی انگلیوں سمیت پوری ہتھیلی آسمان کی طرف رہے۔

2 یہ وہ گوہر پارے ہیں جو میرے رب عزوجل نے مجھ پر ظاہر فرمائے اور اللہ عزوجل ہی سب سے زیادہ

علم والا ہے۔

مخصوص (کسی آواز کا محتاج) ﴿إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بِصِيرٌ﴾^(۱)۔

﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً﴾ (پ ۸، الأعراف: ۵۵)۔

”اللہ تعالیٰ سے عاجزی اور آہستگی کے ساتھ دعا مانگو۔“

﴿إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾ (پ ۸، الأعراف: ۵۵)۔

”وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔“

سیدنا امام حسن مجتبیٰ ابن مولیٰ مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ”آہستہ دعا ظاہر

دعا سے ستر مرتبہ (یعنی درجے) بہتر ہے۔“^(۲)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اکثر دعا کرتے اور ان کی آواز اچھی نہ سنی جاتی، ایک صحابی نے عرض کی: یا رسول اللہ! اقرب ربنا فنناجیہ أم بعيد فننادیہ؟ ”یا رسول اللہ! ہمارا رب نزدیک ہے کہ اس سے آہستہ کہیں یا دور کہ اس کو پکاریں؟“ جواب آیا: ﴿إِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ﴾ ”جب میرے بندے تجھ سے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں،“ ﴿أَجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾ ”دعا مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جس وقت مجھ سے دعا مانگے۔“^(۳) (پ ۲، البقرة: ۱۸۶)

ادب ۲۸: دعا مانگنے میں حاجتِ آخرت کو مقدم رکھے کہ امرِ اہم کی تقدیم

1 ترجمہ کنز الایمان: ”بے شک وہ سب کچھ دیکھتا ہے۔“

(پ ۲۹، الملک: ۱۹)۔

2 ”المصنف“ لعبد الرزاق، کتاب الجامع، باب الدعاء، الحدیث: ۱۹۸۱۵، ج ۱۰، ص ۵۲۔

3 ”الدر المنثور“، تحت الآیة: ﴿وَإِذَا سَأَلَكَ... إلخ﴾، ج ۱، ص ۴۶۹۔

ضروری ہے اور آیہ کریمہ: ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً﴾^(۱) اس کے منافی نہیں (مخالف نہیں) کہ حسنہ دنیا سے وہ نیکیاں اور خوبیاں جو آخرت میں کام آئیں، مراد لے سکتے ہیں علاوہ بریں (باوجودیکہ) تقدیم دنیا باعتبار تقدّم زمانی، منافی اس اعتبار کے نہیں۔^(۲)

قال الرضاء: یعنی ”فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً“ فرمایا ہے نہ کہ ”حَسَنَةُ الدُّنْيَا“ اور حسناتِ دین، کہ مورتِ حسنہ آخرت ہیں سب دنیا ہی میں ملتے ہیں تو کلمہ جامعہ ہے نہ کہ صرف حسناتِ دنیویہ سے خاص۔^(۳)

ادب ۲۹: دعا میں نہایت عاجزی و الحاح کرے (یعنی گریہ و زاری کرے)۔

1 ترجمہ کنز الایمان: ”اے رب ہمارے! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے۔“
(پ ۲، البقرة: ۲۰۱)

2 جب دعا مانگے آخرت کی حاجات کو پہلے ذکر کرے کیونکہ اہم کام پہلے ذکر کیا جاتا ہے آیہ کریمہ میں: ﴿فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً﴾ کے الفاظ پہلے آئیں ہیں یہ ہماری بات کے مخالف نہیں کیونکہ ”حسنہ دنیا“ سے وہ نیکیاں مراد لے سکتے ہیں جو آخرت میں فائدہ دیں، مزید یہ کہ زمانہ کے لحاظ سے دنیا کا پہلے ذکر کرنا ہمارے قول کے خلاف نہیں۔ اس بات کی تفصیل خود اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **قال الرضاء** کہہ کر فرما رہے ہیں۔

3 یعنی نیکیاں، آخرت کی بھلائیاں کا سبب ہیں اور یہ دنیا ہی میں ملتی ہیں لہذا یہ کلمہ ”فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً“ دنیا و آخرت کی بھلائیاں کو شامل ہو انہ کہ صرف دنیوی بھلائیاں کو۔

زود را بگزارد و زادی را بگیری

(۱) در حمر سوئی زار آید اے فقیر

جس قدر ادھر سے عاجزی زیادہ ادھر سے لطف و کرم زائد

بپائی بوس تو دست کسی سے دسد کہ مدام

(۲) چو آستانہ بدیں در ہمیشہ سردارد

من کان أضعف کان الربّ به أطف (۳)

خاک سے زیادہ کوئی بانیاز نہ تھا اسی واسطے آفتاب عنایت، عرش و کرسی اور فلک

و ملک (آسمانوں اور فرشتوں) کو چھوڑ کر اس پر چمکا۔

قال الرضاء: حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ دعائیں الحاح کرنے (گڑ گڑانے)

والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (۴)

رواہ الطبرانی فی ”الدعاء“ وابن عدي فی ”الکامل“ والإمام

الترمذی فی ”النوادر“ والبيهقي فی ”شعب الإيمان“ والقضاعي وأبو الشيخ

ع تو چھوڑ دے تکبر ہو بھائی میرے عاجز

1

چھائی ہے اس پہ رحمت کرتا ہے جو تواضع

2 تیری رحمت کے نہیں پہنچتی جو تیرے در کو تھام لیتا ہے ہمیشہ سردار رہتا ہے۔

3 یعنی جو زیادہ نیاز مند و خستہ حال ہو اللہ عز و جل اس پر زیادہ لطف و کرم فرماتا ہے۔

4 ”شعب الإيمان“، باب ما جاء في الرجاء من الله تعالى، الحديث: ۱۱۰۸، ج ۲،

ص ۳۸۔

و ”كتاب الدعاء“ للطبرانی، باب ما جاء في فصل لزوم الدعاء، الحديث: ۲۰، ص ۲۸۔

عن عائشة رضي الله تعالى عنها. ⁽¹⁾

ادب ۳۰: دعا میں تکرار چاہیے۔

قال الرضاء: تکرار سوال (یعنی بار بار مانگنا) صدق طلب (سچی تڑپ) پر دلیل ہے اور یہ اس کریم حقیقی کی شان ہے کہ تکرار سوال سے ملال نہیں فرماتا بلکہ نہ مانگنے پر غضب فرماتا ہے: ((من لم يسأل الله يغضب عليه)). ⁽²⁾

بخلاف بنی آدم کہ کیسا ہی کریم ہو کثرت سوال و شدت تکرار (بار بار مانگے جانے) و ہجوم مسائل (اور مانگنے والوں کی کثرت) سے کسی نہ کسی وقت دل تنگ ہوتا ہے۔

اللہ يغضب إن ترکت سؤاله

وبني آدم حين يسأل يغضب ⁽³⁾

نسأل الله العفو والعافية عدد السائلين وعدد المسائل، والحمد

للہ رب العالمین. ⁽⁴⁾

1 اس حدیث کو طبرانی نے ”کتاب الدعاء“، ابن عدی نے ”الکامل“، امام حکیم ترمذی نے ”نوادیر“ اور بیہقی نے ”شعب الایمان“ میں اور قضاوی و ابوالشیخ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔
2 یعنی جو اللہ عز و جل سے اپنی حاجت طلب نہیں کرتا اللہ عز و جل اس پر غضب فرماتا ہے۔

(”سنن الترمذی“، کتاب الدعوات، باب ما جاء في فضل الدعاء، الحديث: ۳۳۸۴، ج ۵، ص ۲۴۴).

غضب فرمائے اس پر جو نہ مانگے حاجتیں اپنی

بنی آدم ہے کہ اس کو غضب آتا ہے منگتا پر

4 ہم اس پاک پروردگار عز و جل سے اس قدر معافی و جملہ بلیات سے عافیت طلب کرتے ہیں جس قدر

حاجت مند اور ان کی حاجتیں ہیں اور سب خوبیاں اللہ عز و جل کو جو پروردگار سارے جہان والوں کا۔

ادب ۳۱: عدد طاق ہو کہ اللہ وثر ہے (یعنی اکیلا ہے)، وثر کو دوست رکھتا ہے (یعنی: طاق عدد کو پسند فرماتا ہے) پانچ بہتر ہے اور سات کا عدد اللہ عزوجل کو نہایت محبوب اور اقل مرتبہ تین (سب سے کم درجہ تین کا) ہے اس سے کم نہ مانگے حدیث میں ہے: ”بندہ دعا کرتا ہے پروردگار قبول نہیں فرماتا، پھر دعا کرتا ہے پھر قبول نہیں فرماتا، پھر دعا کرتا ہے اس وقت پروردگار تعالیٰ فرشتوں سے ارشاد فرماتا ہے: ”اے میرے فرشتو! میرے بندے نے غیر کوچھوڑ کر میری طرف رجوع کی میں نے اس کی دعا قبول فرمائی۔“ (۱)

ادب ۳۲: دعا فہم معنی (معنی کو سمجھنے) کے ساتھ ہو۔

قال الرضاء: لفظ بے معنی، قالب بے جان ہے۔ (یعنی بے معنی لفظ، بے جان جسم کی طرح ہے۔)

ادب ۳۳: آنسو ٹپکنے میں کوشش کرے اگرچہ ایک ہی قطرہ ہو کہ دلیل اجابت (قبولیت کی دلیل) ہے۔ رونانہ آئے تو رونے کا سامنہ بنائے کہ نیکوں کی صورت بھی نیک ہے۔

قال الرضاء: ((من تشبہ بقوم فهو منهم))۔ (۲)

ایک نقال (نقل اتارنے والا) صوفیائے کرام کی نقلیں کرتا بعد موت بخشا گیا کہ ہمارے محبوبوں کی صورت تو بناتا تھا اگرچہ بطور ہنسی کے۔

یہ صورت بنانا بہ میت تشبہ، اللہ عزوجل کے حضور ہے نہ کہ اوروں کے دکھانے کو کہ

1 ”کتاب الدعاء“ للطبرانی، باب ما جاء في فضل لزوم الدعاء، الحديث: ۲۱، ص ۲۸۔

2 یعنی جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے۔

”سنن أبي داود“، كتاب اللباس، باب في لبس الشهرة، الحديث: ۴۰۳۱، ج ۴، ص ۶۲۔

وہ ریاضیہ اور حرام، یہ نکتہ یاد رہے۔ ﴿

ادب ۳۴: دعا عزم و جزم (یعنی پختہ ارادے اور یقین) کے ساتھ ہو یوں نہ کہے کہ
الہی! تو چاہے تو میری یہ حاجت روا فرما کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی جبر کرنے والا نہیں۔^(۱)

قال الرضاء: وأما قوله صلى الله عليه وسلم:

((إن تغفر اللهم تغفر جمًّا وأيّ عبدٍ لك لا أَلْمَا)).^(۲)

رواہ الترمذی والحاکم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
وصحاحہ فلیس ”إن“ فیہ للشک بل للتعلیل کقولک لابنک: ”إن کنت
ابنی فافعل کذا“ أي: افعله وامثل أمری؛ لأنک ابنی وکقولهم: ”إن
کنت سلطاناً فأعط الجزیل“، فالمعنی اغفر کثیراً؛ لأنک غفار۔^(۳)

1 ”صحیح البخاری“، کتاب الدعوات، باب لیعزم المسألة... إلخ، الحدیث: ۳۶۳۸-۶۳۳۹،

ج ۴، ص ۲۰۰۔

2 یعنی ”اے رب ہمارے! اگر تو بخشش فرماتا ہے تو اپنے بندوں کے سارے گناہوں کو بخش دے تیرا
کونسا بندہ ہے جس سے گناہ سرزد نہ ہوتا ہو۔“

”سنن الترمذی“، کتاب التفسیر، باب ومن سورة النجم، الحدیث: ۳۲۹۵، ج ۵، ص ۱۸۷۔

3 رہا یہ اعتراض کہ مصطفیٰ کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے بھی اس طرح دعا فرمائی کہ ”اے رب ہمارے!
اگر تو بخشش فرماتا ہے تو اپنے بندوں کے سارے گناہوں کو بخش دے تیرا کونسا بندہ ہے جس سے گناہ
سرزد نہ ہوتا ہو۔“ اس حدیث پاک کو امام ترمذی وحاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت
کیا اور صحیح قرار دیا۔ مذکورہ بالا اعتراض کا جواب یہ ہے کہ سرکارِ نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک کلام
میں لفظ ”إن“ بمعنی ”اگر“ شک اور تذبذب کی بنا پر نہیں کہ اے اللہ! اگر تو مغفرت فرمانا چاہے تو
مغفرت فرما دے بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک کلام میں لفظ ”إن“ تعلیل یعنی وجہ بیان کرنے

ادب ۳۵: دعا جامع، قَلِيلُ اللَّفْظِ وَكَثِيرُ الْمَعْنَى ہو تو طویل بے جا سے احتراز کرے۔^(۱)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ہے: ”آخر زمانے کے لوگ دعا میں حد سے بڑھ جائیں گے اور آدمی کو اس قدر دعا کفایت کرتی ہے کہ خدایا! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں مجھے بہشت (یعنی جنت) عطا فرما اور اس قول و فعل کی جو اس سے نزدیک کرے، تو فیق دے۔“^(۲)

بعض کتابوں میں ہے: یہ دعا جامع و کافی ہے:

کیلئے ہے کہ اے مولیٰ! تو اپنے بندوں کی بخشش فرما اس لئے کہ تو ہی بخشش فرمانے والا ہے۔ جیسا کہ باپ اپنے بیٹے سے کہتا ہے کہ اگر تو میرا بیٹا ہے تو یہ کام کر یعنی تو میرا حکم مان اور یہ کام کر ڈال اس لئے کہ تو میرا بیٹا ہے۔ اسی طرح رعایا میں سے کسی کا حاکم سے کہنا کہ اگر تو حاکم ہے تو مجھ پر عطاؤں کی بارش فرما یعنی مجھے عطیات سے نواز دے، یہ نہیں کہ اگر تو حاکم ہے تو دے ورنہ نہیں۔

چنانچہ مذکورہ حدیث پاک کے معنی یہ ہونگے کہ اے پروردگار! ہماری بخشش فرما، اس لئے کہ تو خوب بخشش فرمانے والا ہے۔

۱ یعنی دعا میں کلام کو بلا ضرورت طویل کرنے سے پرہیز کرے اور ایسے الفاظ استعمال کرے جس کے مفہوم میں وسعت ہو، مثلاً: ”رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً“ کہ اس مختصر سے کلام میں دونوں جہاں کی بھلائیاں مانگ لی گئیں، اور زہے نصیب! کہ یہی پرہیز عام گفتگو میں بھی ہو کہ فضول گفتگو سے آدمی کا وقار ختم ہو جاتا ہے۔ اس پر مزید یہ کہ محشر میں ہر ہر لفظ کو پڑھ کر سنانا پڑے گا۔ والعیاذ باللہ۔

2 ”إحياء علوم الدين“، كتاب الأذكار والدعوات، الباب الثاني، ج ۱، ص ۴۰۵.

”رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ“.

”خدا یا! ہمیں دنیا و آخرت کی بھلائی عنایت فرما اور دوزخ کی آگ سے

بچا۔“ (پ ۲، البقرة: ۲۰۱)۔

عبداللہ بن مُغْفَل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے نے دعا کی: ”خدا یا مجھے بہشت میں ایک سپید (سفید) محل دے کہ جاتے وقت میرے دہنے ہاتھ پر پڑے فرمایا: اے بیٹا! خدا سے بہشت کا سوال کر اور دوزخ سے پناہ چاہ، فضول باتوں سے کیا فائدہ۔“^(۱)

ادب ۳۶: دعا میں سُبْح اور تَكْلُف سے بچے کہ باعث شغلِ قلب و زوالِ رِقَّت

ہے۔^(۲) حدیث میں آیا: ((إِيَّاكُمْ وَالسَّجْعَ فِي الدُّعَاءِ)).^(۳)

قال الرضاء: اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعاؤں میں سُبْح کا آنا، سَجْع کا آنا ہے نہ کہ سُبْح کا لانا اور محذور مُسَجَّج کرنا ہے نہ کہ مُسَجَّج ہونا کہ مشوشِ خاطر وہی ہے نہ کہ یہ، ولہذا

۱۔ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً أَيْ: رَحْمَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً أَيْ: الْجَنَّةَ. ۱۲ منہ قدس سرہ

یعنی دنیا میں بھلائی سے مراد رحمت اور آخرت میں بھلائی سے مراد جنت ہے۔

1 ”سنن ابن ماجہ“، کتاب الدعاء، باب کراهية الاعتداء في الدعاء، الحديث: ۳۸۶۴،

ج ۴، ص ۲۸۲۔

2 یعنی: دعا میں جان بوجھ کر ہم قافیہ و ہم وزن جملے استعمال نہ کئے جائیں کہ اس سے یکسوئی ختم ہوتی ہے اور رِقَّت جاتی رہتی ہے۔

3 ”دعا میں سُبْح سے بچو۔“

”إحياء علوم الدين“، کتاب الأذکار والدعوات، الباب الثاني، ج ۱، ص ۴۰۵۔

و ”اتحاف السادة المتقين“، کتاب الأذکار والدعوات، الباب الثاني، ج ۵، ص ۲۴۹۔

حضرت مُصَنِّف عَلَّام قُدَّس سِرُّہ نے لفظ ”تَكْلُف“ زیادہ فرمایا۔ (۱)

ادب ۳۷: راگ اور زمزمے (ترنم) سے احتراز کرے کہ خلاف ادب ہے۔

ادب ۳۸: اللہ تعالیٰ سے اپنی کل حاجتیں مانگے۔

قال الرضاء: اس کی تحقیق حضرت مُصَنِّف قُدَّس سِرُّہ عنقریب افادہ فرمائیں

گے۔

ادب ۳۹: بہتر ہے کہ جو دعائیں حدیثوں میں وارد اور اکثر مطالب دنیا

و آخرت (یعنی دنیا و آخرت کی مرادوں) کو جامع ہیں انہیں پراقتصار (اکتفا) کرے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی حاجت نیک دوسرے کے مانگنے کو نہ چھوڑی۔

قال الرضاء: مگر کوئی دعائے ماثور (قرآن و حدیث میں وارد دعائیں) مُعَيَّن نہ

کرے کہ تعین و ادا امت (ہیئگی) باعث زوالِ رقت و قلتِ حضور ہوتی ہے۔

1 یعنی دعائیں جس صحیح سے بچنے کا حکم ہے اس سے مراد قصداً اپنے کلام کو ہم وزن و ہم قافیہ کرنا ہے کیونکہ ممانعت کی وجہ دھیان بننا اور یکسوئی ختم ہونا ہے اور اگر کسی کا کلام بلا تَكْلُف مُسَجَّج (یعنی ہم وزن و ہم قافیہ) ہوتا ہو تو یہ ہرگز منع نہیں؛ لہذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو مُسَجَّج دعائیں منقول ہیں وہ ہرگز ہرگز اس ممانعت کے تحت داخل نہیں کہ وہ بلا تَكْلُف ہیں اسی وجہ سے مُصَنِّف مولانا نقی علی خان علیہ رحمۃ اللہ نے لفظ ”تَكْلُف“ کی قید کا اضافہ فرمایا ہے۔

ادب ۴۰: جب اپنے لیے دعا مانگے تو سب اہل اسلام کو اس میں شریک کر لے۔

قال الرضاء: کہ اگر یہ خود قابلِ عطا نہیں کسی بندے کا طُفیلی ہو کر مراد کو پہنچ جائے گا۔ ۹

ابوالشیخ اصہبانی نے ثابت بنانی سے روایت کی: ”ہم سے ذکر کیا گیا جو شخص مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے دعائے خیر کرتا ہے قیامت کو جب ان کی مجلسوں پر گزرے گا ایک کہنے والا کہے گا: یہ وہ ہے کہ تمہارے لیے دنیا میں دعائے خیر کرتا تھا پس وہ اس کی شفاعت کریں گے اور جنابِ الہی میں عرض کر کے بہشت میں لے جائیں گے۔“ یہاں تک کہ حدیث میں ہے: ”جو شخص نماز میں مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے دعا نہ کرے وہ نماز ناقص ہے۔“ (۱)

قال الرضاء: یہ بھی ابوالشیخ نے روایت کی اور خود قرآن عظیم میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَأَسْتَغْفِرُ لِدُنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾

”مغفرت مانگ اپنے گناہوں کی اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لیے۔“ (پ ۲۶، محمد: ۱۹)

حدیث میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي“ (اے اللہ! میری مغفرت فرما) کہتے سنا، فرمایا: ”اگر عام کرتا تو تیری دعا مقبول ہوتی۔“ (۲)

1 ”کنز العمال“، کتاب الأذکار، أمکنة الإجابة، الحدیث: ۳۳۷۸، ج ۱، الجزء الثاني، ص ۴۹، (بحوالہ ابوالشیخ).

2 ”رد المحتار“، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، آداب الصلاة، مطلب: في الدعاء بغیر العربية، ج ۲، ص ۲۸۶.

دوسری حدیث میں ہے: ایک نے ”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي“ (اے اللہ! میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما) کہا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنی دعا میں تعیم کر کہ دعائے خاص و عام میں وہ فرق ہے جو زمین و آسمان میں۔“ (1)

صحیح حدیث میں فرماتے ہیں: ”جو سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے استغفار کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر مسلمان مرد و مسلمان عورت کے بدلے ایک نیکی لکھے گا۔“

رواہ الطبرانی فی ”الکبیر“ عن عبادة بن الصامت رضي الله تعالى عنه بسند جيّد. (2)

1 ”مراسيل أبي داود“، باب ما جاء في الدعاء، ص ۸.

و ”رد المحتار“، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، آداب الصلاة، مطلب: في الدعاء بغیر العربية، ج ۲، ص ۲۸۶.

”اپنی دعا میں تعیم کر“، یعنی کسی مخصوص شخص ہی کیلئے دعا کرنے کے بجائے تمام مسلمانوں کو اپنی دعا میں شامل کر کہ کسی خاص شخص کیلئے دعا اور سب مسلمانوں کیلئے دعا، ثواب اور قبولیت کے اعتبار سے زمین و آسمان کا سا فرق رکھتی ہے۔

2 اس حدیث کو طبرانی نے ”معجم کبیر“ میں جید سند کے ساتھ حضرت عباده بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

”مجمع الزوائد“، كتاب التوبة، باب الاستغفار للمؤمنين والمؤمنات، الحديث: ۱۷۵۹۸، ج ۱۰، ص ۳۵۲، (بحوالہ طبرانی).

و ”الجامع الصغير“، الحديث: ۸۴۲۰، ص ۵۱۳، (بحوالہ طبرانی).

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جو ہر روز مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے ستائیس بار استغفار کرے ان لوگوں میں ہو جن کی دعا مقبول ہوتی ہے اور ان کی برکت سے خلق (یعنی مخلوق) کو روزی ملتی ہے۔“

رواہ أيضاً عن أبي الدرداء رضي الله تعالى عنه بسند حسن. (1)

خطیب کی حدیث میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کو کوئی دعا اس سے زیادہ محبوب نہیں کہ آدمی عرض کرے:

((اللَّهُمَّ ارْحَمْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ رَحْمَةً عَامَةً))“۔ (2)

”الہی! اُمّت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عام رحمت فرما۔“

اور امام مستغفری کی حدیث میں یہ لفظ ہیں:

((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَأُمَّةٍ مُحَمَّدٍ مَغْفِرَةً عَامَةً))“۔ (3)

”الہی! اُمّت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عام مغفرت فرما۔“

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں آیا: ”جو تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے استغفار کرے بنی آدم کے جتنے بچے پیدا ہوں سب اس کے لیے استغفار کریں یہاں

1 اس حدیث کو بھی امام طبرانی نے ”معجم کبیر“ میں بسند حسن حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

”مجمع الزوائد“، کتاب التوبۃ، باب الاستغفار للمؤمنین والمؤمنات، الحدیث: ۱۷۶۰۰، ج ۱۰، ص ۳۵۲، (بحوالہ طبرانی)۔

2 ”الکامل“ لابن عدی، ج ۵، ص ۵۰۶۔

3 ”رد المحتار“، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، مطلب: فی الدعاء بغیر العربیۃ، ج ۲،

تک کہ وفات پائے۔“ رواہ أبو الشیخ الأصبهانی (اس حدیث کو ابوالشیخ اصبہانی نے روایت کیا ہے۔)

فقیر نے اس بارے میں اس لیے احادیث بکثرت نقل کیں کہ مسلمانوں کو رغبت ہو۔ بعض طبائع (طبیعتیں) دعا میں بخل کرتی ہیں اور نہیں جانتیں کہ خود یہ ان ہی کا نقصان ہے۔ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی دعائے خیر میں مَلَائِکَةُ آسمان مشغول ہیں ﴿وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ﴾⁽¹⁾ جَعَلْنَا اللَّهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَحَشَرْنَا فِيهِمْ بِمَنْهٖ، آمین۔ ﴿⁽²⁾

ادب ۴۱: ساتھ ہی والدین و مشائخ کیلئے بھی ضرور دعا کرے ماں باپ موجب حیاتِ ظاہری ہیں۔

قال الرضاء: اور مشائخ باعثِ حیاتِ باطنی، باپ پدرِ آب و گل ہے اور پیر و استاذ پدرِ روح و دل۔⁽³⁾

ع ذ ا أبو الروح لا أبو النطف۔⁽⁴⁾

- 1 ترجمہ کنز الایمان: ”اور زمین والوں کیلئے معافی مانگتے ہیں۔“ (پ ۲۵، الشوری: ۵)
- 2 اللہ عزوجل ہمیں مسلمان رکھے اور اپنے کرم سے ان ہی کے ساتھ ہمارا حشر فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم!
- 3 اپنی دعا میں والدین کے ساتھ ساتھ اپنے پیر و مرشد اور اپنے اساتذہ کیلئے بھی دعا کرے کیونکہ والدین تو جسمانی زندگی کا سبب ہیں اور یہ حضرات روحانی زندگی کا ذریعہ ہیں۔
- 4 پیر و استاذ روح کے باپ ہیں نہ کہ جسم کے۔

جب کہ وہ حق و رشاد کے پیر و استاذ ہوں، ورنہ زہر و قہر جاں گسل (جان لیو) (۱)۔

(۲) اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

حدیث میں ہے: ”جو شخص نماز پڑھے اور اس میں ماں باپ کے لئے دعا نہ کرے وہ نماز ناقص ہے۔“ اور دعا والدین کے لیے سنت قدیمہ ہے کہ حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والتسلیم کے وقت سے جاری۔ اللہ تعالیٰ ان سے حکایت فرماتا ہے: ﴿رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ﴾ (۳)۔

قال الرضاء: اور حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے حکایت فرمائی:

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ﴾ (۴)

۱ یعنی وہ پیر و استاذ خود بھی شریعت کے پابند ہوں اور اپنے مریدین و تلامذہ کو بھی شرعی احکام کی بجا آوری کیلئے تاکید کرتے ہوں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ مسلمان صحیح العقیدہ سنی ہوں ورنہ انکی شاگردی و صحبت جان لیوا زہر قاتل کہ آخرت میں خود بھی پشیمان و پریشان اور اپنے مریدین و تلامذہ کیلئے بھی وبال جان۔ بالخصوص! آج کل بے عمل و بد عقیدہ نام نہاد پیروں کا دور دورہ ہے۔ مسلمانوں پر لازم کہ ایسوں سے خود بھی بچیں اور اپنے اقرباء کو بھی بچائیں اور کسی کو بھی پرکھنے کیلئے شریعت کے ترازو کو استعمال میں لائیں کہ وہ شرعی احکام پر کس قدر عمل پیرا ہے اور کس طرح کے عقائد و نظریات رکھتا ہے کہیں وہ گستاخ و بے دین تو نہیں کیونکہ اصل معیار خرق عادت، شعبدے دکھانا نہیں بلکہ شرعی احکام کی بجا آوری اور عقائد و نظریات میں قرآن و سنت و سلف صالحین کی موافقت ہے۔

۲ یعنی کبھی ابلیس آدمی کی شکل میں آتا ہے۔

۳ ترجمہ کنز الایمان: ”اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو۔“ (پ ۲۹، نوح: ۲۸)

۴ ترجمہ کنز الایمان: ”اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو

جس دن حساب قائم ہوگا۔“ (پ ۱۳، ابراہیم: ۴۱)

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْنِي صَغِيرًا﴾۔^(۱)

ادب ۴۲: سنت یوں ہے کہ پہلے اپنے نفس کے لیے دعا مانگے، پھر والدین و دیگر اہل اسلام کو شریک کرے۔

قال الرضاء: سعيد بن يسار کہتے ہیں: میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بیٹھا تھا، ایک شخص کو یاد کر کے میں نے اس کے لئے دعائے رحمت کی حضرت ابن عمر نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ”پہلے اپنے نفس سے ابتدا کر۔“
رواہ ابن أبي شيبة۔^(۲)

امام نخعی فرماتے ہیں: ”جب دعا کرے، اپنے نفس سے ابتدا کرے، تجھے کیا خبر کہ کوئی دعا قبول ہو جائے۔“^(۳)

اور صحاح^(۴) میں ثابت کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی کے لیے دعا فرماتے اپنے نفسِ نفیس سے ابتدا فرماتے اور بارہا حضور اقدس سے اس کا خلاف بھی ثابت۔

1 ترجمہ کنز الایمان: ”اے میرے رب! تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھوٹپن (بچپن) میں پالا۔“ (پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۲۴)

2 اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔
”المصنّف“ لابن أبي شيبة، كتاب الدعاء، باب من قال: إذا دعوت فابدأ بنفسك، الحديث: ۴، ج ۷، ص ۳۳۔

3 المرجع السابق۔
4 صحاح، یہ لفظ ”صحیح“ کی جمع ہے اور اس سے مراد حدیث کی وہ کتابیں ہیں جن میں اکثر صحیح حدیثوں کا اہتمام کیا گیا ہو مثلاً: ”صحیح البخاری“، ”صحیح مسلم“ وغیرہ۔

امام بدرالدین زرکشی ”حواشی ابن الصلاح“ میں یوں تطبیق دیتے ہیں کہ اگر اپنے اور دوسرے کے لیے ایک ہی بات کی دعا کرے، تو اپنے نفس سے ابتداء کرے مثلاً: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ (اے اللہ! میری اور میرے والدین کی بخشش فرما) اور اگر مدعا غیر غیر ہو (دوسرے کے لیے کوئی اور دعا کرنی ہو) تو اختیار ہے۔ جیسے: اَللّٰهُمَّ اَشْفِ فُلَانًا وَاغْفِرْ لِيْ (اے اللہ! میرے فلاں بھائی کو شفا دے اور میری بخشش فرما) یا اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَاَقْصِ ذَيْنِ فُلَانٍ (اے اللہ! مجھ پر رحم فرما اور میرے فلاں بھائی سے قرض کا بوجھ اتار دے)۔

اور ”شرح عقیدہ برہانیہ“ میں ہے کہ دعا میں اپنے نفس پر بھائی مسلمانوں کو مقدم رکھے مگر یہ مرتبہ ایثار^(۱) کا ہے۔ حدیث میں ہے: ”جب بندہ اپنے بھائی مسلمان کے لئے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَبِیکَ اے میرے بندے! اور میں پہلے تجھ سے شروع کروں گا۔“^(۲) اس سے بڑھ کر کیا فضیلت ہوگی کہ اجابت (قبولیت) میں اس سے پدایت (ابتداء) ہوگی تو مقام ایثار مقام عالی و شریف ہے۔“ یہ لکھ کر اخیر میں اختیار دے دیا کہ فَاِنْ شَاءَ بَدَأَ بِنَفْسِهِ وَاِنْ شَاءَ بَدَأَ بِغَيْرِهِ، انتہی۔^(۳)

- 1 ایثار: هو تقديم الغير على النفس وحظوظها الدنياوية ورغبة في الحظوظ الدينية.
- ”حظوظ دینیہ (یعنی دینی ثواب کے حصول) میں رغبت کے باعث کسی دوسرے شخص کو دنیاوی چیزوں میں اپنے اوپر ترجیح دینا۔“ (”الجامع لأحكام القرآن“، الحشر، تحت الآية: ۹، الجزء الثامن عشر، ص ۲۱).
- 2 ”إحياء علوم الدين“، كتاب آداب الألفة... إلخ، الباب الثاني، ج ۲، ص ۲۳۲.
- 3 آخر میں صاحب ”عقیدہ برہانیہ“ لکھتے ہیں کہ اب اگر چاہے تو اپنے آپ سے دعا میں پہل کرے اور اگر چاہے تو اپنے دوسرے بھائی کو مقدم کرے۔

علامہ شہاب خفاجی مصری ”نسیم الریاض“ میں فرماتے ہیں: ان اقوال میں یوں جمع کر سکتے ہیں کہ ہر امر کے لئے ایک مقام جدا گانہ ہے اور ہر شخص کے لیے اس کی نیت، انتہی۔

اقول: ظاہر ایسا رہا مقام خواص ہے اور عوام کو تقدیم نفس (پہلے اپنے لئے دعا مانگنا) ہی مناسب۔ ولہذا شارع صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عام کے لیے تشریع فرماتے، اکثر یہی منقول بلکہ فقیر کے خیال میں نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دعا میں اپنے نفس اقدس کو اوروں سے مؤخر (یعنی پیچھے) رکھنا ثابت ہو۔ ہاں دعا لِلسَّغِيرِ پراقتصار بار بار ہوا ہے (ہاں! کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ صرف دوسرے کیلئے ہی دعا فرمائی ہے) اور حدیث صحیح: ((ابدأ بنفسک ثم بمن تعول))^(۱) سے بھی اس معنی پر استدلال کر سکتے ہیں۔ شرع مطہر میں حق نفس، حق غیر پر بے شک مقدم۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔ ﴿

ادب ۴۳: حتی الوُسخِ اوقات واما کنِ اجابت کی رعایت کرے۔^(۲)

ادب ۴۴: آمین پر ختم کرے کہ دعا کی مہر ہے۔

1 اپنے آپ سے ابتدا کیجئے پھر وہ جو آپ کی کفالت میں ہیں۔

(”فتح القدیر“، کتاب ادب القاضی، مسائل منشور من کتاب القضاء، ج ۶، ص ۴۳۶)

2 یعنی جن جن اوقات و مقامات سے متعلق احادیث یا اقوال، بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ سے منقول کہ ان اوقات یا مقامات میں مولیٰ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم اپنے بندوں کے شامل حال رہتا ہے ان اوقات و مقامات کی رعایت کرتے ہوئے ان میں خاص طور پر اپنے رب عزوجل کے حضور دعا کرے۔
نوٹ: ان اوقات و مقامات کو جاننے کیلئے اسی کتاب میں تیسری اور چوتھی فصل کا مطالعہ فرمائیے۔

قال الرضاء: اور سننے والے کو بھی آمین کہنا چاہیے۔

استنانا بسنة هارون عليه الصلاة والسلام فإن موسى كان يدعو وهارون

يؤمن كما في الحديث عنه صلى الله تعالى عليه وعليهما وسلم. (1)

ادب ۳۵: بعد فراغ (دعا سے فارغ ہونے کے بعد) دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرے کہ

وہ خیر و برکت جو بذریعہ دعا حاصل ہوئی اشرف الاعضاء یعنی چہرے سے مُلاقی (یعنی مَس) ہو۔

1 یعنی حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے دعا کے بعد آمین کہے کہ حضرت

موسیٰ علیہ السلام دعا فرماتے تھے اور ہارون علیہ السلام آمین کہتے جیسا کہ حدیث پاک میں ہمارے آقا

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

”صحیح ابن خزيمة“، کتاب الإمامة، باب ذکر ما کان اللہ عزوجل خصّ نبیہ صلی اللہ

علیہ وسلم بالتأمین... إلخ، الحدیث: ۱۵۸۶، ج ۳، ص ۳۹.

۱۔ عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنّه قال: ((إذا رفعتم أيديکم إلى اللہ

ودعوتکم وسألتموه حوائجکم فامسحوا أيديکم علی وجوہکم فإن اللہ حی کریم

یستحيي من عبده إذا رفع یدیه وسأل أن یردّهما خائبین فامسحوا هذا الخیر علی

وجوہکم)).

یعنی جب تم اپنے ہاتھ خدائے تعالیٰ کی طرف اٹھا کر دعا و سوال کرو انہیں منہ پر پھیر لو کہ خدائے تعالیٰ شرم

و کرم والا ہے، جب بندہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتا اور سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ خالی ہاتھ پھیرنے سے

شرماتا ہے پس اس خیر کو اپنے مونہوں پر مسح کرو یعنی خدائے کریم ہاتھ خالی نہیں پھیلتا۔ کسی طرح کی

بھلائی اور خیر و خوبی خواہ وہی خیر جس کیلئے دعا کی یا دوسری نعمت ضرور مرحمت فرماتا ہے بنظر اُس رحمت

و برکت کے دعا کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنا مقرر ہوا، ۱۲ منہ قَدْ مَسَّ سِرَّةً

ادب ۴۶: اللہ جل جلالہ کے سعتِ رحمت و صدقِ وعدہ (یعنی اللہ عزوجل کی رحمت کی وسعت اور سچے وعدے) ﴿اُدْعُونِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾^(۱) پر نظر کر کے استجابِ دعا (دعا کی قبولیت) پر یقین کامل رکھے کہ کریم سائل کو محروم نہیں پھیرتا۔

حدیث میں ہے: ((ادعوا الله وانتم موقنون بالاجابة))^(۲)۔

”اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اس حال پر کہ تمہیں اجابت (قبولیت) کا یقین ہو۔“

جو دعا کرے اور یہ سمجھے کہ میری دعا کیا قبول ہوگی! اس کی دعا مقبول نہ ہوگی۔

قال الله تعالى: ((اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي))^(۳) اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ دعا کے

وقت اپنا گناہ یاد نہ کرے کہ اس کا خیال یقینِ اجابت میں خلل ڈالے گا اور طاعت (نیکی)

کو بھی بطورِ استحقاق نہ یاد کرے کہ عجب و ناز (خود پسندی و غرور) میں مبتلا کرے گا اور تضرع

و شکستگی (عاجزی و انکساری) میں مُخَل ہوگا۔^(۴)

1 ترجمہ کنز الایمان: ”مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔“ (پ ۲۴، المؤمن: ۶۰)

2 ”سنن الترمذی“، کتاب الدعوات، الحدیث: ۳۴۹۰، ج ۵، ص ۲۹۲۔

3 یعنی میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ فرماتا ہوں۔

”صحیح البخاری“، کتاب التوحید، باب قول اللہ: ﴿يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ﴾،

الحدیث: ۷۵۰۵، ج ۴، ص ۵۷۴۔

4 دعا مانگتے وقت اللہ عزوجل کی رحمت کاملہ اور اس کا وعدہ جو قرآن میں ہے کہ ”مجھ سے دعا کرو میں قبول

کروں گا“ کو پیش نظر رکھ کر اپنی دعا کی قبولیت پر کامل یقین رکھے کہ میری دعا ضرور قبول ہوگی حدیث

مبارکہ میں بھی اس کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ وہ کریم ہے اور کریم کے شایان نہیں کہ وہ سائل کو محروم کر دے اور

جو دعا کرنے کے بعد قبولیت میں شک کرے تو اسکی دعا قبول کیونکر ہو سکتی ہے کہ خود ربُّ العزت

ادب ۴۷: دعا کرتے کرتے ملال نہ لائے بلکہ نشاطِ قلب (خوشدلی) کے ساتھ عرض کرے: ((فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَمَلُّ لَا تَمَلُّوا))۔^(۱)

قال الرضاء: وفي لفظ: ((لا يسأم حتى تسأموا)) والمولى سبحانه وتعالى منزّه عن الملالة والسآمة وإنّما هو من باب المشاكلة۔^(۲)

فرماتا ہے: ”میں اپنے بندے کے گمان سے نزدیک ہوں“ یہی وجہ ہے کہ علما نے دورانِ دعا اپنے گناہوں کو یاد کرنے سے منع فرمایا ہے کہ یہ قبولیت دعا میں شک پیدا کریگا اسی طرح اپنی عبادتوں اور نیک کاموں کو بطور استحقاق پیش نظر نہ رکھے یعنی یوں نہ سمجھے: اے اللہ! میں نے فلاں نیک کام کیا تھا لہذا میں حقدار ہوں کہ تو مجھے فلاں چیز عطا فرما، یا میری فلاں دعا قبول فرما کہ اس طرح کہنے سے اس میں اپنے اعمال پر ناز اور خود پسندی جیسی برائیاں پیدا ہوں گی اور عاجزی و انکساری جو دعا میں مطلوب ہے وہ جاتی رہے گی۔

1 ”بے شک اللہ عز و جل ملال سے پاک ہے، تم بھی اپنے آپ کو ملال میں مبتلا نہ کرو۔“

(”صحیح مسلم“، کتاب صلاة المسافرين، باب فضيلة العمل... إلخ، الحديث: ۷۸۵، ص ۳۹۵)

2 ایک روایت میں یوں ہے: ((لا يسأم حتى تسأموا)) یعنی اللہ تعالیٰ ملول نہیں ہوتا، یہاں تک کہ تم ملال نہ کرو۔ (”صحیح مسلم“، الحديث: ۷۸۵، ص ۳۹۵) اور وہ پروردگار تو ملال (یعنی اکتانے) سے پاک، منزہ و مبرا ہے اور یہ جو اس کی طرف نسبت کی گئی یہ بابِ مُشَاكَلَة سے ہے۔

مُشَاكَلَة سے مراد یہ ہے کہ: ”کسی شے کے معنی و مفہوم کو کسی ایسے دوسرے لفظ کے ذریعے ادا کیا جائے جو اس کے لئے مَوْضُوع لَہ نہیں (یعنی وضع نہیں کیا گیا) لیکن مَوْضُوع لَہ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے“، جیسے مذکورہ حدیث میں لفظ ”لا يسأم“، ”حتى تسأموا“ کے ساتھ واقع ہوا۔ کما بینہ فی ”ثمرات الأوراق“: المشاكلة في اللغة: هي المماثلة، وهي في المصطلح: ”ذكر الشيء

اوب ۴۸: دعا کے قبول میں جلدی نہ کرے۔

حدیث شریف میں ہے کہ خدائے تعالیٰ تین آدمیوں کی دعا قبول نہیں کرتا ایک وہ کہ گناہ کی دعا مانگے، دوسرا وہ کہ ایسی بات چاہے کہ قطع رحم ہو، تیسرا وہ کہ قبول میں جلدی کرے، کہ میں نے دعا مانگی، اب تک قبول نہ ہوئی ایسا شخص گھبرا کر دعا چھوڑ دیتا ہے اور

بغیر لفظہ لموافقة القرائن ومشاكلتها“ كقوله تعالى: ﴿وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا﴾
فالحزاء عن السيئة في الحقيقة غير سيئة والأصل وجزاء سيئة عقوبة.

ومنہ قوله تعالى: ﴿تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ﴾ والأصل تعلم ما في نفسي ولا أعلم ما عندك لأن الحق تعالى وتقدس لا تستعمل لفظة النفس في حقه إلا أنها استعملت هنا للمماثلة والمشاكلة كما تقدم.

ومنہ قوله تعالى: ﴿ومكروا ومكر الله﴾ والأصل وأخذهم الله.
وفي الحديث قوله: ((فإن الله لا يمل حتى تملوا)) الأصل فإن الله لا يقطع عنكم فضله حتى تملوا عن مسألته، فوضع ”لا يمل“ موضع ”لا يقطع الثواب“ على جهة المشاكلة وهو مما وقع فيه لفظ المشاكلة أولاً.

وكذا في ”تحرير التحبير“: (باب المشاكلة: وهي أن يأتي المتكلم في كلامه أو الشاعر في شعره باسم من الأسماء المشتركة في موضعين فصاعداً من البيت الواحد، وكذلك الاسم في كل موضع من الموضعين مسمى غير الأول، تدل صيغته عليه بتشاكل إحدى اللفظتين الأخرى في الخط واللفظ، ومفهومهما مختلف).

(انظر ”تحرير التحبير في صناعة الشعر والنثر“، و”ثمرات الأوراق“ في المكتبة الشاملة)

(۱) مطلب سے محروم رہتا ہے۔

اے عزیز! تیرا پروردگار فرماتا ہے:

﴿أَجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾

”میں دعا مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں، جب مجھ سے دعا مانگے۔“ (پ ۲،

البقرہ: ۱۸۶)

﴿وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾

”دعا بہت مانگو اور مجھ کو اپنی مصیبت کے وقت یاد کرو تا کہ بلاء سے نجات

پاؤ۔“ (پ ۱۰، الأنفال: ۴۵)

﴿فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ﴾

”ہم کیا اچھے قبول کرنے والے ہیں۔“ (پ ۲۳، الصُّفَّت: ۷۵)

﴿أَدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾

”مجھ سے دعا مانگو میں قبول فرماؤں۔“ (پ ۲۴، المؤمن: ۶۰)

پس یقین سمجھ کہ وہ تجھے اپنے دَر سے محروم نہیں کرے گا اور اپنے وعدے کو وفا

فرمائے گا وہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے:

﴿وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ﴾ ”سائل کو نہ جھڑک۔“ (پ ۳۰، الضحیٰ: ۱۰)

آپ کس طرح اپنے خوانِ کرم سے دور کرے گا بلکہ وہ تجھ پر نظرِ کرم رکھتا ہے کہ

تیری دعا کے قبول کرنے میں دیر کرتا ہے۔

1 ”صحیح مسلم“، کتاب الذکر والدعاء، باب بیان أنه يستجاب للداعي ما لم

يعجل... إلخ، الحديث: ۲۷۳۵، ص ۱۴۶۳.

ابن ابی شیبہ و بیہقی و صابونی کی حدیث میں ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جب کوئی پیارا خدائے تعالیٰ کا دعا کرتا ہے جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں: الہی! تیرا بندہ تجھ سے کچھ مانگتا ہے۔ حکم ہوتا ہے ٹھہرو، ابھی نہ دوتا کہ پھر مانگے کہ مجھ کو اس کی آواز پسند ہے۔“

خوش ہمی آید مرا آواز او
وہ خدا یا گفتن و آواز او^(۱)

اور جب کوئی کافریا فاسق دعا کرتا ہے، فرماتا ہے: اس کا کام جلدی کر دوتا کہ پھر نہ مانگے کہ مجھ کو اس کی آواز مکروہ (نا پسند) ہے۔^(۲)

یحییٰ بن سعید بن قطن رحمۃ اللہ علیہ^(۳) نے جناب باری کو خواب میں دیکھا عرض کی:

ف: قبول میں دیر سے نہ گھبرانے کے بیان میں۔

۱ ع پسند آتی ہے مجھ کو تو وہی آواز اے بندے!

تو جس میں راز کہتا ہے مجھے پکارا ٹھتا ہے

2 ”شعب الایمان“، فصل فی ذکر ما فی الأوجاع... إلخ، الحدیث: ۱۰۰۳۴، ج ۷،

ص ۲۱۱۔

3 آپ کا پورا نام ابوسعید یحییٰ بن سعید بن فروخ قطن تمیمی بصری ہے آپ حدیث کے بہت بڑے امام ہیں، ابن عمار کہتے ہیں کہ عبد الرحمن بن مہدی نے آپ سے آپ کی حیات میں ہی دو ہزار حدیثیں روایت کیں، ابراہیم بن محمد تمیمی فرماتے ہیں: میں نے علم الرجال کا آپ سے زیادہ ماہر نہیں دیکھا، امام غلیلی فرماتے ہیں کہ سفیان ثوری کو آپ کی قوت حافظہ پر حیرت ہوتی تھی، آپ کا انتقال صفر ۱۹۸ھ میں ہوا۔

(ماخوذ من ”تہذیب التہذیب“ لابن حجر، ج ۹، ص ۲۳۴-۲۳۷)

الہی! میں اکثر دعا کرتا ہوں اور تو قبول نہیں فرماتا حکم ہوا: اے یحییٰ! میں تیری آواز کو دوست رکھتا ہوں اس واسطے تیری دعا میں تاخیر کرتا ہوں۔⁽¹⁾

قال الرضاء: سگانِ دنیا⁽²⁾ کے اُمیدواروں کو دیکھا جاتا ہے کہ تین تین برس تک اُمیدواری میں گزارتے ہیں صبح وشام ان کے دروازوں پر دوڑتے ہیں اور وہ ہیں کہ رُخ نہیں ملاتے، بار نہیں دیتے، جھڑکتے، دل تنگ ہوتے، ناک بھوں چڑھاتے ہیں اُمیدواری میں لگایا تو بیگار ڈالی، یہ حضرت گرہ (اپنے پلے) سے کھاتے گھر سے منگاتے بیکار بیگار کی بلاء اٹھاتے ہیں اور وہاں برسوں گزریں ہنوز روزِ اوّل ہے مگر یہ نہ اُمید توڑیں نہ پیچھا چھوڑیں اور اُحکُمُ الحاکِمِینَ اُکْرَمُ الْاُکْرَمِینَ عَزَّ جَلَالُہُ کے دروازے پر اوّل تو آتا ہی کون ہے اور آئے بھی تو اُکتاتے، گھبراتے، کل کا ہوتا آج ہو جائے، ایک ہفتہ کچھ پڑھتے گزرا اور شکایت ہونے لگی، صاحب پڑھا تو تھا کچھ اثر نہ ہوا، یہ احمق اپنے لیے اجابت کا دروازہ خود بند کر لیتے ہیں۔⁽³⁾

1 ”الرسالة القشيرية“، باب الدعاء، ص ۲۹۷.

2 سگان، سگ کی جمع ہے اور سگ فارسی میں کتے کو کہتے ہیں چونکہ اہل اللہ رحمہم اللہ اربابِ اقتدار سے دور ہی رہتے ہیں اور یہ طبقہ عموماً ظلم و ستم اور غرور و تکبر سے بچ نہیں سکتا، اقتدار کے نشے میں نہ جانے یہ حکام اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے ان کو سگانِ دنیا کہہ کر مخاطب کیا۔

3 بعض اوقات دنیوی افسران کسی کو آئندہ ملازمت کی امید دلا کر بلا اُجرت کام لیتے اور طرح طرح سے نخرے دکھاتے ہیں مزید یہ کہ اس امیدوار کو اپنے اخراجات وغیرہ بھی اپنے پلے سے دینے پڑتے ہیں، ان تمام مصیبتوں اور بلاؤں کے باوجود دنیوی لالچ کا حال یہ ہے کہ امید ختم نہیں ہوتی اور سالہا سال اس امید پر لگا دیتے ہیں کہ کبھی نہ کبھی تو نوکری مل ہی جائیگی اور اسی وجہ سے انکے دفاتر کے صبح شام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((یستجاب لأحدکم ما لم یعجل
يقول: دعوت فلم يستجب لی))۔^(۱)

”تمہاری دعا قبول ہوتی ہے جب تک جلدی نہ کرو کہ میں نے دعا کی تھی، قبول نہ ہوئی۔“
اور پھر بعض تو اس پر ایسے جامے سے باہر ہو جاتے ہیں کہ اعمال و ادعیہ (وظائف
ودعاؤں) کے اثر سے بے اعتقاد بلکہ اللہ کے وعدہ و کرم سے بے اعتماد^(۲) والعیاذ باللہ
الکریم الجواد۔

ایسوں سے کہا جائے کہ اے بے حیا! بے شرمو! ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالو، اگر
کوئی تمہارا برابر والا دوست تم سے ہزار بار کچھ کام اپنے کہے اور تم اس کا ایک کام نہ کرو، تو

چکر لگاتے ہیں، اور وہ افسر ہیں کہ انھیں منہ تک نہیں لگاتے، انھیں جھڑکیاں کھلاتے، اور وہ برسا برس
گزر جانے کے باوجود اسے پہلا دن سمجھتے ہیں۔ دنیا دار افسروں کے بارے میں تو ان دنیا چاہنے والوں
کا یہ طرز عمل...! لیکن غیب سے روزی دینے والے احکم الحاکمین جل جلالہ کی بارگاہ میں...! پہلی بات تو
کوئی اپنی عرضی دیتا ہی نہیں اور دیتے بھی ہیں تو اُکتاتے، گھبراتے ہوئے کہ کل کا ہوتا کام آج بلکہ ابھی
ہو جائے، اگر کسی نے حصول مقصد کیلئے کوئی وظیفہ بتایا بھی تو ابھی ہفتہ بھر بھی نہ پڑھا تھا کہ شکوہ کرنا
شروع کر دیا کہ میں نے وظائف بھی کیے لیکن کچھ اثر نہیں ہوا، اور اتنا بے وقوف ہے کہ یہ نہیں جانتا کہ وہ
شکوہ کر کے اپنے لئے دعا کی قبولیت کا دروازہ خود بند کر چکا ہے۔

1 ”سنن الترمذی“، کتاب الدعوات، الحدیث: ۳۶۱۹، ج ۵، ص ۳۴۸۔

2 یعنی بعض لوگ تو غصے میں آپے سے اتنا باہر ہو جاتے ہیں کہ دعاؤں اور وظائف پر بھروسہ اور یقین
ہی ختم کر بیٹھتے ہیں بلکہ بعض کا تو اللہ عزوجل کے کرم و عنایت اور اس کے قبولیت دعا کے وعدے پر سے بھی
اعتماد اٹھ جاتا ہے۔

اپنا کام اس سے کہتے ہوئے اوّل تو آپ لجاو (شرماؤ) گے کہ ہم نے تو اس کا کہنا کیا ہی نہیں اب کس منہ سے اس سے کام کو کہیں اور اگر ”غرض دیوانی ہوتی ہے“ کہہ بھی دیا اور اس نے نہ کیا تو اصلاً محل شکایت نہ جانو گے کہ ہم نے کب کیا تھا جو وہ کرتا۔ اب جانچو کہ تم مالک علی الإطلاق عَزَّ جَلَّالُہُ کے کتنے احکام بجالاتے ہو۔ اس کا حکم بجانہ لانا اور اپنی درخواست کا خواہی نخواہی (زبردستی/ناچار) قبول چاہنا کیسی بے حیائی ہے، اُوامحق! پھر فرق دیکھ اپنے سر سے پاؤں تک نظر غور کر، ایک ایک روئیں میں ہر وقت ہر آن کتنی کتنی ہزار در ہزار صد ہزار بے شمار نعمتیں ہیں، تو سوتا ہے اور اس کے معصوم بندے (فرشتے) تیری حفاظت کو پہرہ دے رہے ہیں، تو گناہ کر رہا ہے اور سر سے پاؤں تک صحت و عافیت، بلاؤں سے حفاظت، کھانے کا ہضم، فُصلّات کا دفع، خون کی روانی، اعضاء میں طاقت، آنکھوں میں روشنی، بے حساب کرم بے مانگے بے چاہے تجھ پر اتر رہے ہیں، پھر اگر تیری بعض خواہشیں عطا نہ ہوں کس منہ سے شکایت کرتا ہے، تو کیا جانے کہ تیرے لیے بھلائی کا ہے میں ہے، تو کیا جانے کہ کیسی سخت بلا آنے والی تھی کہ اس دعا نے دفع کی، تو کیا جانے کہ اس دعا کے عوض کیسا ثواب تیرے لیے ذخیرہ ہو رہا ہے، اس کا وعدہ سچا ہے، اور قبول کی یہ تینوں صورتیں ہیں جن میں ہر پہلی پچھلی سے اعلیٰ ہے۔ ہاں بے اعتقادی آئی تو یقین جان کہ مارا گیا اور ابلیس لعین نے تجھے اپنا سا کر لیا۔ والعیاذ باللہ سبحنہ و تعالیٰ۔^(۱)

اے ذلیل خاک! اے آبِ ناپاک! اپنا منہ دیکھ اور اس عظیم شرف کو غور کر کہ اپنی

1 ایسے لوگ جو حصول مقصد میں تاخیر کے سبب دعا اور وظائف اور اللہ عزوجل کے کرم و عنایت پر سے

بھروسہ و اعتماد کھو بیٹھتے ہیں ایسے بے حیا، بے شرم لوگوں کو کہا جائے کہ تم اپنے گریبان میں تو جھانکنا اگر

بارگاہ میں حاضر ہونے، اپنا پاک متعالیٰ (بلند وبالا) نام لینے، اپنی طرف منہ کرنے، اپنے پکارنے کی تجھے اجازت دیتے ہیں، لاکھوں مرادیں اس فضل عظیم پر نثار۔

اُدبے صبرے! ذرا بھیک مانگنا سیکھ، اس آستانِ رفیع (بلند بارگاہ) کی خاک پر

تمہارا کوئی دوست تمہیں کوئی کام کہے اور تم نہ کرو اور جب تم کو اسی دوست سے کوئی کام پڑ جائے تو پہلے تو اس سے کہتے ہوئے تمہیں شرم آئیگی کہ میں کس منہ سے اسے کہوں! اور اگر اپنی غرض میں دیوانے ہو جاؤ اور اسے کہہ بھی دو اور وہ نہ کرے تو تمہیں بالکل ناگوار نہ گزرے گا کہو گے کہ میں نے اسکا کونسا کام کیا تھا جو وہ کرتا، اب سوچنے کا مقام ہے کہ تم اللہ عزوجل کے کتنے احکامات مانتے ہو! اسکے احکامات پر عمل پیرا نہ ہونے کے باوجود بر دستی یہ چاہو کہ دعا قبول کی جائے تو یہ بے حیائی نہیں تو اور کیا ہے! اور اے احمق جاہل! اپنے سر سے پاؤں تک ہی غور کر لے کہ تیرے جسم کے ہر ہر روئیں میں ہر لمحے ہر گھڑی اسکی ہزار ہا نعمتوں اور کرم کی بارش برس رہی ہے کہ تو سوتا بھی ہے تو اُسکے معصوم فرشتے تیری حفاظت کرتے ہیں، تیری نافرمانیوں اور گناہوں کے باوجود تیرا سر سے پاؤں تک صحیح سلامت وصحت مند ہونا، وباؤں اور بلاؤں سے تیرا محفوظ ہونا، نظام ہاضمہ کی درستی، خون کی گردش، اعضاء میں قوت، آنکھوں کی روشنی، الغرض بے شمار نعمتیں بن مانگے تجھے عطا ہو رہی ہیں پھر اگر تیری کوئی آرزو وہ بھی تیری اپنی نافرمانی و غلطی کی وجہ سے پوری نہ بھی ہو تو کس منہ سے شکوے کرتا ہے تجھے کیا معلوم کہ تیرے لئے کس کام میں بھلائی ہو، تجھے کیا خبر کہ تجھ پر کیسی آفت آنے والی تھی کہ اس دعا کی برکت سے ٹل گئی، تجھے کیا معلوم کہ اس دعا کے سبب تجھے کتنا ثواب عطا ہوا کہ تو روز قیامت اس ثواب کو دیکھے تو تمنا کرے کہ کاش میری کوئی دعا قبول نہ ہوتی، بظاہر دعا قبول نہ ہونے کی ان تینوں وجوہات میں سے ہر بعد والی وجہ پہلی وجہ سے اعلیٰ اور افضل ہے، ہاں! اگر دعا قبول نہ ہونے کی وجہ سے تیرا اس پر سے اعتماد و بھروسہ اٹھ گیا تو جان لے کہ شیطان نے تجھے دوسوہ میں ڈال کر اپنا سا کر دیا، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی پناہ۔

لوٹ جا اور لپٹا رہ اور ٹکٹکی بندھی رکھ کہ اب دیتے ہیں، اب دیتے ہیں بلکہ اسے پکارنے، اس سے مناجات کرنے کی لذت میں ایسا ڈوب جا کہ ارادہ و مراد کچھ یاد نہ رہے، یقین جان کہ اس دروازے سے ہرگز محروم نہ پھرے گا^(۱) کہ۔

من دق باب الکریم انفتح^(۲)

وباللہ التوفیق

ادب ۴۹: اپنے گناہ و خطا پر نظر کر کے دعا کو ترک نہ کرے کہ شیطان کی بھی دعا قبول ہوئی اور اسے قیامت تک مہلت ملی ﴿إِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ﴾^(۳) کہتے ہیں فرعون دن بھر خدائی کا دعویٰ کرتا اور رات کو دعا و زاری میں مشغول رہتا اسی سبب سے جاہ و حشم و مال و ملک اس کا مدت تک قائم رہا۔^(۴)

دروذ موسیٰ پیش حق نالاد شدے

۱ اے بے صبرے! اس کریم عزوجل کی بارگاہ میں بھیک مانگنے کا ڈھنگ اور سلیقہ تو سیکھ، اس بلند و بالا پروردگار کی بارگاہ میں پڑا رہ، اور ہمد وقت اسی کے کرم پر اس امید پر ٹکٹکی باندھے رکھ کہ ابھی مراد برآئیگی، ابھی حاجت پوری ہوگی، زہے نصیب کہ اس پروردگار کو پکارتے ہوئے اور اس سے مناجات کرتے ہوئے اسکی یاد میں ایسا ڈوب جا کہ تجھے تیرا مقصد و مراد کچھ یاد نہ رہے، اور اس بات کا یقین کامل کر لے کہ یہ وہ در ہے جس میں نامرادی ہے ہی نہیں۔

۲ جو کریم کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے تو وہ اس پر کھل جاتا ہے۔

۳ ترجمہ کنز الایمان: ”تو مہلت والوں میں ہے۔“ (پ ۲۳، ص ۸۰)

۴ ”مثنوی مولانا روم“ (مترجم)، دفتر اول، ص ۶۱۔

نیم شب فرعون ہر گریاں شد

کہیں چہ غل است اے خدا ہر گردن

گر نہ غل باشد کہ گوید من مہر^(۱)

اے عزیزو! وہ ارحم الراحمین ہے اس سے نا امید ہونا مسلمان کی شان نہیں جو

کافروں کو نعمت سے محروم نہیں رکھتا، تجھے کب محروم کرے گا۔

اے کریمے کہ از خزانہ غیب

گہر و ترسا وظیفہ خورداری^(۲)

دوستاں دا کجا کنی محروم

تو کہ با دشمنان نظر داری^(۳)

ادب ۵۰: تدری و خوشی و فراغ دستی کی حالت میں دعا کی کثرت کرے تاکہ سختی

ورج میں بھی دعا قبول ہو۔

حدیث میں ہے: ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَسْتَجِيبَ اللَّهُ لَهُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالْكَرْبِ

فَلْيَكْثِرِ الدَّعَاءَ فِي الرَّخَاءِ))۔

۱ ان اشعار کا مفہوم پچھلی بات میں مصنف علیہ الرحمہ نے بیان فرما دیا ہے۔

۲ خزانہ غیب کا تیرے گھلا ہے بت پرستوں پر

تو نصرانی، یہودی کو بھی کبھی محروم نہ چھوڑے

۳ جو فرمائے کرم ایسا کہ دشمن بھی رہیں شاداں

ہے تو تو دوست عطار سی! رہے محروم کیونکر تو

۱ جس کو یہ پسند ہو کہ مشکلات کے وقت اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائے تو اس کو چاہیے کہ آسائش کے وقت

دعا کی کثرت کرے۔ ("منن الترمذی"، باب ما جاء أن دعوة المسلم مستجابة، الحديث: ۳۳۹۳، ج ۵، ص ۲۴۸)۔

ادب ۵۱: جس امر کا انجام یقیناً نہ معلوم ہو کہ اپنے لئے کیسا ہے بلا شرط خیر و صلاح دعا نہ کرے۔

قال الرضاء: ممکن ہے کہ جسے یہ اپنے حق میں خیر جانتا ہے انجام اس کا بُرا ہو اور بالعکس تو اپنے منہ سے اپنی مُضَرَّت (نقصان کی دعا) مانگتا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿عَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾

”قریب ہے کہ تم کسی چیز کو مکروہ سمجھو گے اور وہ تمہارے لئے بہتر ہے اور قریب ہے کہ تم کسی چیز کو دوست رکھو گے اور وہ تمہارے لیے بری ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔“ (پ ۲، البقرة: ۲۱۶)

اور فرماتا ہے: ﴿عَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا﴾

”قریب ہے کہ تم بعض چیزوں کو ناپسند کرو گے اور اللہ تعالیٰ ان میں خیر کثیر رکھے گا۔“ (پ ۴، النساء: ۱۹)

لہذا دعا یوں چاہئے کہ الہی! اگر میرے لیے یہ امر (کام) دین و دنیا و آخرت میں بہتر ہے تو عطا فرما۔

جس کی خیریت و مُضَرَّت یقینی ہے جس میں دوسرا پہلو نہیں وہاں اس شرط و استثناء کی حاجت نہیں۔ مثلاً: الہی! میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں۔ الہی! مجھ کو دوزخ سے بچا۔ آمین۔ یہ وہ اکاون الہی آداب ہیں جو حضرت مُصَنِّف قُدَّس سِرُّہ نے افادہ فرمائے اب فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ اور ذکر کرتا ہے کہ ساٹھ کا عدد کامل ہو۔ وباللہ التوفیق:

ادب ۵۲: دعائیں میں کرے۔

حدیث میں آیا ہے: ”پوشیدہ کی ایک دعا علانیہ کی ستر دعا کے برابر ہے۔“

رواہ أبو الشیخ والدیلمی عن أنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔^(۱)

فائدہ عجیبہ: آخر محرم ۱۳۰۴ھ میں فقیر نے بدایوں مدرسہ طیبہ قادریہ میں خواب دیکھا کہ ”صحیح بخاری شریف“ نہایت خوش خط و محشی میرے سامنے ہے۔ اس کے حاشیے پر غالباً بروایت امام شافعی رضی اللہ عنہ یہ حدیث لکھی ہے کہ الدعاء فی الشمس مرة افضل من الدعاء فی الظل سبع عشرة مرة۔

”یعنی دھوپ میں ایک بار دعا سائے میں سترہ بار کی دعا سے بہتر ہے۔“

اس مضمون کی حدیث فقیر کی نظر سے کہیں نہ گزری حضرت عظیم البرکت مولانا مولوی محمد عبدالقادر صاحب قادری دامت برکاتہم سے بھی استفسار کیا (یعنی پوچھا) فرمایا: ”میرے خیال میں بھی نہیں۔“ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اسی طرح اب کوئی چند مہینے ہوئے اور سید شاہ فضل حسین صاحب پنجابی فقیر سے ”صحیح بخاری شریف“ پڑھتے تھے ایک دن فقیر نے اپنے مکان میں خواب دیکھا کہ ”جامع صحیح“ مطبوع مطبع احمدی پیش نظر ہے اور اس میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک اثر موقوف میں کسی مؤذن کی اذان کا ذکر اور اس پر بحث ہے کہ اس کی اذان مطابق سنت ہے یا نہیں اس پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قد سمعہ أفاقہ بلدنا وأعظمہم علماً أبو حنیفة۔

1 ”مسند الفردوس“ للدیلمی، باب الدال، الحدیث: ۲۸۶۹، ج ۱، ص ۳۸۷۔

یعنی اس کی اذان کیونکر صحیح نہ ہو حالانکہ اسے سنا ہے ہمارے شہر کے اکمل فقہاء و اعظم علماء ابوحنیفہ نے۔

خواب کی باتیں اکثر تاویل طلب ہوتی ہیں تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا حضرت امام پر زماناً تقدّم کچھ مضرب نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

ادب ۵۳: جب قصدِ دعا ہو پہلے مسواک کر لے کہ اب اپنے رب سے مناجات کرے گا، ایسی حالت میں راحۃً متغیّرہ (یعنی منہ کی بدبو) سخت ناپسند ہے خصوصاً حنّہ پینے والے، خصوصاً تمباکو کھانے والوں کو اس ادب کی رعایت ذکر و دعا و نماز میں نہایت اہم ہے، کچا لہسن پیاز کھانے پر حکم ہوا کہ مسجد میں نہ آئے^(۱) وہی حکم یہاں بھی ہوگا، مع ہذا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”مسواک رب کو راضی کرنے والی ہے۔“^(۲) اور ظاہر ہے کہ رضائے رب باعثِ حصولِ اُرب ہے (اللہ تعالیٰ کی رضا، مراد ملنے کا سبب ہے)۔

ادب ۵۴: جہاں تک ممکن ہو دعا بہ زبانِ عربی کرے ”غرر الافکار“ وغیرہ میں ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ غیر عربی میں دعا مکروہ ہے۔^(۳)

1 ”صحیح مسلم“، کتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب نہي من أكل ثوماً وبصلًا أو كراثاً أو نحوها، الحديث: ۵۶۴، ص ۲۸۲۔

2 ”صحیح البخاری“، کتاب الصوم، باب سواك الرطب واليابس للصائم، الحديث: ۱۹۳۳، ج ۱، ص ۶۳۷۔

3 ”ردّ المحتار“، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في الدعاء بغير العربية، ج ۲، ص ۲۸۵، (بحوالہ ”غرر الافکار“).

وما وقع في ”النهر“ و”الدر“^(۱) من التحريم فمحملة ما إذا لم يعلم معناه كمثل الرقية بالعجمية.^(۲)

امام ولوالحی فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ غیر عربی کو دوست نہیں رکھتا“ اور فرماتے ہیں: ”عربی میں دعا اجابت سے زیادہ قریب ہوتی ہے۔“^(۳)

میں کہتا ہوں: مگر جو عربی نہ سمجھتا ہو اور معنی سیکھ کر بتکلف انکی طرف خیال لے جانا مشوش خاطر (ارادے کو تشویش میں ڈالتا) و مخل حضور (یکسوئی میں رکاوٹ) ہو وہ اپنی ہی زبان میں اللہ تعالیٰ کو پکارے کہ حضور و یکسوئی اہم امور ہے۔

ادب ۵۵: اگر دعا کرتے کرتے نیند غالب ہو جگہ بدل دے یوں بھی نہ جائے تو وضو کر لے یوں بھی نہ جائے تو موقوف کرے۔ صحیح حدیث میں اس کی وصیت فرمائی کہ مبادا (خدا نخواستہ) استغفار کرنا چاہے اور زبان سے اپنے لیے بد دعا نکل جائے۔^(۴)

1 ”النهر الفائق“، کتاب الصلاة، فصل إذا أراد الدخول في الصلاة كبر، ج ۱، ص ۲۲۴.
و”الدر المختار“، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۲، ص ۲۸۵.

2 ”نهر الفائق“ اور ”در مختار“ میں جو غیر عربی میں دعا کو حرام فرمایا وہ حکم اس وقت ہے کہ جب غیر عربی میں دعا کرنے والا ان الفاظ کے معنی نہ جانتا ہو جیسا کہ غیر عربی میں منتر وغیرہ یا جھاڑ پھونک کرنا جیسا کہ بعض اور اوو و ناطف یا منتر وغیرہ فارسی میں ہوتے ہیں کہ پڑھنے والا ان کے معنی نہیں جانتا اس طرح پڑھنے میں اندیشہ ہے کہ معنی نہ جانتے ہوئے کوئی بات خلاف شرع کہہ جائے۔

3 ”اللولو الحية“، کتاب الطهارة، الفصل التاسع، ج ۱، ص ۹۰.

4 ”صحيح البخاري“، باب الوضوء من النوم ... إلخ، الحديث: ۲۱۲، ج ۱، ص ۹۴.

و”سنن الترمذي“، باب ما جاء في الصلاة عند النعاس، الحديث: ۳۵۵، ج ۱، ص ۳۷۲.

ادب ۵۶: اقول: حالت غضب میں بددعا کا قصد نہ کرے کہ غضب عقل کو چھپا لیتا ہے کیا عجب کہ بعد زوالِ غضب خود اس بددعا پر نادم ہو، اس مضمون کو حدیث: ((لا يقضي القاضي وهو غضبان))^(۱) سے استنباط کر سکتے ہیں۔

ادب ۵۷: دعا میں تکبر اور شرم سے بچے مثلاً تنہائی میں دعا بہ نہایت تضرع والِ حاج (گریہ وزاری اور گڑگڑا کر) کر رہا ہے۔ اپنا منہ خوب گڑگڑانے کا بنا رہا ہے اب کوئی آگیا تو اس حالت سے شرما کر موقوف کر دیا۔ یہ سخت حماقت اور معاذ اللہ، اللہ کی جناب میں تکبر سے مشابہ ہے اس کے حضور گڑگڑانا موجب ہزاراں عزت ہے، نہ کہ معاذ اللہ خلافِ شان و شوکت۔

ادب ۵۸: دعا میں جیسے کہ بلند آواز نہ چاہیے، نہایت پست بھی نہ کرے اور اس قدر تو ضرور ہے کہ اپنے کان تک آواز پہنچے۔ بغیر اس کے مذہبِ رائج پر کوئی کلام و قراءت، کلام و قراءت نہیں ٹھہرتا۔

وقال الله تعالى: ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافُتُ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا﴾^(۲)

ادب ۵۹: دعا میں صرف مدعا پر نظر نہ رکھے بلکہ نفسِ دعا کو مقصود بالذات جانے کہ وہ خود عبادت بلکہ مغزِ عبادت ہے مقصد ملنا نہ ملنا درکنار، لذتِ مناجات، نقدِ وقت

۱ یعنی: غصے کے وقت قاضی کوئی فیصلہ نہ کرے۔

”سنن ابن ماجہ“، کتاب الأحکام، باب لا يحکم الحاكم وهو غضبان، الحدیث: ۲۳۱۶، ج ۳، ص ۹۳، ملقطاً۔

۲ ترجمہ کنز الایمان: ”اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو، نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے بیچ میں راستہ چاہو۔“ (پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۱۱۰)

ہے۔^(۱) والحمد للہ رب العالمین (سب خوبیاں اللہ کیلئے جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے)۔

ادب ۶۰: تنہا اپنی دعا پر قناعت نہ کرے بلکہ صلحا و اطفال (یعنی نیک لوگوں اور بچوں) و مساکین اور بیوہ عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کر کے ان سے بھی دعا چاہے کہ اقرب بقبول ہے (یعنی قبولیت کے زیادہ قریب ہے)۔

اولاً: جب احسان کیا وہ راضی ہوں گے اور دل سے اس کے لئے دعا کریں گے اور مسلمان کی دعا مسلمان کیلئے اس کی غیبت (غیر موجودگی) میں نہایت جلد قبول ہوتی ہے۔

ثانیاً: ان کی رضا مندی سے اللہ راضی ہوگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں ہے اور جو کسی مسلمان کی تکلیف دور کرے اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف دور فرمائے۔“^(۲)

ثالثاً: ان کا منہ اس کے لیے دعا میں اس کے منہ سے بہتر ہوگا۔

منقول ہے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خطاب ہوا: اے موسیٰ! مجھ سے اس منہ کے ساتھ دعا مانگ جس سے تو نے گناہ نہ کیا۔ عرض کی الہی! وہ منہ کہاں سے لاؤں؟ (یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تواضع ہے ورنہ وہ یقیناً ہر گناہ سے معصوم ہیں) فرمایا: ”اوروں سے

۱ یعنی: دعا میں صرف اپنا مقصد پیش نظر نہیں ہونا چاہئے بلکہ دعا جو کہ خود عبادت کا مغز ہے وہ پیش نظر ہونا چاہئے، مقصد حاصل ہونا تو دور کی بات ہے اس وقت تو وہ مناجات جو وہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں کر رہا ہے اسکی لذتوں میں گم ہو جانا اسکا مطلوب و مقصود ہونا چاہئے۔

۲ ”صحیح مسلم“، کتاب الذکر والدعاء... إلخ، باب فضل الاجتماع... إلخ،

الحديث: ۲۶۹۹، ص ۱۴۴۷-۱۴۴۸۔

دعا کرا، کہ ان کے منہ سے تو نے گناہ نہ کیا۔“ (1)

امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے بچوں سے اپنے لئے دعا کراتے کہ دعا کرو عمر بخشنا جائے۔

اور صائم (روزہ دار) وحاجی و مریض و مبتلا سے دعا کرانا اثر تمام رکھتا ہے۔ ان تین کی حدیثیں تو فصل ہشتم میں آئیں گی اور مبتلا وہ جو کسی دنیوی بلا میں گرفتار ہو یہ مریض سے عام ہو۔

ابوالشیخ نے ”کتاب الثواب“ میں ابوودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اغتنموا دعوة المؤمن المبتلى))
”مسلمان مبتلاء کی دعا غنیمت جانو۔“ (2)

فائدہ:

جب مطلب حاصل ہو اسے خدائے تعالیٰ کی عنایت و مہربانی سمجھے، اپنی چالاکی و دانائی نہ جانے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ۖ ثُمَّ إِذَا خَوَّلْنَاهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۖ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ

عَلَىٰ عِلْمٍ﴾

”جب آدمی کو تکلیف پہنچتی ہے ہم سے دعا کرتا ہے۔ پھر جب ہم اسے نعمت دیتے

1 ”مثنوی مولانا روم“ (مترجم)، دفتر سوم، ص ۴.

2 ”جامع الأحادیث“ للسیوطی، الهمزة مع الغین، الحدیث: ۳۴۴۶، ج ۲، ص ۶.

ہیں کہتا ہے یہ مجھے اپنی دانائی سے ملی۔“ (پ ۲۴، سورۃ الزمر: ۴۹)

﴿بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ﴾

”بلکہ وہ نعمت آزمائش ہے۔“ (پ ۲۴، الزمر: ۴۹)

کہ دیکھیں ہمارا احسان مانتا ہے یا نہیں۔

﴿وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾

”لیکن بہت لوگ نہیں جانتے“ (پ ۹، الأعراف: ۱۸۷)

اور اس نعمت کو اپنی دانائی کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ ایسا شخص پھر اگر دعا کرتا ہے قبول نہیں ہوتی۔ جو کریم کا احسان نہیں مانتا لائق عطا نہیں مستوجب (یعنی مستحق) سزا ہے۔

﴿مَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا﴾

”جو ہماری یاد سے منہ پھیرے، اس کے لیے ہے تنگ زندگانی۔“ (پ ۱۶، طہ: ۱۲۴)

قال الرضاء: ظاہر ہے کہ جب نعمت ملے شکر واجب ہے کہ قائم رہے اور زیادہ

ملے۔ حدیث شریف میں ہے: ”نعمتیں وحشی ہوتی ہیں، انہیں شکر سے مقید کرو۔“ (۱)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾

”اور بیشک اگر تم شکر کرو گے، میں تمہیں زیادہ دوں گا۔“ (پ ۱۳، إبراهيم: ۷)

1 لم نعر على هذا الحديث ولكن عن بعض السلف: (النعم وحشية فقيدوها بالشكر).

(إحياء علوم الدين، كتاب الصبر والشكر، الشطر الثاني، الركن الثاني، ج ۴، ص ۱۵۶).

فائدہ:

قال الرضاء: حدیث میں قبول دعا دیکھنے کے وقت یہ دعا ارشاد فرمائی:

((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بَعِزَّتْهُ وَجَلَّالَهُ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ)).^(۱)

وَبِهِ تَمَّ فَصْل الْآدَابِ، وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ. ﴿۲﴾

1 سب خوبیاں اس معبود کریم کو جس کی ذات و عزت و جلال ہی پر تمام اچھائیوں کا منہا ہے۔

”المستدرک“، کتاب الدعاء، الدعاء إذا شفی من مرض... إلخ، الحدیث: ۲۰۴۳، ج ۲، ص ۲۴۱۔

و”الحصن الحصین“، ما یقول من استجیب دعاؤہ، ص ۳۵۔

2 اور اسی کے ساتھ آداب دعا کی فصل مکمل ہوئی اور اللہ عزوجل ہی سب سے زیادہ درستی کو جاننے

والا ہے۔

فصل سوم اوقاتِ اجابت میں

قال الرضاء: وہ اوقات و حالات کہ جن میں بنظر ارشادِ احادیث و ائمہ دین، اُمیدِ اجابت بجمہ اللہ قوی ہے، پینتالیس ہیں۔

از آں جملہ (ان میں سے) چھتیس حضرت مُصَنِّف عَلَّام قُدَّس سِرُّہ نے ذکر فرمائے اور نو فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے بڑھائے۔ ﴿

اول (۱): شبِ قدر۔

قال الرضاء: کہ بقول اکثر شبِ بَست و ہَفْتُم ماہِ رمضان ہے۔ ﴿ (یعنی رمضان المبارک کی ستائیسویں شب ہے)۔

دوم (۲): روزِ عرفہ یعنی نہم ذی الحجہ۔ (یہ عام ہے حاجی و غیر حاجی کیلئے مگر حاجی کیلئے اس میں بھی خصوصیت ہے)۔

قال الرضاء: خصوصاً بعد زوال خصوصاً عرفات میں۔ ﴿

سوم (۳): ماہِ رمضان مُطلقاً۔

چہارم (۴): شبِ جمعہ۔

پنجم (۵): روزِ جمعہ۔

ششم (۶): ٹھیک آدھی رات کہ اس وقت تجلّی خاص ہوتی ہے۔

ہفتم (۷): سحر۔

قال الرضاء: یعنی رات کا چھٹا حصہ رہے۔ ﴿

ہشتم (۸): ساعتِ جمعہ یعنی قبلِ غروبِ شمس (یعنی جمعہ کے دن مغرب سے ذرا پہلے) کہ

اکثر اقوال میں ساعتِ مَرَجُوہ وہی ہے (یعنی جمعہ کی وہ ساعت جس میں قبولیت دعا کی اُمید زیادہ ہے)۔
قال الرضاء: ساعتِ جمعہ کے بارے میں اگرچہ اقوال علماء چالیس سے متجاوز ہوئے (یعنی بڑھ گئے) مگر قوی و راجح و مختار اکابر محققین و جماعات کثیرہ ائمہ دین دوقول ہیں (یعنی وہ قول جسے اکابر محققین علماء اور کثیر ائمہ کرام رحمہم اللہ نے اختیار فرمایا دو ہیں):

ایک وہ جس کی طرف حضرت مُصَنِّف قُدَّسَ سِرُّہُ و نُوَزَ قَبْرُہُ نے اشارہ فرمایا یعنی ساعتِ اخیرہ روز جمعہ غروبِ آفتاب سے کچھ ہی پہلے ایک لطیف وقت۔

”اشباہ“ میں فرمایا: ”ہمارا یہی مذہب ہے عامہ مشائخ حنفیہ اسی طرف گئے۔“ (1)

یوں ہی ”تارخانہ“ میں اسے ہمارے مشائخ کرام کا مسلک ٹھہرایا۔ (2)

اور یہ مذہب ہے عالمِ الکتابین سیدنا عبداللہ بن سلام و حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا۔ (3)

اور اسی طرف رجوع فرمائی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔ (4)

1 ”الاشباہ والنظائر“، الفن الثاني: الفوائد، كتاب الصلاة، ص ۱۳۹.

2 ”التارخانية“، كتاب الصلاة، الفصل الخامس والعشرون، نوع آخر من هذا الفصل، فضائل الجمعة، ج ۲، ص ۸۴.

3 قبل اسلام سیدنا عبداللہ بن سلام اور سیدنا کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہودیوں کے عالم تھے۔ چنانچہ قرآن پاک و تورات شریف دونوں کے عالم ہونے کی وجہ سے ”عالم الکتابین“ یعنی دو آسمانی کتابوں کے عالم کہلاتے ہیں۔

4 ”الموطأ“ للإمام مالك، كتاب الجمعة، باب: ما جاء في الساعة التي في يوم الجمعة، الحديث: ۲۴۶، ج ۱، ص ۱۱۵-۱۱۶، ملخصاً.

و ”شعب الايمان“، باب في الصلاة، فضل الجمعة، الحديث: ۲۹۷۵، ج ۳، ص ۹۱-۹۳.

(1) اور ایسا ہی منقول ہے حضرت یحیٰی زہرا صلوات اللہ وسلامہ علیٰ آبیہا وعلیہا سے۔
 اور سعید بن منصور بسند صحیح ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے راوی کہ کچھ صحابہ کرام نے جمع
 ہو کر ساعتِ جمعہ کا تذکرہ فرمایا، پھر سب اس قول پر متفق ہو کر متفرق ہوئے (یعنی سب اس
 قول پر اتفاق کرنے کے بعد جدا ہوئے) کہ وہ روز جمعہ کی پچھلی ساعت ہے۔ (2)

اور یہی مذہب ہے امام شافعی و امام محمد و امام إسحاق بن رَہوئیہ و ابن الزُّمَکَانِی اور
 ان کے تلمیذ (شاگرد) عَلَائِی وَغَیْرُہُمْ علماء کا۔ (3)

امام ابو عمرو بن عبد البر نے فرمایا: ”اس باب میں اس سے ثابت ترک کوئی قول نہیں۔“ (4)
 فاضل علی قاری نے کہا: ”یہ تمام اقوال سے زیادہ لائق اعتبار ہے۔“
 امام احمد فرماتے ہیں: ”اکثر احادیث اسی پر ہیں“ (5) ولہذا حضرت مُصَنِّفُ قُدَّس
 سِرُّہ نے اسی کو اختیار فرمایا۔

دوسرا قول جب امام منبر پر بیٹھے اس وقت سے فرضِ جمعہ کے سلام تک ساعتِ
 مَوْعُودَہ ہے (یعنی یہ وہ ساعت ہے جس میں دعا کی قبولیت کا وعدہ ہے)۔

- 1 ”شعب الإیمان“، باب فی الصلاة، فضل الجمعة، الحديث: ۲۹۷۷، ج ۳، ص ۹۳.
- 2 ”فتح الباری“، کتاب الجمعة، باب الساعة التي فی يوم الجمعة، تحت الحديث: ۹۳۵، ج ۳، ص ۳۶۵، (بحوالہ سعید بن منصور).
- 3 ”فتح الباری“، کتاب الجمعة، باب الساعة... إلخ، تحت الحديث: ۹۳۵، ج ۳، ص ۳۶۵.

4 المرجع السابق.

5 المرجع السابق.

یہ حدیث مرفوع ^(۱) ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں منصوص (یعنی بیان) ہوا۔ ^(۲)

امام مسلم نے فرمایا: ”یہ سب اقوال سے اصح اور احسن ہے۔“ (یعنی یہ قول سب اقوال سے زیادہ اچھا اور صحیح تر ہے۔) ^(۳)

اور اسی کو امام بیہقی و امام ابن العربی و امام قرطبی نے اختیار کیا۔ ^(۴)

امام نووی نے فرمایا: ”یہی صحیح بلکہ صواب ہے۔“ (یعنی حق ہے۔) ^(۵)

اور اسی طرح ”روضہ“ و ”دُرِّ مختار“ میں اس کی تصحیح کی۔ ^(۶)

1 حدیث مرفوع: هو ما ينتهي إلى النبي صلى الله عليه وعلى آله وصحبه وسلم غاية الإسناد.

یعنی: ”وہ حدیث جس کی سند نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتی ہو حدیث مرفوع کہلاتی ہے۔“

(”نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر“، ص ۱۰۴)

2 ”صحيح مسلم“، كتاب الجمعة، باب في الساعة التي في يوم الجمعة، الحديث:

۸۵۳، ص ۴۲۵.

3 ”فتح الباري“، كتاب الجمعة، باب الساعة التي في يوم الجمعة، تحت الحديث:

۹۳۵، ج ۳، ص ۳۶۵.

4 المرجع السابق.

5 ”شرح النووي“ على المسلم، كتاب الجمعة، فصل في ذكر الساعة التي تقبل... إلخ،

ج ۱، ص ۲۸۱.

6 ”الدر المختار“، كتاب الصلاة، ج ۳، ص ۴۷-۴۸. و ”فتح الباري“، كتاب الجمعة،

باب الساعة التي... إلخ، تحت الحديث: ۹۳۵، ج ۳، ص ۳۶۵، (بحوالہ ”روضہ“).

دلائل طرفین ”فتح الباری“ وغیرہ میں مبسوط^(۱) اور انصاف یہ ہے کہ دونوں جانب کافی قوتیں ہیں طالبِ خیر کو چاہئے کہ دونوں وقت دعا میں کوشش کرے۔

یہ طریقہ جمع کا امام احمد وغیرہ اکابر سے منقول، اور بیشک اس میں اُمید اقویٰ و اتم (یعنی اس میں زیادہ کامل و قوی امید ہے) اور مُصادَقَتِ مطلوب کی تَوْقُّعِ اعظم (یعنی مراد برآنے کی بہت توقع ہے) واللہ سبحانہ و تعالیٰ أعلم۔

میں کہتا ہوں: اس دوسرے قول پر اس مابین (درمیان) میں دُعا دل سے ہوگی۔ یا زبان سے دعا کا موقع بعد التحیات و دُرود کے ملے گا، خواہ جلسہ بین السجّتين میں، جبکہ امام بھی وہاں قدرے تَوَقُّف کرے، فَافْهَم۔^(۲)

1 یعنی مذکورہ دونوں اقوال کی تائید میں کثیر دلائل کتاب ”فتح الباری“ وغیرہ میں تفصیلاً مذکور ہیں۔

انظر للتفصیل: ”فتح الباری“، کتاب الجمعة، باب الساعة التي في يوم الجمعة، تحت الحديث: ۹۳۵، ج ۳، ص ۳۶۵۔

2 یعنی جمعہ کے دن قبولیت دعا کے باب میں دوسری اہم ساعت، امام کے منبر پر آنے کے بعد سے فرض جمعہ کے سلام پھیرنے تک ہے جس پر دلائل بھی آپ نے ملاحظہ فرمائیں، بہر حال اس دوران دل سے ہی دعا مانگی جائے گی کیونکہ اس دوران کسی بھی قسم کا کلام منع ہے اسی کی طرف امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے ”فَافْهَم“ سے اشارہ فرمایا ہے، ہاں البتہ! آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس دوران بھی دو وقت ایسے بتائیں ہیں جن میں زبان سے دعا مانگی جاسکے گی۔

نہم (۹): روز چار شنبہ (بدھ) ظہر و عصر کے درمیان۔

قال الرضاء: خصوصاً مسجد الفتح میں کہ مساجدِ مدینہ سے ایک مسجد ہے۔ فصل

آئندہ (ص ۱۳۵) میں اس کی حدیث مذکور ہوگی۔ ﴿

وہم (۱۰): مسجد کو جاتے وقت۔

یا ز وہم (۱۱): وقتِ اذان۔

قال الرضاء: حدیث میں ہے: اس وقت دُرہائے آسمان (آسمان کے دروازے)

کھولے جاتے ہیں۔ ﴿^(۱)

دُواز وہم (۱۲): وقتِ تکبیر۔

سیر وہم (۱۳): درمیانِ اذان و اقامت۔

چہار وہم (۱۴): جب امام ”وَلَا الضَّالِّينَ“ کہے۔

قال الرضاء: یہاں دعا وہی ”آمین“ ہے یا دل میں مانگے۔ ﴿

پانز وہم (۱۵): تا نُوز وہم (۱۹): ہنچگانہ فرضوں کے بعد۔

قال الرضاء: رواہ الترمذی والنسائی عن أبي امامة رضي الله

تعالیٰ عنہ ^(۲)

1 ”المصنف“ لابن أبي شيبة، كتاب الدعاء، الساعة التي يستجاب فيها الدعاء،

الحديث: ۷، ج ۷، ص ۳۵۔

2 اسے امام ترمذی و نسائی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

”سنن الترمذی“، كتاب الدعوات، الحديث: ۳۵۱۰، ج ۵، ص ۳۰۰۔

بلکہ ہر نماز کے بعد کما رواہ الطبرانی فی ”الکبیر“ عن العریاض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً^(۱)۔

اور کلامِ مُصَنَّفِ عَلَّامِ قُدَّسَ سِرُّہ میں باتباع حدیث اول فرائض پنجگانہ کی تخصیص انکی فضیلت و مزیّت (عمدگی) کے سبب سے ہے۔ کما أفاده علي القارئ في ”الحرز“۔^(۲)

وَسُتَم (۲۰): سجدے میں۔

قال الرضاء: حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”بندہ اس سے زیادہ کبھی اپنے رب سے قریب نہیں ہوتا، تو سجدے میں دعا زیادہ مانگو۔“^(۳)

وَسُتَم وَکَلِم (۲۱): بعد تلاوت قرآن مجید۔

وَسُتَم وَوُؤْم (۲۲): بعد استماع قرآن شریف (توجہ سے تلاوت قرآن سننے کے بعد)۔

1 جیسا کہ امام طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت عریاض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا۔

قد وجدنا في ”المعجم الكبير“ الحديث: ٦٤٧، ج ١٨، ص ٢٥٩ عن العرياض بن سارية، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (من صلى صلاة فريضة فله دعوة مستجابة، ومن ختم القرآن فله دعوة مستجابة)، ولكن قال الخفافجي في ”نسيم الرياض“، ج ٤، ص ٨٥ تحت رواية عثمان بن حنيف رضي الله عنه (اللهم إني أسألك وأتوجه..... اللهم شفعه في... الخ): ومنه علم استحباب الدعاء عقب الصلاة۔

2 جیسا کہ ملا علی قاری نے ”الحرز الثمین“ میں اس کا افادہ فرمایا ہے۔

3 ”صحیح مسلم“، باب ما يقال في الركوع والسجود، الحديث: ٤٨٢، ص ٢٥٠۔

بُنت ورسوم (۲۳): وقت ختم قرآن کریم۔

قال الرضاء: خصوصاً قاری (یعنی پڑھنے والے) کے لیے کہ بارشاد حدیث شریف

ایک دعا ضرور مستجاب (مقبول) ہے۔^(۱)

بُنت وچہارم (۲۴): جب مسلمان جہاد میں صف باندھیں۔

بُنت وپنجم (۲۵): جب کفار سے لڑائی گرم ہو۔

بُنت و ششم (۲۶): آب زمزم پی کر۔

قال الرضاء: حدیث میں فرمایا: ((زمزم لما شرب له))^(۲) ”زمزم اس

لئے ہے جس نے پیاجائے۔“ صححہ الإمام ابن الجزري^(۳) یعنی جس نیت سے پیا جائے وہ حاصل ہو۔

صحیح حدیث میں ہے: ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبل ظہور اسلام مہینہ بھر صرف آب

زمزم پیا مکہ میں پوشیدہ تھے کچھ کھانے کو نہ ملتا تھا اس مبارک پانی نے کھانے پانی دونوں کا

کام دیا اور بدن نہایت تروتازہ اور فربہ ہو گیا۔^(۴)

بُنت و ہفتم (۲۷): جب روزہ افطار کرے۔

1 ”المعجم الكبير“ للطبراني، الحديث: ۶۴۷، ج ۱۸، ص ۲۵۹۔

2 ”سنن ابن ماجہ“، کتاب الحج، باب: الشرب من زمزم، الحديث: ۳۰۶۲، ج ۳، ص ۴۹۰۔

3 امام ابن الجزري نے اس حدیث مبارکہ کی تصحیح فرمائی۔

”الحصن الحصين“، أدعية الحج، ص ۸۹۔

4 ”صحيح مسلم“، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي ذر، الحديث: ۲۴۷۲،

دُست و ہشتم (۲۸): مینہ برستے میں۔

دُست و نہم (۲۹): جب مرغ اذان دے۔

قال الرضاء: یہ سب اوقات حدیث میں آئے ہیں اور مرغ بولنے کے باب میں ارشاد ہوا ہے کہ وہ ملائکہ رحمت کو دیکھ کر بولتا ہے اس وقت اللہ کا فضل مانگو۔^(۱) فقیر اس وقت یہ دعا مانگتا ہے: ”يَا ذَا الْفَضْلِ الْعَظِيمِ صَلِّ عَلَيَّ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِ الْعَظِيمِ“^(۲) سیم (۳۰): مَجْمَعِ مسلمانان میں۔

قال الرضاء: علماء فرماتے ہیں: جہاں چالیس مسلمان جمع ہوں ان میں ایک ولی اللہ (اللہ کا ولی) ضرور ہوگا۔^(۳) سی و یکم (۳۱): ذکرِ خدا اور رسول کی مجلس میں۔

قال الرضاء: صحیح حدیث شریف میں ہے کہ انکی دعا پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔^(۴)

1 ”صحيح البخاري“، كتاب بدء الخلق، باب خير مال المسلم غنم... إلخ، الحديث: ۳۳۰۳، ج ۲، ص ۴۰۵-۴۰۶.

2 اے بڑے فضل والے! اپنے فضل عظیم یعنی مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما میں تجھ سے تیرے فضل عظیم کا سوال کرتا ہوں۔

3 ”المعجم الكبير“ للطبراني، الحديث: ۵۰۲، ج ۱، ص ۱۹۰.

و ”الجامع الصغير“، الحديث: ۷۱۴، ص ۵۰.

و ”فيض القدير“، تحت الحديث: ۷۱۴، ج ۱، ص ۴۹۷.

4 ”کنز العمال“، كتاب الأذکار، الحديث: ۱۸۷۲، الجزء الأول، ج ۱، ص ۲۲۲.

سی و دُوم (۳۲): مسلمان میت کے پاس خصوصاً جب اس کی آنکھیں بند کریں۔

قال الرضاء: یہاں بھی حدیث شریف میں آیا کہ اس وقت نیک ہی بات منہ سے نکالو کہ جو کچھ کہو گے فرشتے اس پر آمین کہیں گے۔^(۱)

سی و سوم (۳۳): وقتِ رقتِ دل۔

قال الرضاء: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث میں ہے:

”رَقَّتْ قَلْب (یعنی دل کی نرمی اور گریہ وغیرہ) کے وقت دعا غنیمت جانو کہ وہ رحمت ہے۔“ أخرجه الدیلمی عن أبي بن كعب رضي الله تعالى عنه^(۲)

سی و چہارم (۳۴): سورج ڈھلتے۔

قال الرضاء: حدیث میں ہے: ”اس وقت آسمان کے دروازے کھلتے ہیں۔“^(۳)

نیز حدیث حَسَن بِطَرُقِهِ میں فرمایا:

”جب سائے پلٹیں اور ہوائیں چلیں تو اپنی حاجات عرض کرو کہ وہ ساعت اَوْ اَمِن

1 ”صحیح مسلم“، کتاب الجنائز، باب فی إغماض المیت... إلخ، الحدیث: ۹۲۰،

2 دیلمی نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس حدیث کی تخریج کی۔

”کنز العمال“، کتاب الأذکار، الحدیث: ۳۳۶۷، الجزء الثاني، ج ۱، ص ۴۸، (بحوالہ دیلمی).

3 ”سنن ابن ماجہ“، ابواب اقامة الصلوات والسنة فيها، باب فی الأربع الركعات قبل

کی ہے“ (یعنی وہ وقت اللہ عزوجل کی طرف رجوع کرنے والوں کا ہے)۔

رواہ الدیلمی وأبو نعیم عن ابن ابی أوفی رضی اللہ عنہ۔^(۱)
سی و پنجم (۳۵): رات کو سونے سے جاگ کر۔

قال الرضاء: حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو رات کو سوتے سے جاگے پھر کہے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ.^(۲)

اس کے بعد اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي (اے اللہ! میری مغفرت فرما) کہے۔ یا فرمایا: ”دعا مانگے، قبول ہو اور اگر وضو کر کے دو رکعت پڑھے نماز مقبول ہو۔“

1 اس حدیث کو دیلمی و ابو نعیم نے ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

”حلیۃ الأولیاء“، الحدیث: ۱۰۴۷۴، ج ۷، ص ۲۶۷۔

و ”فیض القدیر“، حرف الهمزة، تحت الحدیث: ۷۷۱، ج ۱، ص ۵۲۳۔

و ”کنز العمال“، کتاب الأذکار، الحدیث: ۴۶-۳۳۴۵، الجزء الثانی، ج ۱، ص ۴۶۔

2 اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کیلئے بادشاہت ہے۔ سب خوبیاں اسی کو اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔ سب خوبیاں اسی کو اور سب پاکی اسی کیلئے اور اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ عزوجل سب سے بڑا ہے اور بغیر اسکی تائید کے برائی سے بچنے کی کچھ قدرت نہیں اور نہ ہی نیکی پر کچھ قوت۔

رواہ البخاری، وأبو داود و الترمذی والنسائی وابن ماجه عن عبادة

بن الصامت رضي الله تعالى عنه. (1)

سی و ششم (۳۶): بعد قرأت سورۃ اخلاص و غیر ذلک۔

قال الرضاء: یہ وہ اوقات ہیں کہ حضرت مُصَنِّفِ قُدَّسِ سِرُّہُ نے ذکر فرمائے۔

ابن نو فقیر زائد کرتا ہے۔

سی و ہفتم (۳۷): رجب کی چاند رات۔

سی و ہشتم (۳۸): شبِ برأت۔

سی و نہم (۳۹): شبِ عید الفطر

چہلم (۴۰): شبِ عید الاضحیٰ۔

ابن عساكر عن أبي امامة رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه

وسلم: ((خمس ليال لا تردّ فيهن الدعوة أول ليلة من رجب وليلة النصف

من شعبان وليلة الجمعة وليلة الفطر وليلة النحر)). (2)

1 اس حدیث مبارکہ کو امام بخاری، ابودود، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

”صحیح البخاری“، باب فضل من تعار من الليل فصلی، الحدیث: ۱۱۵۴، ج ۱، ص ۳۹۱۔

2 ابن عساكر نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

روایت کیا کہ ”پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں دعا رد نہیں کی جاتی، رجب کی پہلی رات اور شعبان المعظم

کی پندرہویں شب یعنی شبِ برأت اور شبِ جمعہ اور شبِ عید الفطر یعنی چاند رات اور شبِ تحری یعنی ذوالحجہ

الحرام کی دسویں شب“۔

(”ابن عساكر“، حرف الباء، بندار بن محمد بن أبو القاسم الفارسي الصوفي، ج ۱۰، ص ۴۰۸)۔

چہل ویکم (۴۱): رات کی پہلی تہائی۔^(۱)

چہل و دوّم (۴۲): رات کا پچھلا ثلث (یعنی آخری تہائی)۔

چہل و سوّم (۴۳): اذان سننے میں بعد حَیَّ عَلَی الْفَلَاح۔

چہل و چہارم (۴۴): تلاوتِ سورہٴ اَنعَام میں دو اسمِ جلال کے مابین یعنی آیہ

کریمہ: ﴿مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللَّهِ ۚ اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ﴾^(۲) میں دونوں لفظ اللہ کے درمیان دعا کرے۔

چہل و پنجم (۴۵): قراءتِ ”صحیح بخاری شریف“ میں جب اسمائے اصحابِ بدر پر

پہنچے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حضرت مُصَتَفِی عَلَیہِ سَلَام کا وہ چھتیل ذکر کر کے ”وغیر ذلک“ فرمانا خود بتاتا

تھا کہ انہیں میں حُضْر نہیں اور بھی ہیں۔ تو فقیر کا یہ نوبڑا اسی کلمہ ”وغیر ذلک“ کی شرح تھی اور ہنوز حُضْر نہیں۔^(۳)

وفضل اللہ أطیب وأکثر والحمد للہ رب العلمین۔^(۴)

1 تہائی رات یعنی مغرب کے بعد سے فجر کے وقت سے پہلے تک کے وقت کو تین حصوں میں تقسیم کرنے پر پہلا حصہ۔

2 ترجمہ کنز الایمان: ”جیسا اللہ کے رسولوں کو ملا، اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔“

(پ ۸، الانعام: ۱۲۴)

3 یعنی ایسا نہیں کہ قبولیت کے تمام مواقع بیان کر دیئے گئے ہوں بلکہ مذکورہ اوقات کے علاوہ اور بھی ہو سکتے ہیں۔

4 اور اللہ عزوجل کا فضل سب سے عمدہ و کثیر ہے اور سب خوبیاں اللہ عزوجل کو جو پروردگار سارے جہان

والوں کا۔

فصل چہارم اَمکنہٗ اِجابت میں^(۱)

قال الرضاء: وہ چوالیس ہیں۔ تیس^۲ ذکر فرمودہ حضرت مُصَنِّفِ قُدَسِ سِرُّہٗ اور اکیس^(۲) مُلَحَقَاتِ فقیر (عَفَرَ اللہُ تَعَالٰی لَہٗ) ﴿

اول (۱): مَطاف۔

قال الرضاء: یہ وسطِ مسجد الحرام شریف میں ایک گول قِطْعہ ہے، سنگِ مرمر سے مَقْرُوش (یعنی زمین کا وہ ٹکڑا جس پر سنگِ مرمر بچھا ہوا ہے) اس کے بیچ میں کعبہِ معظمہ ہے یہاں طواف کرتے ہیں، زمانۂ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مسجد اسی قدر تھی، اُفادہ الْمُصَنِّفِ قُدَسِ سِرُّہٗ فِي "الْجَوَاهِرِ"۔^(۳) ﴿

دوم (۲): مُلتَزَم۔

قال الرضاء: یہ کعبہِ معظمہ کی دیوارِ شرقی کے پارہٗ جنوبی کا نام ہے، جو درمیانِ درِ کعبہ و سنگِ اسود واقع ہے، یہاں لپٹ کر دعا کرتے ہیں۔^(۴)

1 اَمکنہ، مکان کی جمع ہے، اور یہاں مراد یہ ہے کہ وہ مقامات جہاں دعا قبول ہوتی ہے۔

2 مُلَحَقَات، مُلَحَق کی جمع ہے یعنی وہ چیزیں جو بعد میں ملا دی گئی ہوں۔

3 یہ بات مُصَنِّف (مولانا تقی علی خان قُدَسِ سِرُّہٗ) نے اپنی کتاب "جَوَاهِرُ الْبَيَانِ فِي اَسْرَارِ الْأَرْكَانِ" میں بطورِ افادہ بیان فرمائی۔

4 ملتزم وہ مقام ہے جو کعبۃ اللہ شریف کی مشرقی دیوار کے جنوبی حصہ میں حجرِ اسود اور بابِ کعبہ کے درمیان واقع ہے یہی وہ مقام ہے جہاں لوگ لپٹ لپٹ کر دعائیں مانگتے ہیں۔

ع ملتزم سے تو گلے لگ کے نکالے اراماں

ادب و شوق کا یاں باہم الجھنا دیکھو

(”حدائقِ بخشش“، ص ۹۵)

حدیث شریف میں ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”میں جب چاہوں جبرائیل کو دیکھ لوں کہ ملترم سے لیٹا ہوا کہہ رہا ہے: ((يَا وَاجِدُ يَا مَاجِدُ لَا تُزِلْ عَنِّي نِعْمَةً أَنْعَمْتُهَا عَلَيَّ))“۔^(۱)

الحمد للہ کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کرم سے اللہ عزوجل نے اس گدائے بے نوا کو بھی یہ دعا کرامت فرمائی بارہا ملترم سے لپٹ کر عرض کیا ہے: ((يَا وَاجِدُ يَا مَاجِدُ لَا تُزِلْ عَنِّي نِعْمَةً أَنْعَمْتُهَا عَلَيَّ))۔ اَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ عَمَّ نَوَالُّہ سے اُمید قبول ہے۔
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ اٰجْمَعِيْنَ۔
سُوم (۳): مُسْتَجَار کہ رکن شامی ویمانی کے درمیان مُحَافِظِیْ مُلْتَرَم (ملترم کے سامنے والی دیوار میں) واقع ہے۔

قال الرضاء: یا برقیاس سابق یوں کہئے کہ یہ کعبہ معظمہ کی دیوارِ غربی کے پارہ جنوبی کا نام ہے، جو درمیان درِ مُسْنَد و دورِ رکنِ یمانی واقع ہے۔^(۲)

۱۱۔ ہر شے کو اپنی قدرت سے موجود کرنے والے! اے بزرگی والے! مجھ سے اپنی نعت کو دور نہ فرمانا، جو تو نے مجھے عطا فرمائی۔

”مرقاۃ المفاتیح“، کتاب الدعوات، باب أسماء اللہ تعالیٰ، تحت الحدیث: ۲۲۸۸، ج ۵، ص ۱۰۶۔

2۔ مستجار وہ مقام ہے جو کعبۃ اللہ شریف کی مغربی دیوار کے جنوبی حصہ میں رکنِ یمانی اور درِ مسدود کے درمیان واقع ہے۔

درِ مُسْنَد و کی وضاحت کرتے ہوئے رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خان علیہ الرحمہ اپنی کتاب ”جواہر البیان“ میں ارشاد فرماتے ہیں: ”یہاں دروازہ تھا حجاج (یعنی حجاج بن یوسف) نے بند کر دیا۔“
= ”جواہر البیان“، ص ۱۷۵ =

پجَارُم (۴): داخل بیت (بیت اللہ شریف کی عمارت کے اندر)۔

نَحْمُ (۵): زیرِ میزاب۔^(۱)

شَسْمُ (۶): حطیم۔^(۲)

ہَفْشُمُ (۷): حجرِ اسود۔^(۳)

= عاشقِ اعلیٰ حضرت امیرِ اہلسنت مدظلہ العالی اپنی مایہ ناز تالیف ”رفیقِ الحرمین“ میں مستحار کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: ”رکنِ یمانی اور شامی کے بیچ میں مغربی دیوار کا وہ حصہ جو ”ملتزم“ کے مقابل یعنی عینِ پیچھے کی سیدھ میں واقع ہے۔“

1 امیرِ اہلسنت مدظلہ العالی ”ارشاد فرماتے ہیں: ”میزابِ رحمت“: ”سونے کا پرنا لہ یہ رکنِ عراقی و شامی کی شمالی دیوار پر چھت پر نصب ہے، اس سے بارش کا پانی حطیم میں نچھا اور ہوتا ہے۔“ مزید اس پر بطور حاشیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”میری ناقص معلومات کے مطابق مکہ مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے مزارِ فائز الانوار میں چہرہ نور بارِ میزابِ رحمت کی طرف ہے۔“ (”رفیقِ الحرمین“ ص ۳۷-۳۸)

ع زیرِ میزاب ملے خوب کرم کے چھینے

ابرِ رحمت کا یہاں زورِ بر سنا دیکھو (”حدائقِ بخشش“ ص ۹۴)

2 حطیم: ”کعبہ معظمہ کی شمالی دیوار کے پاس نصف دائرے کی شکل میں فصیل (یعنی باؤنڈری) کے اندر کا حصہ حطیم کعبہ شریف ہی کا حصہ ہے اور اس میں داخل ہونا عین کعبۃ اللہ شریف میں داخل ہونا ہے۔“ (”رفیقِ الحرمین“ ص ۳۷)

3 حجرِ اسود: یہ وہ جنتی پتھر ہے جو کعبۃ اللہ شریف کے جنوب مشرقی کونے میں واقع رکنِ اسود میں نصب ہے، مسلمان اسے چومتے اور استلام کر کے اپنے گناہ دھلواتے ہیں۔

ع دھو چکا ظلمتِ دل بوسہ سنگِ اسود

خاکِ بوسیِ مدینہ کا بھی رتبہ دیکھو (”حدائقِ بخشش“ ص ۹۵)

ہشتم (۸): رکنِ یمانی (۱)

قال الرضاء: خصوصاً جب کہ طواف کرتے وہاں گزر رہو۔ حدیث شریف میں ہے: یہاں ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ رَبَّنَا اتِّبْنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ“ (۲) کہے، ہزار فرشتے آمین کہیں گے، رواہ ابن ماجہ۔ (۳)

نہم (۹): خلفِ مقامِ ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔ (مقامِ ابراہیم کے پیچھے)
دہم (۱۰): نزدِ زمزم۔ (چاؤ زمزم کے پاس)

۱ یہ یمین کی جانب مغربی کونہ ہے۔ (”رفیق الحرمین“ ص ۳۶)

ع ایمن طور کا تھارکن یمانی میں فروغ

شعلہ طور یہاں انجمن آرا دیکھو (”حداق بخشش“ ص ۹۵)

نوٹ: ان تمام مقامات کی تفصیل اور حج و عمرہ کے مسائل و آداب سے آگاہی کیلئے ”جواہر البیان“، ”انوار البشارۃ“، ”بہارِ شریعت“ حصہ ششم اور ”رفیق الحرمین“ کا مطالعہ فرمائیں۔

۲ اے اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت میں معافی اور ہر برائی سے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے رب ہمارے! ہمیں دنیا و آخرت کی بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

۳ ”مسند الفردوس“ للدیلمی، باب الواو، الحدیث: ۷۳۳۲، ج ۲، ص ۳۹۷۔

و فی روایۃ ابن ماجہ: یسأل عطاء بن أبی رباح عن الرکن الیمانی وهو یطوف بالبیۃ فقال عطاء حدثنی أبو هریرۃ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ((وکل بہ سبعون ملکاً فمن قال: اللہم انی أسألك العفو والعافیۃ فی الدنیا والآخرۃ ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار قالوا: آمین)).

(سنن ابن ماجہ، کتاب المناسک، باب فضل الطواف، الحدیث: ۲۹۵۷، ج ۳، ص ۴۳۹)۔

يَا ذَرِّهُمْ (۱۱): صفا۔

دُوَاوِ ذَرِّهُمْ (۱۲): مروہ۔

سَبِزِ ذَرِّهُمْ (۱۳): مَسْعٰی خصوصاً دونوں میل سبز کے درمیان۔^(۱)

چَہَارِ ذَرِّهُمْ (۱۴): عرفات، خصوصاً نزدِ موقفِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

پَاوِ ذَرِّهُمْ (۱۵): مُزْدَلِجہ، خصوصاً مَشْعَرُ الْحَرَام (یعنی جبلِ قزح)۔

مَہَاوِ ذَرِّهُمْ (۱۶): مَنٰی۔

ہَفْدِ ذَرِّهُمْ (۱۷)، ہُوِ ذَرِّهُمْ (۱۸)، تُوِ ذَرِّهُمْ (۱۹): جمراتِ ثلثہ۔^(۲)

وَسْتُمْ (۲۰): نظر گاہِ کعبہ^(۳) جہاں کہیں ہو اور اِن اَمَکن سے بعض میں اجابت

بعض کے نزدیک، بعض اوقات سے خاص ہے۔

قال الرضاء: أشار إليه الفاضل عليّ القارئي في "شرح اللباب"

وبسطه الطحطاوي في "حاشيتي الدرّ ومراقبي الفلاح".

1 مَسْعٰی: مقامِ سعی یعنی صفا و مروہ کے درمیان کا راستہ، خصوصاً جب دونوں سبز نشانوں کے درمیان پہنچے کہ وہ بھی قبولیتِ دعا کا مقام ہے۔

2 منیٰ اور مکہ کے بیچ میں تین ستون بنے ہیں ان کو جمرہ کہتے ہیں پہلا منیٰ سے قریب جمرہ اولیٰ کہلاتا ہے اور بیچ کا جمرہ وسطیٰ اور اخیر کا مکہ معظمہ سے قریب ہے جمرہ العقبہ۔

(”بہارِ شریعت“، ج ۱، حصہ ششم، ص ۱۱۳۹)

3 جہاں کہیں سے کعبہ شریف نظر آئے وہ جگہ بھی مقامِ قبولیت ہے۔

قلت: وإن قيل بالتعميم فالفضل عميم. ﴿(۱)﴾

ہُنْتُ وَیُکِّم (۲۱): مسجد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ہُنْتُ وَوُؤْم (۲۲): مکانِ استجابتِ دعا، جہاں ایک مرتبہ دعا قبول ہو وہاں پھر دعا

کرے۔

قال تعالیٰ: ﴿هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ﴾. ﴿(۲)﴾

قال الرضاء: خواہ اپنی کسی دعا کا قبول دیکھے، خواہ دوسرے مسلمان بھائی کی جس

طرح سیدنا زکریا علی نبینا النورین وعلینہم الصلاۃ والتسلیم نے حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر

فصلِ اعظم ربِّ اکرم اور بے فصل کے میوے اُنہیں ملنا دیکھ کر وہیں اپنے لیے فرزند عطا

ہونے کی دعا کی جس کی طرف مُصَتَفٰ عَلَٰم قُدِسَ سِرُّہ نے اس آیہ کریمہ کی تلاوت سے

اشارہ فرمایا۔ ﴿

ہُنْتُ وَرِؤُوم (۲۳): اولیاء و علماء کی مجالسِ نَفَعْنَا اللہ تعالیٰ بِبَرَکَاتِہِمُ أَجْمَعِیْنَ (اللہ

تعالیٰ ہمیں تمام ہی اولیاء و علماء کی برکتوں سے نفع پہنچائے)۔

۱ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علامہ فاضل ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ”لباب

المناسک“ کی شرح ”مسلک متقط“ میں اس کی طرف اشارہ فرمایا، اور علامہ طحاوی علیہ الرحمۃ نے ”در

مختار“ و ”مراقی الفلاح“ کے حواشی میں اس کو تفصیل سے بیان کیا، جبکہ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ

علیہ ارشاد فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ اگر ان جگہوں میں دعا کی قبولیت کو عام کہا جائے یعنی کسی وقت

کے ساتھ مخصوص نہ کیا جائے تو بھی بعید نہیں کیونکہ یہی اللہ کے فضل و کرم کے زیادہ موافق ہے۔

2 ترجمہ کنز الایمان: یہاں پکارا زکریا نے اپنے رب کو (یعنی دعا مانگی)۔ (پ ۳، ال عمران: ۳۸)

قال الرضاء: رب عز وجل صحیح حدیث قدسی میں فرماتا ہے:
 ((هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَىٰ بِهِمْ جَلِيسُهُمْ)).

”یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بد بخت نہیں رہتا۔“^(۱)
 اب فقیر اپنی زیادات کو گنائے۔

بُست وِجہا رُم (۲۴): مواجہہ شریفہ حضور سید الشّافعیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔^(۲)

امام ابن الجزری فرماتے ہیں: ”دعا یہاں قبول نہ ہوگی تو کہاں ہوگی!“^(۳)

أقول: آیہ کریمہ: ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا﴾ اس پر دلیل کافی ہے۔ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ ہر طرح معاف کر سکتا ہے، مگر ارشاد ہوتا ہے کہ ”اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں،

1 ”صحیح مسلم“، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل مجالس الذکر، الحدیث: ۲۶۸۹، ص ۱۴۴۴۔

2 امام اہلسنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مواجہہ شریف کی تعیین کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”زیر قندیل اس چاندی کی کیل کے جو حجرہ مطہرہ کی جنوبی دیوار میں چہرہ انور کے مقابل لگی ہے۔“

(”فتاویٰ رضویہ“، ج ۱۰، ص ۷۶۵)

امیر اہلسنت مدظلہ العالی ”رفیق الحرمین“ میں بطور حاشیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”لوگ عموماً (سنہری جالی میں موجود) بڑے سوراخ کو مواجہہ شریف سمجھتے ہیں بلکہ میں نے کئی اردو کتابوں میں بھی یہی دیکھا ہے“ مزید فرماتے ہیں: ”میں نے امام اہلسنت علیہ الرحمۃ کی تحقیق کے مطابق مواجہہ شریف کی نشاندہی کی ہے اور الحمد للہ صحیح بھی یہی ہے۔“

(”رفیق الحرمین“، ص ۱۸۷)

3 ”الحصن الحصین“، أماکن الإجابة، ص ۳۱۔

تیرے حضور حاضر ہوں اور اللہ سے معافی مانگیں اور رسول ان کی بخشش چاہے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔“ (پ ۵، النساء: ۶۴)

یہی تو وہ نکتۃ الہیہ ہے جسے گم کر کے وہابیہ چاہ ضلال میں پڑے (یعنی گمراہی کے گڑھے میں گرے) والعیاذ باللہ رب العالمین۔

دُست و پنجم (۲۵): منبرِ اطہر کے پاس۔

دُست و ششم (۲۶): مسجدِ اقدس کے ستونوں کے نزدیک۔

دُست و ہفتم (۲۷): مسجدِ قبا شریف میں۔

دُست و ہشتم (۲۸): مسجدِ لفتح میں، خصوصاً روزِ چہار شنبہ بین الظہر والعصر (خصوصاً

بدھ کے دن ظہر و عصر کے درمیان)۔

امام احمد بسندِ جید اور بزار وغیرہما جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی: حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجدِ فتح میں تین دن دعا فرمائی، دو شنبہ، سہ شنبہ، چہار شنبہ (یعنی پیر، منگل اور بدھ کے دن)۔ چہار شنبہ کے دن دونوں نمازوں کے بیچ میں اجابت فرمائی گئی کہ خوشی کے آثار چہرہٴ انور پر نمودار ہوئے۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب مجھے کوئی امرِ مُہم (اہم کام) بشِدّت پیش آتا ہے، میں اس ساعت میں دعا کرتا ہوں اجابت ظاہر ہوتی ہے۔^(۱)

دُست و نہم (۲۹): باقی مساجدِ طیبہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف

منسوب ہیں۔^(۲)

۱ ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۱۴۵۶۹، ج ۵، ص ۸۷۔

۲ یعنی ایسی مسجدیں جن کو سرکارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شرفِ نسبت حاصل ہے جیسے: مسجدِ غمامہ، مسجد

قِبْلَتین وغیرہ۔

سُحْم (۳۰): وہ کوئیں جنہیں حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت ہے۔

سی ویکم (۳۱): جبل اُحد شریف (یعنی اُحد پہاڑ)۔

سی و دؤم (۳۲): حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام مشاہد متبرکہ۔^(۱)

سی و رؤم (۳۳)، سی و چہارم (۳۴): مزارات بقیع و اُحد۔

بُست دؤم (۳۲)، بُست و رؤم (۳۳) کے سوا یہ بتیس مقامات حرمین طہیین اور ان

کے متعلقات میں تھے۔

سی و پنجم (۳۵): مزارِ مُطہر البوحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس۔^(۲)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”مجھے جب کوئی حاجت پیش آتی ہے

دو رکعت نماز پڑھتا اور قبرِ امام البوحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر دعا مانگتا ہوں، اللہ تعالیٰ

رَوَا (پوری) فرماتا ہے۔“

یہ مضمون امام ابن حجر مکی شافعی نے ”خیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي

حنيفة النعمان“ میں نقل فرمایا۔^(۳)

۱ ”مشاہد“ مشہد کی جمع ہے جسکے معنی حاضر ہونے کی جگہ کے ہیں یعنی وہ تمام مقامات جہاں ہمارے

آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری حیات مبارکہ میں تشریف لے گئے، جیسے: سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

باغ وغیرہ۔

۲ آپ کا نام نعمان بن ثابت ہے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۸۰ھ بمطابق ۶۹۹ء میں پیدا ہوئے اور آپ

کا وصال ۱۵۰ھ بمطابق ۷۶۷ء بغداد میں ہوا اور وہیں خیزران کے مقبرے کے مشرقی جانب آپ کا

(ماخوذ از ”اروود اُرہ معارف اسلامیہ“ ج ۱، ص ۷۸۳)

مزار واقع ہے۔

۳ ”الخیرات الحسان“، الفصل الخامس والثلاثون فی تأدب الأئمة معه فی مماتہ کما

هو فی حیاته وإن قبره یزار القضاء الحوائج، ص ۲۳۰۔

سی و ششم (۳۶): مزار مبارک حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔^(۱)

امام شافعی قدس سرہ فرماتے ہیں: ”وہ استجابِ دعا کے لئے تریاقِ مجرب ہے۔“

(یعنی دعا کے قبول ہونے میں نہایت تجربہ شدہ عمل ہے)^(۲)

سی و ہفتم (۳۷): تربت سراپا برکت حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔^(۳)

سی و ہشتم (۳۸): مزار فائض الانوار سیدنا معروف کرخی قَدَسَ اللہُ تَعَالٰی سِرُّہ۔^(۴)

1 آپ کی ولادت ۷ صفر المظفر ۱۲۸ھ بمطابق ۷۴۵ء میں ہوئی اور ۲۵ رجب ۱۸۳ھ بمطابق ۹۹ء میں آپ نے دار البقاء کی طرف کوچ کیا، مشہور روایت کے مطابق آپ کو زہر دیکر شہید کیا گیا، آپ کا مزار پرانوار ”کاظمین“ میں ہے۔

(ماخوذ از ”اروود اترۃ معارف اسلامیہ“، ج ۲۱، ص ۸۱۰-۸۱۱، و ”اسلامی انسائیکلو پیڈیا“، ج ۲، ص ۱۵۸۱)

2 ”لمعات التنقیح“، کتاب الحنائن، باب زیارة القبور، ج ۴، ص ۳۷۸۔

3 آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم مبارک عبدالقادر بن موسیٰ بن عبد اللہ ہے آپ سلسلہ قادریہ کے بانی، مشہور عالم اور واعظ ہیں، آپ کا شمار اولیائے کبار اور صوفیائے عظام میں ہوتا ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۷۴۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۸۵۵ھ میں وفات پائی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار پرانوار ”بغداد شریف“ میں واقع ہے۔
(”الأعلام“ للزركلي، ج ۴، ص ۴۷)

4 آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام معروف بن فیروز کرخی ہے، آپ کی دعائیں اکثر قبول ہوا کرتی تھیں، آپ مشہور صوفی اور زاہد بزرگ ہیں سیدنا سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے شاگردوں میں سے ہیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۰۰ھ میں رحلت فرمائی، آپ کا مزار ”بغداد شریف“ میں دریائے دجلہ کے بائیں کنارے میں مرجع عوام و خواص ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر اطہر کے تُوَسُّل سے لوگ شفا یاب ہوتے تھے، اہل بغداد کہا کرتے تھے: آپ کا مزار اقدس (حصولِ شفا اور اجابتِ دعا کیلئے) تریاقِ مجرب ہے۔

(”الرسالة القشيرية“، ص ۲۶، ”الأعلام“ للزركلي، ج ۷، ص ۲۶۹، ”وفیات الأعیان“، ج ۴، ص ۴۴۵-۴۴۶)

علامہ زرقانی ”شرح مواہب“ میں فرماتے ہیں: ”وہاں اجابت مجرب ہے۔“ کہتے ہیں تنویر سورۃ اخلاص وہاں پڑھ کر جو چاہے اللہ تعالیٰ سے مانگے، حاجت پوری ہو۔ ذکرہ فی الفصل الاول من المقصد السابع۔^(۱)

سی وئم (۳۹): مرقد مبارک حضرت خواجہ غریب نواز معین الحق والدین چشتی قدس سرہ۔^(۲)

چہلم (۴۰): حضرت امام ملک العلماء ابو بکر مسعود کاشانی اور ان کی زوجہ مطہرہ فقیہہ فاضلہ حضرت فاطمہ قدس اللہ تعالیٰ اُسراذہما کے بَیْنَ الْمَزارِین (یعنی ان دونوں بزرگوں کے مزاروں کے درمیان)^(۳)

1 اس بات کو علامہ زرقانی نے ”الْمَوَاهِبُ اللَّذْنِیَّةُ“ کی شرح میں مقصد سابع کی فصل اول میں ذکر فرمایا۔
”شرح المواہب“ للزرقانی، المقصد السابع، الفصل الاول فی وجوب محبته واتباع سنته والافتداء بہدیہ و سیرتہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۹، ص ۱۳۸۔

2 خواجہ معین الدین حسن اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہندوستان میں سلسلہ چشتیہ کے بانی ہیں، آپ کی ولادت ۵۳۶ھ بمطابق ۱۱۴۱ء میں بتائی جاتی ہے، آپ کی وفات ۶۳۳ھ بمطابق ۱۲۳۶ء میں ہوئی، آپ کا مزار ہندوستان کے شہر ”اجمیر شریف“ میں واقع ہے۔

(ماخوذ از ”اردو دائرہ معارف اسلامیہ“، ج ۷، ص ۶۴۵-۶۴۶)

3 ملک العلماء علاء الدین ابو بکر مسعود کاشانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار ”حلب“ کے جلیل القدر فقہائے کرام میں کیا جاتا ہے، آپ نے علم فقہ علاء الدین سمرقندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا بعد میں آپ نے اپنے استاد کی کتاب ”تحفہ“ کی شرح بنام ”بدائع الصنائع“ کی جسے دیکھ کر آپ کے استاد بہت خوش ہوئے اور اپنی عالمہ فقیہہ بیٹی فاطمہ کا نکاح آپ سے کرادیا آپ کا انتقال ۵۸۷ھ بمطابق ۱۱۹۱ء میں ہوا، ان کی تدفین شہر ”حلب“ میں انہی کی زوجہ کے پہلو میں ہوئی۔ (الماخوذ من ”الجواهر المضیة“، ج ۲، ص ۲۴۴-۲۴۶)

ذکرہ العلامة الشامی فی ”رد المحتار“۔^(۱)

چہل و یکم (۴۱): یوں ہی حضرت سیدی ابوعبداللہ محمد بن احمد قرشی^(۲) و حضرت

سیدی ابن رسلان^(۳) قَدْ سَ اللّٰہُ تَعَالٰی سِرُّهُمَا کے مزاروں کے درمیان۔

ذکرہ الزرقانی فی الفصل المذكور۔^(۴)

ان کے مزارات بیت المقدس میں ہیں۔

چہل و دوّم (۴۲): قرافہ میں امام اَشْهَب و ابن القاسم رَحِمَهُمَا اللّٰہُ تَعَالٰی کے

مزاروں کے درمیان کھڑے ہو کر تنویرِ قل ہو اللہ شریف پڑھے پھر رُو بَقْلَہ جو دعا کرے قبول

ہو۔ ذکرہ ایضاً ثَمَّہ۔^(۵)

1 اس بات کو علامہ شامی نے ”رد المحتار“ میں ذکر کیا۔

2 ابوعبداللہ احمد قرشی کا شمار مغرب و مصر کے اکابر شیوخ میں ہوتا ہے آپ نے چھوشیوخ سے استفادہ کیا، کثیر لوگوں نے آپ سے تحصیل علم کیا، آپ کی کرامات مشہور ہیں ۵۹۹ھ میں آپ نے ”بیت المقدس“ میں انتقال کیا، اور وہیں پر آپ کا مزار شریف واقع ہے۔

(”شرح المواہب“ للزرقانی، المقصد السابع، الفصل لأول، ج ۹، ص ۶۶)

3 آپ کا نام احمد بن حسین بن حسن شافعی ہے آپ ابن رسلان کی کنیت سے مشہور ہیں، ۳۷۷ھ یا ۵۷۷ھ میں مقام ”رملہ“ (جو کہ فلسطین میں واقع ہے) میں آپ کی ولادت ہوئی، اور آپ کی وفات ”بیت المقدس“ میں ہوئی۔

(ماخوذ من ”معجم المؤلفین“، ج ۱، ص ۱۲۸)

4 اسے علامہ زرقانی نے فصل مذکور (مقصد السابع کی فصل اول) میں ذکر فرمایا۔

”شرح المواہب“ للزرقانی، المقصد السابع، الفصل الأوّل فی وجوب محبّته واتباع سنتہ والافتداء بہدیہ و سیرتہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۹، ص ۶۶۔

5 اسے بھی علامہ زرقانی نے وہیں پر (یعنی مقصد السابع کی فصل اول میں) ذکر فرمایا۔

چوہل و سؤم (۴۳): مرقدِ امام ابن لال محدث احمد بن علی ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے

پاس۔^(۱)

ذکرہ فی ”کشف الظنون“ عن القاضي ابن شہبۃ عند ذکر ”معجم

الصحابۃ“ لہ۔^(۲)

چوہل و چہارم (۴۴): اسی طرح تمام اولیاء و صلحاء و محبوبانِ خدا تعالیٰ کی بارگاہیں،

خانقاہی آرامگاہیں۔

نَفَعَنَا اللَّهُ تَعَالَى بِبِرِّكَاتِهِمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ آمِينَ۔^(۳)

سترہویں شریف ماہ فاخر ربیع الآخر ۱۲۹۳ھ میں کہ فقیر کو اکیسواں سال تھا، اعلیٰ

حضرت مُصَنِّفِ عَلَامِ سَيِّدِنَا الْوَالِدِ الْقُدَّسِ سِرُّهُ الْمَاجِدِ و حضرت محبتِ الرسول جناب مولانا

مولوی محمد عبد القادر صاحب قادری بدایونی دامت برکاتہم العالیہ کے ہمراہ رکاب حاضر

1 آپ کا نام احمد بن علی ہمدانی شافعی ہے، ابن لال کے نام سے مشہور ہیں، آپ ۳۷ھ میں

پیدا ہوئے اور ۳۹۸ھ میں انتقال فرمایا، قاضی ابن شہبہ اپنی ”تاریخ“ میں آپ کی تصنیف ”معجم الصحابۃ“

کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ کی قبر مبارک کے پاس دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

(”کشف الظنون“، ج ۲، ص ۱۷۳۶، و ”ہدایۃ العارفین“، ج ۱، ص ۶۹)

2 یہ بات قاضی ابن شہبہ نے اپنی ”تاریخ“ میں ابن لال کی تصنیف ”معجم الصحابۃ“ کا ذکر کرتے

ہوئے کہی جسے حاجی خلیفہ نے بھی ”کشف الظنون“ میں ”معجم الصحابۃ“ کے ذکر میں بیان فرمائی۔

”کشف الظنون“، ج ۲، ص ۱۷۳۶۔

3 اللہ تعالیٰ ہمیں ان مقدس حضرات کی برکتوں سے دنیا و آخرت میں نفع پہنچائے۔ آمین بجاہ النبی

الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

بارگاہِ بیکس پناہ حضور پر نور محبوبِ الہی نظامِ الحق والدین سلطان الاولیاء رَضِیَ اللہُ عَنْہُ وَعَنْہُمْ ہوا۔ حجرہ مقدسہ کے چار طرف مجالس باطلہ لہو و سرور گرم تھیں شور و غوغا سے کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی دونوں حضرات عالیات اپنے قلوبِ مُطْمَئِنِّہ کے ساتھ حاضرِ مواجہہ اقدس ہو کر مشغول ہوئے اس فقیر بے توقیر نے ہجومِ شور و شر سے خاطر پریشان پائی دروازہِ مطہرہ پر کھڑے ہو کر حضرت سلطان الاولیاء سے عرض کی کہ اے مولیٰ! غلام جس لیے حاضر ہوا یہ آوازیں اس میں خلل انداز ہیں (لفظ یہی تھے یا ان کے قریب بہر حال مضمون معروضہ یہی تھا) یہ عرض کر کے بسم اللہ کہہ کر دہنا پاؤں دروازہ حجرہ طاہرہ میں رکھا بعونِ رَبِّ قدیر وہ سب آوازیں دفعۃً گم تھیں۔ مجھے گمان ہوا کہ یہ لوگ خاموش ہو رہے، پیچھے پھر کر دیکھا تو وہی بازار گرم تھا۔ قدم کہ رکھا تھا باہر ہٹایا پھر آوازوں کا وہی جوش پایا پھر بسم اللہ کہہ کر دہنا پاؤں اندر رکھا بھم اللہ پھر ویسے ہی کان ٹھنڈے تھے اب معلوم ہوا کہ یہ مولیٰ کا کرم اور حضرت سلطان الاولیاء کی کرامت اور اس بندۂ ناچیز پر رحمت و معونت ہے شکرِ الہی بجا لایا اور حاضرِ مواجہہ عالیہ ہو کر مشغول رہا کوئی آواز نہ سنائی دی جب باہر آیا پھر وہی حال تھا کہ خانقاہ اقدس کے باہر قیام گاہ تک پہنچنا دشوار ہوا فقیر نے یہ اپنے اوپر گزری ہوئی گزارش کی کہ اول تو وہ نعمتِ الہی تھی اور رب عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾

”اپنے رب کی نعمتوں کو لوگوں سے خوب بیان کر۔“ (پ ۳۰، الضحیٰ: ۱۱)

مع ہذا اس میں غلامانِ اولیائے کرام کے لیے بشارت اور منکروں پر بلا و حسرت ہے۔^(۱)

1 نظام الدین والحق سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامت بیان کرنے کی وجہ بیان فرماتے ہوئے

الہی! صدقہ اپنے محبوبوں کا ہمیں دنیا و آخرت و قبر و حشر میں اپنے محبوبوں کے برکات بے پایاں سے بہرہ مند فرما۔

فإنک أنت الکریم وإن الکریم لا یقطع عوائده والحمد لله رب العالمین وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وسائر المحبوبین وبارک وسلم آمین۔^(۱)

امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: یہ کرامت اس لئے بیان فرمائی کہ یہ واقعہ میرے ساتھ پیش آنا میرے لئے ایک نعمت ہے اور قرآن کریم میں نعمت کے چرچے کا حکم ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جہاں اس میں اولیاء اللہ کے ماننے والوں کیلئے خوشخبری اور ڈھارس ہے وہیں اولیاء اللہ کی عظمتوں اور انکی کرامتوں کا انکار کرنے والوں کیلئے دکھ و حسرت ہے، لہذا اگر کسی پر اللہ عزوجل کے ولی یا کسی نیک بندے کی کوئی کرامت ظاہر ہو تو اچھی نیتوں کے ساتھ اسے بیان کرنا ثواب کا باعث ہے۔

1 بے شک تو ہی کریم ہے اور کریم اپنی نعمتیں اور بھلائیاں نہیں روکتا اور سب خوبیاں اللہ عزوجل کو جو پروردگار سارے جہان والوں کا اور اللہ عزوجل ہمارے آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اپنے تمام محبوب بندوں پر اپنی رحمتیں، برکتیں اور سلامتی نازل فرمائے۔ آمین!

فصل پنجم اسم اعظم و کلماتِ اجابت میں

قال الرضاء: یہاں بیس بشارتیں ہیں، نو^۹ حضرت مُصَتَفٰی عَلَآم قُدَس سِرُّہ نے ذکر فرمائیں اور گیارہ فقیر سگ کوئے قادری غَفَرَ اللہُ تَعَالٰی لَہُ نے بڑھائیں۔ ﴿

بشارت (۱): حدیث میں آیہ کریمہ: ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَنَكَ﴾ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ ﴿^(۱) کی نسبت فرمایا: ”یہ اسم اعظم ہے جو اس کے ساتھ دعا کرے قبول ہو۔“ (۲)

علماء فرماتے ہیں: آیہ کریمہ قبول دعا خصوصاً دفعِ بلا میں اثرِ تمام رکھتی ہے۔

قال الرضاء: سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا وہ اسم اعظم نہ بتا دوں کہ جب وہ اس سے پکارا جائے، اجابت کرے (یعنی قبول فرمائے) اور جب اس سے سوال کیا جائے عطا فرمائے؟ وہ وہ دعا ہے جو یونس علیہ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے تین تاریکیوں میں کی تھی: ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَنَكَ﴾ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ ﴿ کسی نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ خاص یونس علیہ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے لئے تھا یا سب مسلمانوں کے لیے ہے؟ فرمایا: مگر تو

1 ترجمہ کنز الایمان: ”کوئی معبود نہیں سوا تیرے، پاکی ہے تجھ کو بے شک مجھ سے بے جا ہوا۔“

(پ ۱۷، الأنبیاء: ۸۷)

2 ”المستدرک“ للحاکم، کتاب الدعاء ... إلخ، الحدیث: ۱۹۰۸، ج ۲، ص ۱۸۴.

و ”الحصن الحصین“، ص ۳۳.

نے خدا تعالیٰ کا ارشاد نہ سنا کہ ﴿فَاسْتَجِبْنَا لَهُ﴾ وَنَجِّنَاهُ مِنَ الْغَمِّ ۖ وَكَذَلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ ﴿

یعنی: ”پس ہم نے یونس کی دعا قبول فرمائی اور اسے غم سے نجات دی اور یونہی نجات دیں گے ایمان والوں کو۔“ (پ ۱۷، الأنبياء: ۸۸)

رواہ أحمد والترمذی والنسائی والحاکم مطوّلًا واللفظ له والبيهقي والضياء في ”المختارة“۔^(۱)

بشارت (۲): سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہتے سنا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِاَنِّیْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ
اَلْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَهُ کُفُوًا اَحَدٌ۔^(۲)

ارشاد فرمایا: ”قسم خدا کی تو نے اللہ تعالیٰ سے وہ اسم اعظم لے کر سوال کیا کہ جب اس سے سوال کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور جب اس سے دعا کی جاتی ہے، قبول فرماتا ہے۔“

قال الرضاء: رواه أحمد وابن أبي شيبة وأبو داود والترمذی

1 اس حدیث کو احمد، ترمذی، نسائی، بیہقی اور حاکم نے تفصیل سے بیان کیا ہے، اور الفاظ حدیث حاکم کی روایت کے ہیں، اور ضیاء مقدسی نے ”مختارة“ میں اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

”المستدرک“ للحاکم، کتاب الدعاء... إلخ، الحدیث: ۱۹۰۸، ج ۲، ص ۱۸۴، بتصرّف.

2 اے اللہ! میں تجھ سے اس گواہی کے طفیل سوال کرتا ہوں کہ بے شک تو ہی معبود ہے تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تو اکیلا و بے نیاز ہے کہ نہ تیری کوئی اولاد ہے اور نہ تو کسی سے پیدا ہوا، اور تیرے جوڑ کا کوئی نہیں۔

والنسائي وابن ماجه وابن حبان والحاكم. (1)

امام ابوالحسن علی مقدسی و امام عبدالعظیم منذری و امام ابن حجر عسقلانی وغیرہم ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اس حدیث کی اسناد میں کوئی طعن نہیں اور دربارہ اسم اعظم یہ سب احادیث سے جید و صحیح تر ہے۔“ (2)

بشارت (3): ایک حدیث میں آیا، اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے:

﴿إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ﴾ (3)

اور ﴿أَلَمْ يَلَمْ ۚ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ (4)۔

قال الرضاء: رواه ابن أبي شيبة وأبو داود والترمذي وابن ماجه

1 اس حدیث مبارکہ کو امام احمد، ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا۔

”المسند“ للإمام أحمد، ج ۹، ص ۱۰، الحديث: ۲۳۰۱۳.

و”سنن أبي داود“، كتاب الوتر، باب الدعاء، الحديث: ۹۴-۱۴۹۳، ج ۲، ص ۱۱۳.

2 ”الترغيب والترهيب“، كتاب الذكر والدعاء، الترغيب في كلمات يستفتح بها الدعاء... إلخ، تحت الحديث: ۱، ج ۲، ص ۳۱۷.

و”فتح الباري“، كتاب الدعوات، باب لله مائة اسم غير واحدة، ج ۱۱، ص ۱۸۸-۱۸۹.

3 ترجمہ کنز الایمان: ”تمہارا معبود ایک معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان۔“ (پ ۲، البقرة: ۱۶۳)

4 ترجمہ کنز الایمان: ”اللہ ہے جس کے سوا کسی کی پوجا نہیں آپ زندہ اوروں کا قائم رکھنے والا۔“

(پ ۳، ال عمران: ۱-۲)

عن أسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔^(۱)

بشارت (۴): بعض علماء ”يَا بَدِيعَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ“^(۲) کو اسم اعظم کہتے ہیں۔

قال الرضاء: سَرِي بن یحییٰ قُدَسَ سِرُّهُ بعض اولیاء سے راوی: میں دعا کرتا تھا اللہ تعالیٰ سے کہ مجھے اسم اعظم دکھا دے، مجھے آسمان میں ایک ستارہ نظر پڑا جس پر لکھا تھا: يَا بَدِيعَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔^(۳)

بشارت (۵): بعض علماء نے ”يَا اللَّهُ يَا رَحْمَنُ يَا رَحِيمُ“ کو اسم اعظم کہا۔

بشارت (۶): حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن صامت رضی اللہ عنہ کو یوں دعا

کرتے سنا:

۱ اس حدیث مبارکہ کو ابن ابی شیبہ، ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔

”سنن الترمذی“، کتاب الدعوات، باب ما جاء في جامع الدعوات... إلخ الحديث: ۳۴۸۹، ج ۵، ص ۲۹۱۔

و”سنن أبي داود“، کتاب الوتر، باب الدعاء، الحديث: ۱۴۹۶، ج ۲، ص ۱۱۴۔

2 یعنی ”اے زمین و آسمانوں کو بے کسی نمونہ کے پیدا فرمانے والے! اے عظمت و بزرگی والے!“۔

3 ”الترغيب والترهيب“، کتاب الذکر والدعاء، الترغيب في كلمات يستفتح... إلخ، الحديث: ۵، ج ۲، ص ۳۱۸۔

و”مسند أبي يعلى“، حديث أبي بصرة الغفاري، الحديث: ۷۱۷۱، ج ۶، ص ۱۸۸۔

و”فتح الباري“، کتاب الدعوات، باب لله مائة اسم غير واحدة، ج ۱۱، ص ۱۸۸۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ یَا بَدِیْعَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ. (1)

فرمایا: ”یہ اللہ کا وہ اسم اعظم ہے کہ جب اس سے پکارا جائے، اجابت کرے اور جب مانگا جائے عطا فرمائے۔“

آخر جہ أحمد وابن أبی شیبہ والأربعة وابن حبان والحاكم عن أنس رضي الله تعالى عنه. (2)

بشارت (۷): حدیث میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یوں دعا کی:

1 اے اللہ! میں تجھ سے اس بات کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ سب خوبیاں تجھی کو ہیں کوئی معبود نہیں مگر تو اکیلا، تیرا کوئی شریک نہیں، اے مہربان! اے بہت احسان فرمانے والے! اے آسمانوں اور زمین کو بے کسی نمونہ کے پیدا فرمانے والے! اے عظمت و بزرگی والے! اے آپ زندہ! اے اوروں کو قائم رکھنے والے۔

2 احمد، ابن ابی شیبہ اور اصحاب سنن اربعہ یعنی ترمذی، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ وابن حبان اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس حدیث کی تخریج کی۔

”المسند“ للإمام أحمد، الحديث: ۱۳۸۰۰، ج ۴، ص ۵۲۸.

و”سنن ابن ماجہ“، کتاب الدعاء، باب اسم الله الأعظم، الحديث: ۳۸۵۸، ج ۴، ص ۲۷۶.

و”المستدرک“ للحاكم، کتاب الدعاء والتكبير... إلخ، الحديث: ۱۸۹۹، ج ۲، ص ۱۸۱.

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَدْعُوْكَ اللّٰهَ وَاَدْعُوْكَ الرَّحْمٰنَ وَاَدْعُوْكَ الْبَرَّ الرَّحِیْمَ
وَاَدْعُوْكَ بِاَسْمَائِكَ الْحُسْنٰی كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ اَنْ تَغْفِرَ لِّیْ
وَتَرْحَمَنِّیْ. (1)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ان میں اسم اعظم ہے۔“

رواہ ابن ماجہ. (2)

بشارت (۸): ابو درداء وابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ”اسم اعظم

”رَبِّ رَبِّ“ ہے۔“

رواہ الحاکم. (3)

حدیث میں آیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ ”یَا رَبِّ یَا رَبِّ“ کہتا
ہے، رب عزوجل فرماتا ہے: لَبَّيْكَ، ”اے میرے بندے! مانگ کہ تجھے دیا جائے۔“

1 یعنی: ”اے اللہ! میں تجھے اللہ، رحمن، اور بزرگم کہہ کر پکارتی ہوں، اور اے اللہ! میں تیرے تمام
اسمائے حسنی کے وسیلے سے، جو میں جانتی ہوں اور جو نہیں جانتی، تیری بارگاہ میں دعا کرتی ہوں کہ میری
مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

2 اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

”سنن ابن ماجہ“، کتاب الدعاء، باب اسم اللہ الأعظم، الحدیث: ۳۸۵۹، ج ۴، ص ۲۷۸۔

3 اس حدیث کو حاکم نے روایت کیا۔

”المستدرک“ للحاکم، کتاب الدعاء والتکبیر... إلخ، الحدیث: ۱۹۰۳، ج ۲، ص ۱۸۲۔

رواہ ابن ابی الدنيا عن عائشة رضي الله تعالى عنها. (1)

بشارت (۹): حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ اسم اعظم ”اللَّهُ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ“ ہے۔ (2)

بشارت (۱۰): (3) ابو امامہ باہلی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد قاسم بن عبد الرحمن شامی کہتے ہیں: اسم اعظم ”الْحَيُّ الْقَيُّومُ“ (آپ زندہ اوروں کو قائم رکھنے والا) ہے۔ (4)

بشارت (۱۱): امام قاضی عیاض نے بعض علماء سے نقل فرمایا: ”اسم اعظم کلمہ توحید ہے۔“ (5)

بشارت (۱۲): امام فخر الدین رازی و بعض صوفیاء کرام نے کلمہ ”هُوَ“ کو اسم اعظم بتایا۔ (6)

بشارت (۱۳): مجہو علماء فرماتے ہیں کہ ”اللہ“ اسم اعظم ہے۔ کذا عزاه

1 اس حدیث کو ابن ابی الدنيا نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔

”الترغيب والترهيب“، كتاب الذكر والدعاء الحديث: ۱۱، ج ۲، ص ۳۲۰، (بحوالہ ابن ابی الدنيا)۔

و ”فتح الباري“، باب لله مائة اسم غير واحدة، ج ۱۱، ص ۱۸۹، (بحوالہ ابن ابی الدنيا)۔

2 اللہ، اللہ، اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔

”فتح الباري“، كتاب الدعوات، باب لله مائة اسم غير واحدة، ج ۱۱، ص ۱۸۹۔

3 بشارت ۲۰ تا ۲۰ شارح یعنی مجدد اعظم امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی ذکر فرمودہ ہیں۔

4 ”الحصن الحصين“ في بيان اسم الله تعالى الأعظم، ص ۳۳۔

5 ”فتح الباري“، كتاب الدعوات، باب لله مائة اسم غير واحدة، ج ۱۱، ص ۱۸۹۔

6 ”الحاوي للفتاوي“، الدر المنظم في الاسم الأعظم، ج ۱، ص ۴۷۳۔

و ”التفسير الكبير“ للرازي، ج ۱، ص ۱۳۹-۱۴۰، ج ۲، ص ۱۵۰-۱۵۲۔

(۱) إِلَهِمَّ الْقَارِئُ.

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: شرط یہ ہے کہ تو اللہ کہے اور اس وقت تیرے دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ نہ ہو۔^(۲)

بشارت (۱۴): بعض علماء نے ”بسم اللہ“ شریف کو اسم اعظم کہا۔ حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول کہ ”بسم اللہ“ زبانِ عارف سے ایسی ہے جیسے ”کُنْ“ کلامِ خالق سے۔^(۳)

بشارت (۱۵): رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو ان پانچ کلموں سے ندا کرے اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگے اللہ عزوجل عطا فرمائے:

((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ)).^(۴)

بشارت (۱۶): اوپر گزرا کہ جو شخص ”يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ“ تین بار کہے فرشتہ کہتا

1 جیسا کہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے اسے مجہور علماء کی طرف منسوب کیا۔

”مرقاۃ المفاتیح“ شرح مقدمة الكتاب، ج ۱، ص ۴۱.

2 ”بہجة الأسرار“، ذکر فصول من کلامہ مرصعاً... إلخ، ص ۱۳۵.

3 المرجع السابق.

4 اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ عزوجل سب سے بڑا ہے۔ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، ساری بادشاہت اسی کیلئے ہے اور سب خوبیاں اسی کو، اور وہ تو سب کچھ کر سکتا ہے، اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ عزوجل کی توفیق کے بغیر برائی سے بچنے کی کچھ طاقت نہیں اور نہ ہی نیکی کرنے کی کچھ قوت۔

ہے: مانگ کہ ”أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ“ نے تیری طرف توجہ فرمائی۔^(۱)

بشارت (۱۷): پانچ بار ”يَا رَبَّنَا“ کہنے کا فضل امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے گزرا۔^(۲)

بشارت (۱۸): یہی خاصیت اسمائے حسنیٰ کی ہے۔

بشارت (۱۹): نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ”يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ“

(اے عظمت و بزرگی والے!) کہتے سنا، فرمایا: مانگ کہ تیری دعا قبول ہوئی۔^(۳)

بشارت (۲۰): ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے: حضور سَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

جبرائیل میرے پاس کچھ دعائیں لائے اور عرض کی: جب حضور کو کوئی حاجت

پیش آئے انہیں پڑھ کر دعا مانگئے:

= ”المعجم الكبير“ للطبراني، الحديث: ۸۴۹، ج ۱۹، ص ۳۶۱.

و ”المعجم الأوسط“ للطبراني، من اسمه مطلب، الحديث: ۸۶۳۴، ج ۶، ص ۲۳۸.

و ”مجمع الزوائد“، كتاب الأدعية، باب فيما يستفتح به الدعاء ... إلخ، الحديث: ۱۷۲۶۴،

ج ۱۰، ص ۲۴۱.

1 ”المستدرک“، كتاب الدعاء والتكبير ... إلخ، باب إن لله ملكاً ... إلخ، الحديث:

۲۰۴۰، ج ۲، ص ۲۳۹.

2 جیسا کہ فصل دوم میں ادب نمبر ۲۱ کے تحت گزرا۔

3 ”سنن الترمذی“، كتاب الدعوات، باب ماجاء في عقد التسبيح باليد، الحديث: ۳۵۳۸،

ج ۵، ص ۳۱۲.

((يَا بَدِيعَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ يَا صَرِيحَ
الْمُسْتَصْرِخِينَ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِينَ يَا كَاشِفَ السُّوءِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ
يَا مُجِيبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّينَ يَا إِلَهَ الْعَالَمِينَ بِكَ أُنْزِلَ حَاجَتِي وَأَنْتَ أَعْلَمُ
بِهَا فَاقْضِهَا)) (۱)

۱۔ اے آسمانوں اور زمین کو بے کسی نمونہ کے پیدا فرمانے والے! اے عظمت و بزرگی والے! اے فریاد
رسوں کی فریاد رسی فرمانے والے! اے مدد چاہنے والوں کی مدد فرمانے والے! اے سب آفتوں کو دور
فرمانے والے! اے سب سے زیادہ مہربان! اے پریشان حالوں کی دعا قبول فرمانے والے! اے سب
جہاں والوں کے معبودِ برحق! تیری ہی طرف سے میری حاجت آئی اور تو ہی اس کو زیادہ جانتا ہے تو
تو اس حاجت کو روا فرما۔

”المعجم الأوسط“ الحديث: ۱۴۵، ج ۱، ص ۵۵۔

و ”مجمع الزوائد“، كتاب الأدعية، باب الأدعية الماثورة عن رسول الله... إلخ، الحديث:
۱۷۳۹۶، ج ۱۰، ص ۲۸۴، بالفاظ متقاربة.

لم نعثر على هذا الحديث عن ابن عباس ولكن وجدناه عن حذيفة بن اليمان رضي الله
تعالى عنهما.

فصل ششم موانعِ اجابت میں

قال الرضاء: وہ پندرہ^{۱۵} ہیں۔ پانچ افادہ حضرت مصنف قُدس سرُّہ اور دُش

زیادت فقیر حقیر غُفِرَ لَہُ۔ ﴿

اے عزیز! اگر دعا قبول نہ ہو، تو اُسے اپنا قصور سمجھے، خدائے تعالیٰ کی شکایت نہ

کرے کہ اس کی عطا میں نقصان نہیں، تیری دعا میں نقصان ہے۔^(۱)

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر

تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

ہر چہ هست از قامت ناساز و بے اندام ماست

و در نہ تشریف تو بر بالائے کس کو تالا نیست^(۲)

اے عزیز! دعا چند سبب سے رد ہوتی ہے:

پہلا سبب: کسی شرط یا ادب کا فوت ہونا اور یہ تیرا قصور ہے، اپنی خطا پر نادم نہ

ہونا اور خدا کی شکایت کرنا، نری بے حیائی ہے۔

قال الرضاء: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”ایک شخص سفر دراز (طویل سفر)

کرے، بال اُلجھے، کپڑے گرد میں اُٹے (میلے کچلے)، اپنے ہاتھ آسمان کی طرف پھیلائے

اور یَا رَبِّ! یَا رَبِّ! کہے اور اس کا کھانا حرام سے اور پینا حرام سے اور پہننا حرام سے اور

1 یعنی اس مولیٰ کریم عز وجل کی عطا میں کوئی کمی نہیں، کمی تو تیرے دعا کرنے میں ہے۔

2 ع کسی پر کم نہیں فضل و کرم تیرا مرے مولیٰ

یہ بد اعمالیوں کا ہے نتیجہ کہ پریشاں ہوں

پرورش پائی حرام سے، تو اس کی دعا کہاں قبول ہو!“(1)

سفر اور اس پریشاں حالی کا ذکر اس لئے فرمایا کہ یہ زیادہ جالبِ رحمت و مُورثِ اجابت ہوتے ہیں (یعنی: رحمت کو زیادہ کھینچ لانے والے اور دعا کی قبولیت کا باعث ہوتے ہیں)، بایں ہمہ (اس کے باوجود) جب اُکل و شُرَب (کھانا پینا) حرام سے ہے، اُمیدِ اجابت نہیں۔ دوسرا سبب: گناہوں سے تلوُث (گناہوں میں مبتلا رہنا)۔

قال الرضاء: اگرچہ یہ بھی سببِ اوّل میں داخل تھا مگر بوجہ مُہتمّم بالشان ہونے کے (یعنی زیادہ اہمیت کا حامل ہونے کی وجہ سے) جدا ذکر فرمایا۔ ﴿

اسی واسطے دعا سے پہلے مظلوموں کے حقوق واپس کرنا اور ان سے اپنے قصور بخشوانا اور خدا کے سامنے توبہ و استغفار اور تَزَكِیٰ معاصی (گناہوں کے چھوڑنے) پر عزمِ مُصمّم (پختہ ارادہ) کرنا لازم ہے۔

کعب احبار سے منقول: زمانہ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام میں قحط پڑا، آپ بنی اسرائیل کو لے کر تین بار دعا کے واسطے گئے مینہ نہ برسا (یعنی بارش نہ ہوئی)، اللہ عزوجل نے وحی بھیجی: ”اے موسیٰ! میں تیری اور تیرے ساتھ والوں کی دعا قبول نہ کروں گا کہ تم میں ایک نَمَام (پُخل خور) ہے کہ ایک کا عیب دوسرے سے بیان کرتا ہے۔“ عرض کی: اے رب! وہ کون ہے کہ اس کو ہم اپنے گروہ سے نکال دیں؟ حکم آیا: ”میں تمہیں نمیمی (پُخل

1 ”صحیح مسلم“، کتاب الزکاة، باب قبول الصدقة من الکسب الطیب و ترتیبها، الحدیث: ۲۳۰۱، ص ۵۰۷۔

و ”سنن الترمذی“، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة البقرة، الحدیث: ۳۰۰۰، ج ۴، ص ۴۶۴-۴۶۵۔

خوری) سے منع کرتا ہوں اور خود ایسا کروں؟“ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے سب کو توبہ کا حکم کیا بعد توبہ دعا مانگتے ہی مینہ برسا۔^(۱)

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: بنی اسرائیل سات برس قحط میں مبتلا رہے یہاں تک کہ مُردوں اور بچوں کو کھانے لگے ہمیشہ پہاڑوں میں نکل جاتے اور عاجزی و تضرع کے ساتھ دعا مانگتے اور روتے مگر رحمت الہی انکے حال پر اصلاً توجہ نہ فرماتی یہاں تک کہ ان کے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام پر وحی ہوئی: ”اگر تم میری طرف اس قدر چلو کہ تمہارے گھٹنے گھس جائیں اور تمہارے ہاتھ آسمان کو لگ جائیں اور تمہاری زبانیں دعا کرتے کرتے گوئی ہو جائیں جب بھی میں تم میں سے کسی دعا مانگنے والے کی دعا قبول نہ کروں اور کسی رونے والے پر رحم نہ فرماؤں، جب تک مظلوموں کو ان کے حقوق واپس نہ کر دیں۔“ پس بنی اسرائیل نے مظلوموں کو ان کے حق واپس کئے، اسی دن مینہ برسا۔^(۲)

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: بنی اسرائیل ایام قحط میں مینہ کی دعا کے لئے نکلے، پیغمبر وقت علیہ الصلاۃ والسلام پر وحی ہوئی: ”ان سے کہہ دے کہ تم میری طرف نکلتے ہو ناپاک بدنوں کے ساتھ، اور ہتھیلیاں میری طرف اٹھاتے ہو جن سے تم نے خون ناحق کئے، اور تم نے اپنے پیٹ حرام مال سے بھرے ہیں اب تم پر میرا غضب سخت ہو گیا اور تم کو سوا زیادہ مجھ سے دور ہونے کے دعا سے کچھ فائدہ نہ ملے گا۔“^(۳)

1 ”إحياء العلوم“، كتاب الأذكار والدعوات، الباب الثاني، ج ۱، ص ۴۰۷.

2 المرجع السابق.

3 المرجع السابق.

یعنی اپنے گناہوں اور نافرمانیوں میں حد سے بڑھنے کے سبب تمہارا حال یہ ہو گیا ہے کہ اب تمہاری دعائیں تمہیں میرے قریب کرنے کے بجائے تمہیں مجھ سے مزید دور کر دینگی۔

اور ابوصدیقؓ ناجی سے روایت ہے حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام مینہ کی دعا کے واسطے باہر نکلے ایک چیونٹی کو دیکھا اپنے پاؤں آسمان کی طرف اٹھائے کہتی ہے: ”الہی! میں بھی تیری خلق سے ایک مخلوق ہوں اور ہم کو تیرے رزق سے بے پرواہی نہیں ہو سکتی، پس تو ہم کو اوروں کے گناہوں کے سبب ہلاک نہ کر۔“ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دیکھ کر فرمایا: لوٹ چلو کہ اس چیونٹی کی دعا سے مینہ برسے گا۔^(۱)

اوزاعی کہتے ہیں: لوگ مینہ کی دعا کے لیے نکلے بلال بن سعد نے خدا کی تعریف و ثنا کر کے کہا: اے حاضرین! کیا تم اپنے گناہ پر اقرار نہیں کرتے ہو؟ سب نے کہا: ہم اقرار کرتے ہیں۔ پھر کہا: الہی! تو فرماتا ہے: ﴿مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِنْ سَبِيلٍ﴾^(۲) اور ہم اپنی گنہگاری پر اقرار کرتے ہیں پس مغفرت تیری ہماری امثال کے واسطے ہے (ہم جیسے لوگوں کیلئے ہی ہے) الہی! ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم کر اور ہم کو پانی دے، پھر اپنے ہاتھ اٹھائے اور مینہ برسا۔^(۳)

کسی نے مالک بن دینار سے کہا: مینہ کے لئے دعا کیجئے، فرمایا: ”تم مینہ برسنے میں دیر سمجھتے ہو اور میں پتھر برسنے میں“، یعنی: تم سمجھتے ہو کہ مینہ برسنے میں دیر ہوگئی اور میں کہتا ہوں یہ خدا کی رحمت ہے کہ پتھر نہیں پڑتے۔^(۴)

تیسرا سبب: استغنائے مولیٰ۔ وہ حاکم ہے محکوم نہیں، غالب ہے مغلوب نہیں،

1 ”إحياء العلوم“، كتاب الأذكار والدعوات، الباب الثاني، ج ۱، ص ۴۰۷.

2 ترجمہ کنز الایمان: ”نیکی والوں پر کوئی راہ نہیں۔“ (پ ۱۰، التوبة: ۹۱)

3 ”إحياء العلوم“، كتاب الأذكار والدعوات، الباب الثاني، ج ۱، ص ۴۰۷.

4 المرجع السابق.

مالک ہے تابع نہیں، اگر تیری دعا قبول نہ فرمائی تجھے ناخوشی اور غصے، شکایت اور شکوے کی مجال کب ہے، جب خاصوں کے ساتھ یہ معاملہ ہے کہ جب چاہتے ہیں عطا کرتے ہیں جب چاہتے منع فرماتے ہیں تو تو کس شمار میں ہے کہ اپنی مراد پر اصرار کرتا ہے!۔^(۱)

﴿وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾^(۲)۔

قال الرضاء: اس کا استغناء حق، اس کا وعدہ حق، اس کی بات تمام، اس کی رحمت عام، دعا کہ شرائط و آداب کی جامع ہو، حصولِ مسئلہ ہی کے ساتھ قبول ہونا ضرور نہیں، دفعِ بلا ہے، ثوابِ عقبیٰ ہے، جیسا کہ آتا ہے اور بایں ہمہ اس پر کچھ واجب نہیں۔^(۳)

1 یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز سے غنی ہے ہر خوبی و صفت اسی کے واسطے ہے وہ جو چاہے کرے کسی کو مجالِ اُف تک نہیں ہے اس کا تو اپنے نیک بندوں کے ساتھ یہ معاملہ ہے کہ جب چاہتا ہے ان کو دیتا ہے اور جب چاہتا ہے ان کو اس چیز کی طلب سے منع فرما دیتا ہے تو اگر اس نے تیری دعا قبول نہیں فرمائی تو تیری کیا مجال کہ تو ناخوشی کا اظہار کرے یا اسکی بارگاہ میں شکوے شکایت کرتے ہوئے بار بار اُسی چیز کے حصول کی دعا مانگے!۔

2 ترجمہ کنز الایمان: ”اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے مگر اکثر آدمی نہیں جانتے۔“

(پ ۱۲، یوسف: ۲۱)

3 وہ بے نیاز ہے، اس کا وعدہ سچا ہے، اس کی بات ہو کر رہتی ہے، اس کی رحمت سب کو شامل ہے چنانچہ اگر دعا میں شرائط و آداب کا مکمل خیال و لحاظ رکھ بھی لیا جائے تو یہ بات ضروری نہیں کہ جو چیز دعا میں مانگی جا رہی ہے وہی چیز حاصل بھی ہو جائے، ہو سکتا ہے کہ اس پر کوئی بلا و مصیبت آنے والی تھی جو اس دعا کی وجہ سے ٹل گئی ہو، یہ بھی ممکن ہے کہ اس دعا کے سبب اسکے ہاتھ نیکوئوں کا ایسا بے بہا خزانہ آیا ہو جو آخرت میں کام آئے بہر حال اگر بیان کردہ دونوں صورتیں نہ بھی ہوں تو وہ رب عزوجل قادر مطلق ہے جو چاہے کرے اس پر کسی کا زور نہیں اور نہ ہی اس پر کچھ دینا واجب و لازم۔

﴿يَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ﴾^(۱) ﴿إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ﴾^(۲) نہ اس کے غنائے مطلق میں کوئی شک ﴿إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ﴾^(۳) نہ اس کے کسی وعدے یا وعید میں فرق آنا ممکن، ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ﴾^(۴) ﴿مَا يَبْدُلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ﴾^(۵) آہ.....! آہ.....! آہ.....!

جگر خوں می شود زیرِ یادِ ماریا

زاستِ غنائے حق فریادِ ماریا^(۶)

لا ملجأ من الله إلا إليه وحسبنا الله ونعم الوكيل وصلى الله تعالى على النبي الرحمة المهددة أقرب وسيلة إلى الله وآله وصحبه بالتبجيل. ﴿(۷)

1 ترجمہ کنز الایمان: ”اللہ جو چاہے کرے۔“ (پ ۱۳، ابراہیم: ۲۷)

2 ترجمہ کنز الایمان: ”بے شک اللہ حکم فرماتا ہے جو چاہے۔“ (پ ۶، المائدة: ۱)

3 ترجمہ کنز الایمان: ”بے شک اللہ ہی بے نیاز ہے، سب خوبیوں سرابا۔“ (پ ۲۱، لقمان: ۲۶)

4 ترجمہ کنز الایمان: ”بے شک اللہ وعدہ خلاف نہیں کرتا۔“ (پ ۱۳، الرعد: ۳۱)

5 ترجمہ کنز الایمان: ”میرے یہاں بات بدلتی نہیں اور نہ میں بندوں پر ظلم کروں۔“

(پ ۲۶، ق: ۲۹)

6 یعنی اسکی یاد سے ہمارا جگر کلڑے کلڑے ہو جائے تو بھی ہمیں اسی بے نیاز سے فریاد ہے۔

7 کوئی پناہ نہیں سوائے اللہ عزوجل کے اور اللہ عزوجل ہم کو بس ہے اور کیا ہی اچھا کارساز! اور اللہ تعالیٰ

رحمت و نرمی والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے تمام آل و اصحاب پر رحمت نازل فرمائے جو اسکی طرف

ہمارے سب سے قریبی وسیلہ ہیں۔

چوتھا سبب: حکمتِ الہی ہے کہ کبھی تو براہِ نادانی کوئی چیز اس سے طلب کرتا ہے اور وہ براہِ مہربانی تیری دعا کو اس سبب سے کہ تیرے حق میں مضر ہے، رد فرماتا ہے، مثلاً: تو جو یائے سیم و زر ہے اور اس میں تیرے ایمان کا خطر ہے یا تو خواہاں تندرستی و عافیت ہے اور وہ علمِ خدا میں موجب نقصانِ عاقبت ہے، ایسا رد قبول سے بہتر۔ ﴿عَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ﴾^(۱) پر نظر کرو اور اس رد کا شکر بجالا۔^(۲)

پانچواں سبب: کبھی دعا کے بدلے ثوابِ آخرت دینا منظور ہوتا ہے، تو حطامِ دنیا (دنیوی ساز و سامان) طلب کرتا ہے اور پروردگار نفائسِ آخرت (آخرت کی عمدہ چیزیں) تیرے لیے ذخیرہ فرماتا ہے، یہ جائے شکر ہے (شکر کا مقام ہے) نہ (کہ) مقامِ شکایت۔

قال الرضاء:

سبب ۶ تا سبب ۱۱: حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”تین شخص ہیں کہ تیرا رب ان کی دعا نہیں قبول کرتا: ایک وہ کہ ویرانے مکان میں اترے۔ دوسرا وہ مسافر کہ سر راہ مقام کرے یعنی سڑک سے بچ کر نہ ٹھہرے، بلکہ خاص

1 ترجمہ کنز الایمان: ”قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بُری ہو۔“

(پ ۲، البقرة: ۲۱۶)

2 بعض اوقات دعا قبول نہ ہونے میں حکمتِ خداوندی یہ ہوتی ہے کہ تو جو مانگ رہا ہے وہ تیرے لئے نقصان دہ ہے مثلاً: تو مال و دولت مانگتا ہے لیکن وہ تیرے ایمان کے لیے خطرناک ہے، تو صحت و عافیت کا سوال کرتا ہے لیکن اس میں تیری آخرت کا نقصان ہے، ایسی دعا کا قبول نہ ہونا ہی بہتر ہے تو ایسی دعا کے رد پر تجھے چاہئے کہ شکرِ خداوندی بجالا۔

راستے ہی پر نزول کرے (یعنی اترے)۔

تیسرا وہ جس نے خود اپنا جانور چھوڑ دیا، اب خدا سے دعا کرتا ہے کہ اسے روک دے۔“

آخر جہ الطبرانی فی ”الکبیر“ عن عبد الرحمن بن عائذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔^(۱)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”تین شخص اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اور ان کی دعا قبول نہیں ہوتی:

ایک وہ جس کے نکاح میں کوئی بدخلق (بداخلاق) عورت ہو اور وہ اسے طلاق نہ دے۔
دوسرا وہ جس کا کسی پر کچھ آتا تھا اور اس کے گواہ نہ کر لیے۔

تیسرا وہ جس نے سفیہ بے عقل کو مال سپرد کر دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: سفیہوں (بیوقوفوں) کو اپنے مال نہ دو۔“

آخر جہ الحاکم عن أبي موسى الأشعري رضي الله تعالى عنه بسند نظيف.^(۲)

1 اس حدیث کو طبرانی نے ”معجم کبیر“ میں سند حسن کے ساتھ حضرت عبد الرحمن بن عائذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

”مجمع الزوائد“، کتاب الحج، باب أدب السفر، الحدیث: ۵۲۹۷، ج ۳، ص ۴۸۸، (بحوالہ طبرانی)۔

2 اس حدیث کو حاکم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند نظیف کے ساتھ روایت کیا۔
”المستدرک“، تفسیر سورة النساء، باب: ثلاثة يدعون الله فلا يستجاب لهم، الحدیث:

تو یہ چھ ہوئے جن کی نسبت تصریح فرمائی کہ انکی دعا قبول نہیں ہوتی۔

اقول وبالله التوفیق: مگر ظاہراً اس سے مراد یہی کہ اس خاص مادے میں انکی دعا نہ سنی جائے گی نہ یہ کہ جو ایسا کرے مطلقاً اس کی کوئی دعا کسی امر میں قبول نہ ہو اور ان اُمور میں عدم قبول کا سبب ظاہر کہ یہ کام خود اپنے ہاتھوں کے کئے ہیں۔

ویرانے مکان میں اترنے والا اس کی مُصَرَّتوں (نقصانات) سے آگاہ ہے، پھر اگر وہاں چوری ہو یا کوئی لوٹ لے یا جتن ایذا پہنچائیں تو یہ باتیں خود اس کی قبول کی ہوئی ہیں، اب کیوں ان کے رفع کی دعا کرتا ہے!

یونہی جب راستے پر قیام کیا تو ہر قسم کے لوگ گزریں گے، اب اگر چوری ہو جائے، یا ہاتھی گھوڑے کے پاؤں سے کچھ نقصان، رات کو سانپ وغیرہ سے ایذا پہنچے اس کا اپنا کیا ہوا ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”شب کو سرِ راہ نہ اتر و (یعنی رات کو راستے میں پڑاؤ نہ ڈالو) کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے جسے چاہے راہ پر پھیلنے کی اجازت دیتا ہے۔“ (۱)

اور جانور کو خود چھوڑ کر اس کے حُسن (یعنی اس پر قابو پانے) کی دعا تو ظاہر حماقت ہے کیا واحد قہار کو آزماتا یا معاذ اللہ اسے اپنا محکوم ٹھہراتا ہے!

سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلاۃ والسلام سے کسی نے کہا: اگر خدا کی قدرت پر بھروسہ ہے اپنے آپ کو اس پہاڑ سے نیچے گرا دو، فرمایا: ”میں اپنے رب کو آزماتا

1 ”کنز العمال“، کتاب المواعظ والرقائق... إلخ، الحدیث: ۴۳۷۹۷، الجزء السادس

اور عورت کی نسبت صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ ٹیڑھی پسلی سے بنی ہے، اس کی گچی ہرگز نہ جائے گی، سیدھا کرنا چاہو تو ٹوٹ جائے گی اور اس کا ٹوٹنا یہ ہے کہ طلاق دے دی جائے۔^(۲) پس یا تو آدمی اس کی کچی پر صبر کرے یا طلاق دیدے کہ نہ طلاق دیتا نہ صبر کرتا بلکہ بددعا دیتا ہے، قابل قبول نہیں۔

یونہی جب گواہ نہ کئے خود اپنا مال مہلکہ (ہلاکت) میں ڈالا اور سَفِیْہ (بے وقوف) کو دینا بربادی کے لیے پیش کرنا ہے۔ پھر دانستہ، مواقع مضرت (نقصان دہ جگہوں) میں پڑ کر خَلَا ص (چھٹکارا) مانگنا حماقت ہے۔

خلاصہ یہ ہے: ”خویشتن کردہ را علاج نیست“^(۳) فقیر کے خیال میں ظاہر اُمتی احادیث یہ ہیں، وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

فقیر نے اس تحریر کے چند روز بعد ”الْأَشْبَاهُ وَالنَّظَائِرُ“ میں دیکھا کہ فوائد شتیٰ میں ”مُحِیْط“ کی کِتَابُ الْحَجْرِ سے یہ پچھلے تین شخص نقل کئے کہ ان کی دعا قبول نہیں ہوتی۔^(۴)

1 ”فیض القدر“، ج ۳، ص ۳۹۲، تحت الحدیث: ۳۴۴۵۔

2 ”صحیح مسلم“، کتاب الرضاع، باب الوصیۃ بالنساء، الحدیث: ۱۴۶۸، ص ۷۷۵۔

3 ع نہیں علاج خود کردہ کار سازی کا

4 ”الْأَشْبَاهُ وَالنَّظَائِرُ“، الفن الثالث، فائدة: ثلاثة لا يستجاب دعاء هم، ص ۳۳۸۔

علامہ حموی نے ”غَمَزُ الْعُيُونِ وَالْبَصَائِرِ“ (۱) میں ”أَحْكَامُ الْقُرْآن“ امام ابو بکر بھٹائی سے نقل کیا کہ ضحاک نے اپنے دین (۲) پر گواہ نہ کرنے والے کی نسبت کہا: **إِنْ ذَهَبَ حَقُّهُ لَمْ يُؤْجَرْ وَإِنْ دَعَا عَلَيْهِ لَمْ يَجِبْ؛ لِأَنَّهُ تَرَكَ حَقَّ اللَّهِ تَعَالَى وَأَمْرَهُ.** (۳)

یعنی: ”اگر اس کا حق مارا جائے تو کچھ اجر نہ پائے اور اگر مدیون پر بد دعا کرے تو قبول نہ ہو کہ اس نے اللہ عزوجل کا حق چھوڑا اور اس کے امر کا خلاف کیا۔“
 یعنی: قوله تعالى: ﴿وَأَشْهَدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ﴾ (۴) یہ تعلیل بحمد اللہ تعالیٰ اس معنی کی مؤید (یعنی تائید کرتی) ہے جو فقیر نے سمجھے، یعنی ان کی دعا مقبول نہ ہونا خاص اسی ماڈے (بارے) میں ہے۔

سبب ۱۲، ۱۳، ۱۴: اسی ”غَمَزُ الْعُيُونِ“ میں ”كِتَابُ الْمُحَاصِرَاتِ“ ابو یحییٰ زکریا مراغی سے نقل کیا: حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ چھ

1 أي: غمز عيون البصائر وهو مشهور بيننا.

2 دین کی تعریف: جو چیز واجب فی الذمہ ہو کسی عقد مثلاً: بیع یا اجارہ کی وجہ سے یا کسی چیز کے ہلاک کرنے سے اس کے ذمہ تاوان واجب ہو یا قرض کی وجہ سے واجب ہو ان سب کو دین کہتے ہیں دین کی ایک خاص صورت کا نام قرض ہے جس کو لوگ دست گرداں کہتے ہیں، ہر دین کو آج کل لوگ قرض بولا کرتے ہیں یہ فقہ کی اصطلاح کے خلاف ہے۔

(”بہار شریعت“، حصہ یازدہم، بیع اور ثمن میں تصرف کا بیان، ج ۲، ص ۷۵۲)

3 ”غمز عيون البصائر“، الفن الثالث، فائدة: ثلاثة لا يستجاب دعاءهم، ج ۳، ص ۲۵۳.

4 ترجمہ کنز الایمان: ”اور جب خرید و فروخت کرو تو گواہ کرلو۔“ (پ ۳، البقرة: ۲۸۲)

شخصوں کی دعا قبول نہیں فرماتا۔ تین تو یہی پچھلے ذکر فرمائے،

اور ایک وہ جو اپنے گھر میں منہ پھیلانے بیٹھا رہے کہ اے رب میرے! مجھے روزی دے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: کیا میں نے تجھے رزق ڈھونڈنے کا حکم نہ دیا؟ تو نے میرا ارشاد نہ سنا: ﴿فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ﴾ ”پھیل جاؤ زمین میں اور ڈھونڈو فضل اللہ کا۔“ (پ ۲۸، الجمعة: ۱۰)

دوسرا وہ جس نے اپنا مال فضول خرچیوں میں کھو دیا، اب کہتا ہے: اے رب! مجھے اور دے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا میں نے تجھے میانہ روی کا حکم نہ دیا تھا؟ کیا تو نے میرا ارشاد نہ سنا تھا؟ ﴿وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا﴾^(۱)

تیسرا وہ کہ ایسے لوگوں میں مقیم رہے جو اسے ایذا دیتے ہیں اور دعا کرے: اے رب میرے! مجھے ان کے شر سے کفایت کر، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا میں نے تجھے ہجرت کا حکم نہ دیا؟ کیا میرا ارشاد نہ سنا: ﴿أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا﴾^(۲)۔^(۳)

یہ تقریر بھی بحمد اللہ اس معنی فقیر کی مؤید ہے۔

1 ترجمہ کنز الایمان: ”اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں اور ان دونوں کے بیچ اعتدال پر رہیں۔“ (پ ۹۹، الفرقان: ۶۷)

2 ترجمہ کنز الایمان: ”کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے۔“

(پ ۵، النساء: ۹۷)

3 ”غمز عیون البصائر“، الفن الثالث، فائدة: ثلاثة لا يستجاب دعاءهم، ج ۳، ص ۲۵۳۔

اقول: اس تقدیر پر اور بہت لوگ ایسے نکل سکتے ہیں جو خود کردہ کا علاج ڈھونڈتے ہوں مثلاً: جو بغیر کسی سخت مجبوری کے رات کو ایسے وقت گھر سے باہر نکلے کہ لوگ سو گئے ہوں پاؤں کی پہچل (پاؤں کی آہٹ / آواز) راستوں سے موقوف ہوگئی ہو۔ صحیح حدیث میں اس سے ممانعت فرمائی کہ اس وقت بلائیں منتشر ہوتی ہیں۔^(۱)

یارات کو دروازہ کھلا چھوڑ دے یا بغیر بِسْمِ اللہ کہے بند کرے کہ شیطان اسے کھول سکتا ہے اور جب بِسْمِ اللہ کہہ کر دہنا پاؤں مکان میں رکھے تو شیطان کہ ساتھ آیا تھا باہر رہ جاتا ہے اور جب بِسْمِ اللہ کہہ کر دروازہ بند کرے تو اس کے کھولنے پر قدرت نہیں پاتا۔

یا کھانے، پانی کے برتن بِسْمِ اللہ کہہ کر نہ ڈھانکے کہ بلائیں اترتی اور خراب کر دیتی ہیں، پھر وہ طعام و شراب (کھانا و پانی) بیماریاں لاتے ہیں۔^(۲)

یا بچے کو مغرب کے وقت گھر سے باہر نکالے کہ اس وقت شیاطین منتشر ہوتے ہیں۔^(۳)

1 "المعجم الأوسط" للطبرانی، الحديث: ۱۳۴۵، ج ۱، ص ۳۶۹.

و "مسند أبي يعلى"، الحديث: ۲۳۲۳، ج ۲، ص ۳۶۶.

2 "صحيح البخاري" كتاب الأشربة، باب تغطية الإناء، الحديث: ۵۶۲۳، ج ۳،

ص ۵۹۱.

و "صحيح مسلم"، كتاب الأشربة، باب الأمر بتغطية الإناء... إلخ، الحديث: ۲۰۱۲،

ص ۱۱۱۴.

3 "المعجم الكبير" للطبرانی، الحديث: ۱۱۰۹۴، ج ۱۱، ص ۶۳.

یا کھانے سے بے ہاتھ دھوئے سور ہے کہ شیطان چاٹتا اور معاذ اللہ برص^(۱) کا باعث ہوتا ہے^(۲)

یا غسل خانے میں پیشاب کرے کہ اس سے وسوسہ پیدا ہوتا ہے^(۳)

یا چھجے کے قریب سوئے اور چھت پر روک (باؤنڈری) نہ ہو کہ گر پڑنے کا احتمال ہے۔^(۴)

1 برص: ایک مرض کا نام جس میں فسادِ خون سے جسم پر سفید دھبے پڑ جاتے ہیں۔

(”ارو لغت“، ج ۲، ص ۱۰۲۰)

2 ”المستدرک“، کتاب الأطعمة، باب لا یمسح أحدکم یدہ... إلخ، الحدیث: ۷۲۰۹، ج ۵، ص ۱۶۲۔

و ”سنن الترمذی“، کتاب الأطعمة، باب ما جاء فی کراهیة البیتوتة... إلخ، الحدیث: ۱۸۶۶، ج ۳، ص ۳۴۰۔

و ”المعجم الكبير“ للطبرانی، الحدیث: ۵۴۳۵، ج ۶، ص ۳۵۔

و ”المرقاة“، ج ۸، ص ۵۰۔

3 ”سنن ابن ماجہ“، کتاب الطہارۃ، باب کراهیۃ البول فی المغتسل، الحدیث: ۳۰۴، ج ۱، ص ۱۹۴۔

و ”سنن النسائي“، کتاب الطہارۃ، باب کراهیۃ البول فی المستحم، الحدیث: ۳۶، ص ۱۴۔

4 ”سنن أبي داود“، کتاب الأدب، باب فی النوم علی سطح غیر محجر،

الحدیث: ۵۰۴۱، ج ۴، ص ۴۰۳۔

و ”المرقاة“، تحت الحدیث: ۴۷۲۰، ج ۸، ص ۴۸۷-۴۸۸۔

یا عورت سے ہمبستری کے وقت بِسْمِ اللّٰهِ نہ کہے کہ شیطان شریک ہو جاتا اور اپنا عضو اس کے عضو کے ساتھ داخل کرتا ہے^(۱) جس کے باعث بچہ انسان و شیطان دونوں کے نطفے سے بنتا اور پھر بُرائی خراب بیج بُرا ہی پھل لاتا ہے^(۲)

یا کھانا بغیر بِسْمِ اللّٰهِ کے کھائے^(۳) کہ شیطان ساتھ کھاتا اور جو طعام چند مسلمانوں کو بس کرتا (کافی ہوتا) ایک ہی کے کھانے میں فنا (ختم) ہو جاتا ہے۔^(۴)

یا زمین کے سوراخوں میں پیشاب کرے کہ کبھی سانپ وغیرہ جانوروں کا گھریا جن کا مکان ہوتا اور انسان ایذا پاتا ہے^(۵)

1 "فتح الباری"، تحت الحديث: ۵۱۶۵، کتاب النکاح، ج ۹، ص ۱۹۶۔

2 ہمبستری کے وقت بسم اللہ شریف پڑھنے سے مراد یہ ہے کہ ستر کھولنے سے پہلے ہی پڑھ لے کہ کھلے ستر پڑھنا جائز نہیں، یہی احتیاط استنجاء خانہ جاتے وقت بھی ملحوظ رکھیں کہ استنجاء خانے سے باہر ہی بسم اللہ شریف اور دعا پڑھ لی جائے۔

3 حدیث پاک میں وارد کہ کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا اگر بھول جائے اور درمیان میں یاد آئے تو یوں کہے: ((بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلُهُ وَاٰخِرُهُ)) "اللہ کے نام سے کھانے کی ابتداء اور انتہاء۔"

"سنن أبي داود"، کتاب الأطعمة، باب التسمية على الطعام، الحديث: ۳۷۶۷، ج ۳، ص ۴۸۷۔

نوٹ! یہاں جہاں کہیں بھی بسم اللہ شریف پڑھنے کا ذکر ہے اس سے پوری "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" مراد ہے۔

4 "سنن أبي داود"، کتاب الأطعمة، باب التسمية على الطعام، الحديث: ۳۷۶۶، ج ۳، ص ۴۸۷۔

5 "سنن النسائي"، کتاب الطهارة، باب كراهية البول في الجحر، الحديث: ۳۴، ج ۱، ص ۸۴۔

و "مشكاة المصابيح"، کتاب الطهارة، الحديث: ۳۵۴، ج ۱، ص ۸۴۔

و "المروعة"، تحت الحديث: ۳۵۴، ج ۲، ص ۷۲۔

یا اپنی خواہ اپنے دوست کی کوئی چیز پسند آئے تو اس پر دفعِ نظر کی دعا: ”اَللّٰهُمَّ
 بَارِكْ عَلَیْهِ وَلَا تَضُرَّهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ“^(۱) نہ پڑھے کہ نظر حق
 ہے^(۲) مرد کو قبر اور اونٹ کو دیگ میں داخل کر دیتی ہے،^(۳)
 یا تنہا سفر کرے کہ فُتاقِ انس و جن سے مُضَرَّت (تکلیف) پہنچتی ہے اور ہر کام
 میں وقت پڑتی ہے۔

یا ہنگامِ جماع^(۴) (ہم بستری کے وقت) شرمگاہِ زن (عورت کی شرمگاہ) کی طرف نگاہ
 کرے کہ معاذ اللہ! اپنے یا بچے یا دل کے اندھے ہونے کا باعث ہے۔^(۴)
 یا اس وقت باتیں کرے کہ بچے کے گونگے ہونے کا احتمال ہے۔^(۵)

۱ اے اللہ عزوجل! اس پر برکت نازل فرما، اور اسے ضرر نہ پہنچے جو کچھ اللہ عزوجل نے چاہا سو وہی تو ہوا،
 اللہ عزوجل کی تائید کے بغیر نیکی پر کچھ قدرت نہیں۔

”مجمع الزوائد“، کتاب الطب، باب ما یقول إذا رأى ما یعجبه، الحدیث: ۸۴۳۲، ج ۵،
 ص ۱۸۷۔

و ”عمل الیوم واللیلة“، الحدیث: ۲۰۷-۲۰۸، ص ۷۲، بالفاظ متقاربة۔

۲ ”صحیح البخاری“، کتاب الطب، باب: العین حق، الحدیث: ۵۷۴۰، ج ۴، ص ۳۲۔

۳ ”حلیۃ الأولیاء“، الحدیث: ۹۷۸۰، ج ۷، ص ۹۶۔

۴ ”فیض القدر“، الحدیث: ۵۵۱-۵۵۲، ج ۱، ص ۴۱۹۔

و ”الکامل فی ضعفاء الرجال“، ج ۲، ص ۲۶۵۔

۵ ”کنز العمال“، کتاب النکاح، الحدیث: ۴۴۸۹۳، الجزء السادس عشر، ج ۸، ص ۱۵۱۔

و ”التیسیر“ شرح ”الجامع الصغیر“، ج ۱، ص ۱۷۶۔

یا کھڑے کھڑے^۱ پانی پیا کرے^(۱) کہ درِ جگر کا مَوِ رِث (باعث) ہے
یا پاخانے میں بغیرِ بِسْمِ اللہ کہے جائے کہ خباثت سے مضرت (یعنی خبیث جِثات
وغیرہ سے نقصان پہنچنے) کا اندیشہ ہے^(۲)

یا فاسقوں^۸، فاجروں، بد وضعوں، بد مذہبوں کے پاس نشست برخاست کرے
کہ اگر بالفرض صحبتِ بد کے اثر سے بچا تو مُتَّهِم ضرور ہو جائے گا۔
یا لوگوں^۹ کے راستوں میں خواہ ان کی نشست برخاست کی جگہ پاخانہ پیشاب
کرے^(۳) کہ آپ ہی گالیاں کھائے گا۔

یا سفر سے پلٹ کر بغیر اطلاع کئے رات کو اپنے گھر میں چلا آئے^(۴) کہ مکروہ

1 "صحیح مسلم"، کتاب الأشربة، باب فی الشرب قائماً، الحدیث: ۲۰۲۴-۲۰۲۶، ص ۱۱۱۹۔

2 "المصنف" لابن أبي شيبة، کتاب الطهارة، باب ما يقول الرجل إذا دخل الخلاء،
الحدیث: ۵، ج ۱، ص ۱۱۔

3 "سنن ابن ماجه" کتاب الطهارة، باب النهي عن الخلء على قارعة الطريق، الحدیث:
۳۲۸، ج ۱، ص ۲۰۸۔

و "المستدرک"، کتاب الطهارة، الحدیث: ۶۱۱، ج ۱، ص ۳۹۶۔
و "المسند" لأحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن العباس... إلخ، الحدیث: ۲۷۱۵، ج ۱،
ص ۶۴۰۔

4 "صحیح البخاری"، کتاب النکاح، الحدیث: ۵۲۴۶، باب طلب الولد، ج ۳،
ص ۴۷۶۔

و "صحیح مسلم"، کتاب الإمارة، باب کراهة الطروق... إلخ، الحدیث: ۷۱۵، ص ۱۰۶۴۔

دیکھنے کا احتمال ہے۔^(۱)

یہ سب اُمور حدیثوں میں ماثور (وارد) اور اسی قسم کے اور صدہا آداب احادیث میں مذکور اور کتب آئمہ و علماء میں مسطور (ائمہ دین و علماء کی کتابوں میں مذکور ہیں) جن کی شرح کے لئے مجلدات (یعنی کئی جلدیں) بھی کافی نہیں۔

بر بنائے تقریر مذکور ان سب صورتوں میں کہہ سکتے ہیں کہ ان خاص ماذوں میں ان لوگوں کی دعا قبول نہ ہوگی کہ انہوں نے خود خلاف حکم شرع کر کے مواقع مضرت میں قدم رکھا اور خادم حدیث جانتا ہے کہ اکثر حدیث میں بعض باتوں کا تذکرہ اور ان کے ذکر سے ان کے ہزار امثال کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ **هَذَا مَا عِنْدِي وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَم** (جو کچھ بیان ہوا یہ میرے نزدیک ہے اور اللہ عزوجل سب سے بہتر جاننے والا ہے۔)

سبب ۱۵: اَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ نہ کرنا (یعنی نیکی کا حکم نہ کرنا اور برائی سے نہ روکنا)۔

یعنی کسی جماعت میں کچھ لوگ اللہ عزوجل کی نافرمانی کرتے ہوں دوسرے خاموش رہیں اور حتی المقدور انہیں باز نہ رکھیں منع نہ کریں کہ ہر ایک کے اعمال اس کے ساتھ ہیں ہمیں روکنے، منع کرنے سے کیا غرض، تو جو بلا آئے گی اس میں نیکیوں کی دعا بھی نہ سنی جائے گی کہ یہ خود نبی و امر چھوڑ کر تارکِ فرائض تھے۔

1 یعنی ہو سکتا ہے کہ اس کے گھر والے ایسی حالت میں ہوں کہ اسے ناپسند ہے اور انہیں ایسی حالت میں دیکھ کر اسے دکھ و تکلیف پہنچے۔

نوٹ: آداب سفر جاننے کیلئے ”بہار شریعت“، سواہواں حصہ، صفحہ ۲۹۱ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کا مطالعہ فرمائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”یا تو تم اُمُرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْیِ عَنِ الْمُنْكَرِ کرو گے یا اللہ تعالیٰ تم پر تمہارے بدوں کو مسلط کر دے گا، پھر تمہارے نیک دعا کریں گے تو قبول نہ ہوگی۔“

أخرجہ البزار والطبرانی فی ”الأوسط“ عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه بسند حسن. (1)

تنبیہ:

اقول: کسی صورت میں دعا قبول نہ ہونا یقینی قطعی نہیں، نہ اس سے یہ مراد کہ ایسی حالتوں میں دعا کو محض فضول و نامقبول جان کر باز رہیں، حاشا! (ہرگز ایسا نہیں بلکہ) دعا سلاحِ اہلِ ایمان ہے (یعنی دعا ایمان والوں کا ہتھیار ہے)، دعا جالبِ امن و امان ہے (یعنی دعا امن و امان لانے والی ہے)، دعا نورِ زمین و آسمان ہے، دعا باعثِ رضائے رحمن ہے، بلکہ مقصود ان اُمور سے روکنا ہے کہ یہ دعا و اجابت میں حجاب اور اثر کے لئے سدِّ باب ہوتے ہیں، تو ان سے بچنا لازم اور جس سے واقع ہوئے اگر ہوؤ (ابھی تک) موجود ہیں تو ان کا ازالہ ضرور، جیسے: مالِ حرام کہ جس سے لیا ہے واپس دے وہ نہ رہا اس کے وارث کو دے یا ان سے معاف کرائے، کوئی نہ ملے تو صدقہ کر دے اور جو گزر چکے تو بہ واستغفار اور آئندہ کے لیے ترکِ اصرار کا عزم صحیح کرے، اس کی برکت ان کی نحوست کو زائل کر دے گی اور دعا بِإِذْنِهِ تَعَالَى اپنا اثر دے گی۔ وبالله التوفیق. ﴿

1 اس حدیث کو بزار نے اور طبرانی نے ”المعجم الأوسط“ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا۔

”المعجم الأوسط“ للطبرانی، الحدیث: ۱۳۷۹، ج ۱، ص ۳۷۷.

فصل ہفتم کن کن باتوں کی دعا نہ کرنی چاہیے؟

قال الرضاء: اس میں پندرہ مسئلے ہیں، بارہ ارشاد حضرت مُصَنِّفِ عَلَام اور

تین مُلَحَقَاتِ فقیر مُسْتَهَام^(۱)۔ ﴿

مسئلہ اولیٰ: دعا میں حد سے نہ بڑھے، مثلاً: انبیاء علیہم الصلاة والسلام کا مرتبہ

مانگنا یا آسمان پر چڑھنے کی تمنا کرنا، اسی طرح جو چیزیں مُحَال^(۲) (ناممکن) یا قریب بہ محال ہیں نہ مانگے۔ ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾^(۳)۔

قال الرضاء: ”دُرِّ مختار“ وغیرہ میں اسی قبیل سے گنا: ہمیشہ کے لئے تندرستی

وعافیت مانگنا کہ آدمی کا عمر بھر کبھی کسی طرح کی تکلیف میں نہ پڑنا بھی محال عادی^(۴) ہے۔^(۵)

اقول: مگر حدیث شریف میں ہے:

((اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ وَتَمَامَ الْعَافِيَةِ وَدَوَامَ الْعَافِيَةِ)).

1 یعنی حضرت مُصَنِّفِ علیہ الرحمہ کے بارہ ارشادات کے ساتھ اس فقیر کی تین گزارشات۔

2 محال: جس کا وجود بدایہ متھوّر نہ ہو جیسے جسم کا حرکت و سکون سے عاری ہونا یا نظری طور پر غیر متصور

ہو جیسا کہ شریک باری تعالیٰ کا وجود۔

محال کی تین قسمیں ہیں: (۱) محال عقلی (۲) محال شرعی (۳) محال عادی

اس بارے میں مزید تفصیل کیلئے ”المعتقد المنتقد“ ملاحظہ فرمائیں۔

3 ترجمہ کنز الایمان: ”اللہ پسند نہیں رکھتا حد سے بڑھنے والوں کو۔“ (پ: ۲، البقرة: ۱۹۰)

4 محال عادی سے مراد یہ ہے کہ عموماً یا عادتاً ایسا ہوتا نہ ہو مگر اس کا ہونا ناممکن بھی نہ ہو، کبھی کسی حکمت

کے تحت ہو بھی سکتا ہو، مثلاً کسی شخص کا ہمیشہ کیلئے صحت مندر ہونا یا نہ پڑنا۔

5 ”الدّر المختار“، کتاب الصلاة، ج ۲، ص ۲۸۷۔

”الہی! میں تجھ سے مانگتا ہوں عافیت اور عافیت کی تمامی اور عافیت کی

ہیشگی۔“ (۱)

مگر یہ کہ ”تَمَامُ الْعَافِيَةِ“ سے دین و دنیا و روح و جسم کی عافیت ہر بلا سے مراد ہو جو حقیقتہً بلا ہے، یا ناقابلِ برداشت اگرچہ بنظر اجر و جزاء، نعمت و عطا ہے۔ (۲) دین میں عقیدہ و عملاً کسی قسم کا نقص مطلقاً بلا ہے اور روح پر غم و فکرِ عُقْصٰی کے سوا (آخرت کی فکر کے علاوہ) اور ہر غم و پریشانی مطلقاً رنج و عنا ہے (یعنی رنج و تکلیف ہے) اور جسم کے حق میں کبھی کبھی ہلکا بخار، زکام، دردِ سر اور ان کے مثل ہلکے امراض بلا نہیں نعمت ہیں بلکہ ان کا نہ ہونا بلا ہے مردانِ خدا پر اگر چالیس دن گزریں کہ کوئی عِلّت و قِلّت نہ پہنچے (یعنی بیماری و پریشانی نہ آئے) تو استغفار و انابت فرماتے ہیں (یعنی توبہ کرتے اور رجوع لاتے ہیں) کہ مبادا باگ ڈھیلی نہ کر دی گئی ہو (یعنی خدا نخواستہ توجہ نہ ہٹائی گئی ہو)۔ ہاں! سخت امراض مثل جُون و جُدَام

1 ”جامع الأحادیث“ للسیوطی، المسانید والمراسیل، مسند علی بن ابی طالب، الحدیث:

۶۰۲۸، ج ۱۵، ص ۳۴۳۔

2 مگر یہ کہ یہاں حدیثِ پاک میں ”تَمَامُ الْعَافِيَةِ“ سے دین و دنیا اور جسم و روح کا ہر بلا سے محفوظ ہونا مراد ہے یا پھر ناقابلِ برداشت بلاؤں سے محفوظ ہونا مراد ہے اگرچہ اس پر صبر کرنا بھی اجر و ثواب کا باعث ہے، مختصر یہ کہ ”تَمَامُ الْعَافِيَةِ“ سے ہر طرح کی بلا سے محفوظ ہونا ہرگز مراد نہیں کیونکہ بعض بلائیں، مثلاً: ہلکا بخار، زکام اور دردِ سر وغیرہ مصیبت و بلا نہیں بلکہ ایک طرح کی نعمت ہیں جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ آگے خود وضاحت فرما رہے ہیں۔

وَبَرِّصْ وَكُورِي (اندھاپن) و طاعون^(۱) یا سانپ کا کاٹنا، جلنا، ڈوبنا، دہنا، گرنا و امثالِ ذلک (اور اسی کی مثل دوسری بیماریاں) اگرچہ مسلمان کے کفارۃ ذُنُوب (یعنی گناہوں کا کفارہ) و باعثِ اجر و شہادت و رحمت ہیں ضرور بکلا اور ﴿لَا تُحْمِلُنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ﴾^(۲) میں

1 جنون: ”جنون ایسے دماغی خلل اور حرج کو کہتے ہیں کہ عام طور پر اپنے معمول کے مطابق آدمی کے اقوال و افعال باقی نہ رہ سکیں، چاہے یہ کیفیت فطری اور پیدائشی طور پر ہو، یا بعد میں کسی مرض کی بناء پر۔“
 (”القاموس الفقہی“، ص ۶۹)

جذام (کوڑھ): ”ایک متعدی مرض جس میں بدن سفید ہو جاتا ہے مرض کی شدت میں اعضا بھی گل جاتے ہیں۔“
 (”ارو و لغت“، ج ۶، ص ۵۵۴)

برص: وہ شدید سفیدی جو مکمل بدن یا اسکے بعض حصوں پر ہوتی ہے جو تمام بدن میں سرایت کر جاتی اور بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ سفیدی تمام بدن کو گھیر لیتی ہے، یہ کمزور اور اپانچ کر دینے والی بیماری ہے۔

(”الرحمة في الطب والحكمة“ للسيوطي، الباب الثامن والأربعون والمئة، ص ۱۷۵)
 طاعون: ایک وبائی متعدی بیماری جس میں ایک پھوڑا بغل یا جاگلگھ (یعنی ران) میں نکلتا ہے اور اس کے زہر سے انسان بہت کم جانبر ہوتا ہے، اس میں عموماً قے، غشی اور خفقان (ایک بیماری جس میں دل کی دھڑکن بڑھ جاتی ہے) کا غلبہ رہتا ہے، یہ مرض پہلے چوہوں میں پھیلتا ہے پھر انسانوں میں آتا ہے، یہ بیماری پسووں (ایک پر دار زہریلا کیڑا جس کے کاٹنے سے بدن میں کھجلی ہوتی ہے) کے ذریعے پھیلتی ہے۔

(”ارو و لغت“، ج ۱۳، ص ۵۳)

طاعون سے بھاگنے سے متعلق امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسالہ: ”تيسر الماعون للسكن في الطاعون“ فتاویٰ رضویہ کی جلد ۲۴ صفحہ ۲۸ پر ملاحظہ فرمائیں۔

2 ترجمہ کنز الایمان: ”ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں سہارا (برداشت) نہ ہو۔“ (پ ۳، البقرة: ۲۸۶)

داخل ہیں۔ ولہذا ان سے عافیت مانگی گئی اور اسی لیے حدیث شریف میں: ((أَعُوذُ بِكَ مِنْ سَيِّئِ الْأَسْقَامِ))^(۱) بُرے امراض کی قید لگا کر پناہ طلب کی تو ”تَمَامَ الْعَافِيَةِ وَدَوَامِ“ کا یہی مَحْمَل اور کلام فقہاء سے تنافی زائل^(۲)

اسی طرح علامہ قرانی و علامہ لقانی وغیرہ مانے اسی سے شمار کیا: دونوں جہاں کی بھلائی مانگنا یعنی اگر یہ مقصود ہو کہ دارین کی سب خوبیاں دے کہ ان خوبیوں میں مراتبِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی ہیں جو اسے نہیں مل سکتے۔^(۳)

اور اسی میں داخل ہے ایسے اُمَر کے بدلنے کی دعا مانگنا جس پر قلم جاری ہو چکا، مثلاً: لمبا آدمی کہے: میرا قدم ہو جائے، یا چھوٹی آنکھوں والا: میری آنکھیں بڑی ہو جائیں۔ قال الرضاء: اگرچہ محالِ عقلی کے سوا کہ اصلاً صلاحیتِ قدرت نہیں رکھتا، سب کچھ زیرِ قدرتِ الہیہ داخل ہے۔ مگر خلافِ عادت بات کی خواستگاری (درخواست) صرف

1 یعنی اے اللہ! میں برے امراض سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔

”سنن أبي داود“، کتاب الوتر، باب في الاستعاذة، الحديث: ۱۵۵۴، ج ۲، ص ۱۳۲.

2 ہماری مذکورہ بالا بحث سے وہ حدیث پاک جس میں ”الہی! میں تجھ سے مانگتا ہوں عافیت اور عافیت کی تمامی اور عافیت کی ہیئتگی“ فرمایا گیا اور کلام فقہاء جو ابھی ”ذَرِّ مَخْتَار“ کے حوالے سے گزرا ”کہ ہمیشہ کے لئے تندرستی و عافیت مانگنا کہ آدمی کا عمر بھر کبھی کسی طرح کی تکلیف میں نہ پڑنا بھی محالِ عادی ہے“ کے مابین پیدا ہونے والا یہ ظاہری تعارض دور ہو گیا اور یہی ”تَمَامَ الْعَافِيَةِ“ کا مفہوم ہے کہ ناقابلِ برداشت بلاؤں سے حفاظت رہے۔

3 ”أنوار البروق“، الفرق الثالث والسبعون والمائتان، القسم الثاني، ج ۴، ص ۴۵۳.

حضرات انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو وقتِ اظہارِ معجزہ و کرامت بغرض ارشاد و ہدایت و اتمامِ حجت (لوگوں کی ہدایت اور ان پر حجت قائم کرنے کے کیلئے) باذن اللہ تعالیٰ جائز ہے۔ اوروں کا عالم اسباب میں ہو کر ایسی بات مانگنا اپنی حد سے بڑھنا اور جہل و سفاہت میں پڑنا ہے۔ ﴿كَبَّاسِطٌ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ﴾

”جیسے کوئی اپنے ہاتھ پھیلائے بیٹھا ہے کہ پانی خود اس کے منہ میں پہنچ جائے

اور ہرگز نہ پہنچے گا۔“ (پ ۱۳، الرعد: ۱۴) ﴿

مسئلہ ۲: لغو اور بے فائدہ دعا نہ کرے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حکایت کرتے ہیں: بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا سنوس^(۱) نامی، اُسے حکم ہوا کہ تین دعائیں تیری قبول ہوں گی اپنی عورت کے لیے دعا کی تمام بنی اسرائیل کی عورتوں سے زیادہ خوبصورت ہوگئی غرور و شرور کرنے اور شوہر کو ستانے لگی ایک دن اس سے خفا ہو کر کہا: خدا تجھے کُتیا کر دے اسی وقت کُتیا ہوگئی پھر بیٹوں کی سفارش سے اس کے لیے دعا کی: الہی! اسے اصلی صورت پر کر دے جو صورت پہلے تھی وہی ہوگئی اور تینوں دعائیں مفت ضائع ہوئیں۔^(۲)

مسئلہ ۳: گناہ کی دعا نہ کرے کہ مجھے پرایا مال مل جائے یا کوئی فاحشہ زنا کرے کہ

گناہ کی طلب بھی گناہ ہے۔

1 قد وجدنا اسمه : بسوس .

2 ”تفسير البغوي“، الأعراف، تحت الآية: ۱۷۵، ج ۲، ص ۱۸۰.

و ”تفسير الخازن“، الأعراف، تحت الآية: ۱۷۵، ج ۲، ص ۱۶۰.

مسئلہ ۴: قطع رحم (یعنی عزیزوں سے تعلق توڑنے) کی دعا نہ کرے، مثلاً: فلاں وفلاں رشتہ داروں میں لڑائی ہو جائے۔

حدیث میں ہے: ”مسلمان کی دعا قبول ہوتی ہے، جب تک ظلم و قطع رحم کی درخواست نہ کرے۔“^(۱)

قال الرضاء: قطع رحم بھی ایک قسم اثم ہے (یعنی گناہ کی قسم ہے)، جسے بوجہ شدت اہتمام احادیث، باب میں اثم پر عطف فرمایا: ((ما لم يدع باثم أو قطيعة رحم)) (جب تک گناہ یا قطع رحم کی دعا نہ کرے)^(۲) اسی لیے مُصَنِّف عَلَّام قُدَّسَ سِرُّہُ نے باتباع احادیث اسے مسئلہ جدا گانہ ٹھہرایا۔ ﴿

مسئلہ ۵: اللہ تعالیٰ سے حقیر چیز نہ مانگے کہ پروردگار غنی ہے، اگر تمام خلق کو ایک ساعت میں ان کے حوصلے سے زیادہ بخشے، اس کے خزانے میں کچھ نقصان نہ ہو۔ حضرت امام المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جب مانگو خدا سے تو فردوس مانگو کہ وہ اوسط بہشت اور اعلیٰ جنت ہے اور اس کے اوپر ہے عرشِ رحمن کا، اور اسی سے جاری ہوتی ہیں نہریں بہشت کی۔“^(۳)

1 ”سنن الترمذی“، کتاب الدعوات، باب ما جاء أنَّ دعوة المسلم مستجابة،

الحديث: ۳۳۹۲، ج ۵، ص ۲۴۸.

2 المرجع السابق.

3 ”صحيح البخاري“، كتاب التوحيد، باب: ﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ﴾، الحديث: ۷۴۲۳،

ج ۴، ص ۵۴۷.

اور یہ بھی آیا ہے: ”جب تو دعا مانگے بہت مانگ کہ تو کریم سے مانگتا ہے۔“ (1)
 اے عزیز! وہ کریم و رحیم ہے، بے مانگے کروڑوں نعمتیں تیرے حوصلہ و لیاقت
 سے زیادہ تجھے عطا کرتا ہے۔ اگر تو اس سے مانگے گا کیا کچھ نہ پائے گا۔ ولنعم ما قیل
 (اور کیا ہی خوب کہا گیا ہے)۔

آنکہ ناخواستہ عطا بخشد

(2) گرتو خواہش کنی چہا بخشد

بادشاہی ست او اگر خواہد

(3) مردو عالم بیک گدا بخشد

اور وہ جو حدیث میں ہے کہ ”جو تے کا دُوال (تسمہ) ٹوٹے تو وہ بھی خدا سے
 مانگ“ (4) اور بعض مخاطباتِ موسیٰ علیہ السلام میں ہے: ”ہانڈی کا نمک بھی مجھ سے

1 ”صحیح ابن حبان“، کتاب الأدعیۃ، ذکر استحباب الإکتار فی السؤال... إلخ، الحدیث:

۸۸۶، ج ۲، ص ۱۲۴، بالفاظ متقاربة.

2 ع بن مانگے عطا فرماتا ہے محروم کبھی پھیرا ہی نہیں

فریاد اگر تو کر لے کبھی پھر دیکھو عطاؤں کی بارش

3 ع تو بادشاہ ہے اے مرے مالک! گدا کو تو

اگر چاہے عطا کر دے دو عالم آن واحد میں

4 ”سنن الترمذی“، کتاب الدعوات، باب لیسأل أحدکم ربہ حاجتہ کلہا، الحدیث:

۳۶۲۳، ج ۵، ص ۳۴۹.

مانگ۔“ (۱) مطلب اس کا یہ ہے کہ تمام توجہ اپنی میری طرف رکھ غیر سے اصلاً تعلق نہ کر، جو مانگ مجھ ہی سے مانگ، اگر اُحیانا (کبھی کبھار) کسی خسیس (کمتر اور حقیر) چیز کی ضرورت ہو، مجھ سے سوال کر نہ یہ کہ خسیس ہی سوال کیا کر، اور تحقیق یہ ہے کہ یہ امر باختلاف احوال مختلف ہے جس وقت خدا کے عموم کرم و قدرت اور اپنی عاجزی و احتیاج پر نظر ہو اور باوجود اس کے خسیس حقیر چیز کی ضرورت ہو، دوسرے سے سوال کرنا اور غیر کے سامنے ہاتھ پھیلا نا قبول نہ کرے، اس قسم کا سوال خدا سے مضائقہ نہیں رکھتا، ہاں بلا ضرورت خسیس چیز مانگنا حماقت ہے، عمدہ شے مانگے کہ خدا کریم ہے اور ہر چیز پر قادر۔

قال الرضاء: دنیا ذلیل اور اس کی تمام متاع باں کثرت (باوجود بہت ہونے کے) نہایت قلیل ﴿قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ﴾ (۲) وہ مسلمان کے لیے زادِ مسافر (توشہ مسافر) ہے اور زادِ بقدرِ حاجت درکار ہوتا ہے نہ لادنے کو، ولہذا اس میں زیادہ کی ہوس کثرت کی طلب مَبْغُوض (ناپسند) ٹھہری ﴿اَلْهٰکُمْ التَّکَاثُرُ﴾ حَتّٰی زُرْتُمْ الْمَقَابِرَ (۳)

اور بے ضرورتِ شرعیہ غیروں کے دروازے پر بھیک مانگنے کی اجازت نہیں تو اب حاجت موجود اور غیر سے مانگنا ناجحود اور زیادہ کی ہوس بھی مردود، لَا جَرَمَ (یقیناً) نمک کی گنتری بھی رب ہی سے مانگیں گے اور اس کی جگہ یہ نہ کہیں گے کہ نمک کا پہاڑ دیدے

1 ”سنن الترمذی“، کتاب الدعوات، باب لیسأل أحدکم ربہ حاجتہ کلہا، الحدیث:

۳۶۲۴، ج ۵، ص ۳۴۹۔

2 ترجمہ کنز الایمان: ”تم فرما دو کہ دنیا کا برتنا تھوڑا ہے۔“ (پ ۵، النساء: ۷۷)

3 ترجمہ کنز الایمان: ”تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔“

(پ ۳۰، التکاثر: ۱-۲)

یا پیسے کی ضرورت ہے تو کروڑ روپے دیدے کہ ایک پیسہ اور کروڑ اشرافی ذلیل و قلیل ہونے میں دونوں برابر ہیں، یہ ”کَرَّ إِلَى مَا مِنْهُ فَرُّ“^(۱) ہو جائے گا۔ بخلاف نعیم آخرت (آخرت کی نعمتوں کے) کہ اس میں زیادت مطلوب و مقصود اور عطائے کریم غیر محدود پھر کیوں کم پر قناعت کریں!۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

مسئلہ ۶: رنج و مصیبت سے گھبرا کر اپنے مرنے کی دعا نہ کرے کہ مسلمان کی زندگی اس کے حق میں غنیمت ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: ایک شخص شہید ہوا، برس دن بعد (ایک سال بعد) اس کا بھائی بھی مر گیا۔ طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں اس کو دیکھا کہ شہید سے بہشت میں آگے جاتا ہے، خواب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیان کیا اور اس کی پیش قدمی (شہید سے آگے جانے) پر تعجب کیا فرمایا: جو پیچھے مرا، کیا اس نے ایک رمضان کا روزہ نہ رکھا! اور ایک سال کی نماز ادا نہ کی! یعنی مقام تعجب نہیں کہ اس کی عبادت اس کی عبادت سے زیادہ ہے۔^(۲)

اے عزیز! وہاں کے لیے کیا جمع کیا کہ یہاں سے بھاگتا ہے؟ اگر موت کی شدت و سختی سے واقف ہو تو آرزو کرے، کاش! تمام دنیا کی تکلیف مجھ پر ہو اور چند روز موت سے مہلت ملے۔

۱ آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا۔ یعنی ایک مصیبت سے چھوٹا دوسری میں جا پھنسا۔

۲ ”سنن ابن ماجہ“، کتاب تعبیر الرؤیاء، باب تعبیر الرؤیاء، الحدیث: ۳۹۲۵، ج ۴، ص ۳۱۳۔

و ”المسند“ للإمام لأحمد بن حنبل، الحدیث: ۸۴۰۷، ج ۳، ص ۲۲۹۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: رنج کے سبب سے موت کی آرزو نہ کرو، اگرناچار ہو جاؤ کہو: ((اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتْ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتْ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّي)).

”خدا یا مجھے زندہ رکھ جب تک زندگی میرے حق میں بہتر ہے اور مجھے وفات دے جس وقت موت میرے حق میں بہتر ہو۔“ (1)

ایک شخص نے پوچھا: بہتر لوگوں کا کون ہے؟ (یعنی لوگوں میں سے بہترین شخص کون ہے؟) فرمایا: ”جس کی عمر دراز ہو اور کام اچھے۔“ عرض کی: بدتر لوگوں کا کون ہے؟ فرمایا: ”جس کی عمر بڑی ہو اور کام برے۔“ (2)

پس نیکو کار کے واسطے زندگی نعمت اور بدکار کے لیے زندگی نقت (سزا)، مگر تمنا موت کی اس خیال سے کہ جس قدر جیونگا (زندہ رہونگا) زیادہ گناہ کرونگا، نادانی ہے، اگر گناہوں کو بُرا جانتا ہے تو ان کے تڑک پر مُستَعِد (تیار) ہو (3) اور عمر دراز طلب کرے تا (کہ) عبادت و ریاضت سے ان کا تذراک (تلافی) کرے ﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (4)

حضرت مریم سَلَامُ اللہِ عَلَیْهَا کا فرمانا: ﴿يَلِيْتَنِي مِثْ قَبْلَ هَذَا وَكُنْتُ

1 ”سنن النسائي“، كتاب الجنائز، باب تمنى الموت، الحديث: ۱۸۱۷-۱۸۱۸، ص ۳۱۱ و ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۱۱۹۷۹، ج ۴، ص ۲۰۲.

2 ”سنن الترمذی“، ابواب الزهد، باب منه، ج ۴، ص ۱۴۸، الحديث: ۲۳۳۷.

3 یعنی: اگر گناہوں کو بُرا جانتا ہے تو گناہ چھوڑنے پر کمر بستہ ہو۔

4 ترجمہ کنز الایمان: ”بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔“ (پ ۱۲، ہود: ۱۱۴)

نَسِيًا مِّنْ نَّسِيًا﴾^(۱) دعا بھلاک نہیں بلکہ آرزو اور تمنا زمانہ ماضی کی ہے اور ”رنج و مصیبت سے گھبرانے“ کی قید اس لیے ہم نے ذکر کی کہ یہ دعا (یعنی مرنے کی دعا) بسبب شوق وصل الہی و اشتیاقِ لقائے صالحین درست ہے۔

حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام دعا کرتے ہیں:

﴿تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ﴾^(۲)

اسی طرح جب دین میں فتنہ دیکھے تو اپنے مرنے کی دعا جائز ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہے:

((إِذَا أُرِدْتُ بِقَوْمٍ فِتْنَةً فَأَقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ))^(۳)

حدیث میں ہے: فرماتے ہیں: ”کوئی تم سے موت کی آرزو نہ کرے مگر جب کہ

اعتماد نیکی کرنے پر نہ رکھتا ہو۔“^(۴)

1 ترجمہ کنز الایمان: ”ہائے کسی طرح میں اس سے پہلے مر گئی ہوتی اور بھولی دوسری ہو جاتی۔“

(پ ۱۶، مریم: ۲۳)

2 ترجمہ کنز الایمان: ”مجھے مسلمان اٹھا اور ان سے ملا جو تیرے قربِ خاص کے لائق ہیں۔“

(پ ۱۳، یوسف: ۱۰۱)

3 اے اللہ! جب تو کسی قوم کے ساتھ عذاب و گمراہی کا ارادہ فرمائے (ان کے اعمالِ بد کے سبب) تو مجھے

بغیر فتنے کے اپنی طرف اٹھا۔

”سنن الترمذی“، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ ص، الحدیث: ۳۲۴۶، ج ۵، ص ۱۶۱۔

4 ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، الحدیث: ۸۶۱۵، ج ۳، ص ۲۶۳۔

قال الرضاء: خلاصہ یہ کہ دنیوی مُضَرَّاتوں سے بچنے کے لئے موت کی تمنا ناجائز ہے اور دینی مضرت (دینی نقصان) کے خوف سے جائز کما فی ”الدر المختار“ و ”الخلاصة“ وغیرہما۔^(۱)

مسئلہ ۷: بے غرض صحیح شرعی کسی کے مرنے اور خرابی کی دعا نہ مانگے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((إذا سمعتم الرجل يقول هلك الناس فهو أهلكهم)).

”جب سنو تم کسی مرد کو کہتا ہے لوگ ہلاک ہوں تو وہ سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔“^(۲)

حدیث شریف میں ہے: ایک شرابی کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر لائے حضور نے حد مارنے کا حکم دیا کوئی اس کے دھول مارتا (یعنی تھپڑ لگاتا)، کوئی جوتے، فرمایا: ”اس کی ملامت کرو“ کسی نے کہا: تجھ کو خدا کا خوف نہ آیا، کسی نے کہا: تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہ شرمایا، ایک نے کہا: أَخْزَاكَ اللَّهُ ”خدا تجھے خوار کرے“

1 ”الدر المختار“، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ج ۹، ص ۶۹۱۔

و ”خلاصة الفتاوی“، کتاب الکراہیة، الفصل الثانی فی العبادات، ج ۴، ص ۳۴۰۔

و ”الہندیة“، کتاب الکراہیة، الباب الثلاثون فی المتفرقات، ج ۵، ص ۳۷۹۔

۱۔ یعنی جو شخص اوروں کی ہلاکت و خرابی چاہتا ہے وہ سب سے زیادہ ہلاک و خراب ہوتا ہے اور بعض ہلاک الناس کو جملہ خبریہ کہتے ہیں۔ یعنی جو اوروں کو ہلاکت میں مبتلا و برا اور اپنے آپ کو ان سے بڑا جانتا ہے، وہ سب سے زیادہ ہلاکت میں مبتلا اور برا ہے۔ واللہ أعلم بالصواب ۱۲ منہ قدس سرہ

2 ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، الحدیث: ۷۶۸۹، ج ۳، ص ۱۰۲۔

فرمایا: ”یہ نہ کہو بلکہ کہو: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ اَرْحَمْهُ)) ”خدا یا! اس کو بخش دے، خدا یا! اس پر رحم فرما۔“ (۱)

طفیل بن عمرو دوسی نے اپنی قوم کی شکایت کی اور عرض کی: یا رسول اللہ! دوس پر دعا کیجئے (۲) فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ اِهْدِ دَوْسًا وَّآتْ بِهِم))

1 ”سنن أبی داود“، باب فی الحد فی الخمر، الحدیث: ۴۴۷۷-۴۴۷۸، ج ۴، ص ۲۱۶-۲۱۷.

2 حضرت طفیل بن عمرو دوسی یمن کے مشہور قبیلہ دوس کے فرد تھے، یہ مکے ہی میں خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو چکے تھے، اور اس کے بعد اپنے وطن واپس گئے اور عرصہ تک وہیں رہے، خیبر کے موقع پر اپنے تبعین کے ساتھ خیبر ہی میں حاضر ہوئے پھر مدینہ طیبہ میں رہنے لگے، جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے، ان کا خطاب ”ذوالنور“ بھی ہے، انہوں نے اسلام قبول کرتے وقت یہ عرض کیا تھا: مجھے دوس کی طرف بھیجئے اور مجھے کوئی نشانی عطا فرمائیے جس سے انھیں ہدایت نصیب ہو، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ! اسے نور عطا فرما، اس دعا کی برکت سے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک نور چمکتا تھا، انہوں نے عرض کی: مجھے اندیشہ ہے کہ وہ لوگ یہ کہیں کہ اس کی صورت بگڑ گئی ہے تو یہ روشنی ان کے کوڑے کے کنارے منتقل ہو گئی، ان کا کوڑا اندھیری رات میں چمکتا تھا اسی لئے ان کا نام ”ذوالنور“ پڑا۔ ان کی یہ عرضداشت (یعنی دوس کی ہلاکت کی دعا کی درخواست) دوبارہ حاضری کے موقع پر تھی جب کہ وہ خیبر میں اپنے انہی یا نوئے ساتھیوں کے ساتھ خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے تھے، انہوں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ دوس میں زنا اور سود عام ہے ان کی ہلاکت کی دعا کیجئے (تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی ہدایت کی دعا فرمائی)۔

(”نزهة القاري“، کتاب الجہاد، باب الدعاء علی المشرکین... إلخ، ج ۶، ص ۲۲۷)

”خدا یا! دوس کو ہدایت فرما اور ان کو یہاں لے آ۔“ (۱)

اسی طرح جب ثقیف (۲) کے پتھروں سے بہت مسلمان شہید ہوئے صحابہ نے

1 ”صحیح البخاری“، کتاب الجہاد، باب الدعاء للمشرکین بالہدی لیتألفہم،

الحديث: ۲۹۳۷، ج ۲، ص ۲۹۱.

2 یہ بھی عرب کے ایک قبیلے کا نام ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ طائف کا قصد کیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہاں پہنچ کر اشرف ثقیف یعنی عبدیاللیل بن عمرو بن عمیر اور اس کے بھائی مسعود اور حبیب کو اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوت کا بُری طرح جواب دیا، ایک بولا: اگر آپ کو خدا نے پیغمبر بنایا ہے تو وہ کعبہ کا پردہ چاک کر رہا ہے، دوسرے نے کہا: کیا خدا کو پیغمبری کے لئے آپ کے سوا کوئی نہ ملا؟، تیسرے نے کہا: میں ہرگز آپ سے کلام نہیں کر سکتا، اگر آپ پیغمبری کے دعویٰ میں سچے ہیں تو آپ سے گفتگو کرنا خلافِ ادب ہے اور اگر جھوٹے ہیں تو قابلِ خطاب نہیں، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہو کر واپس ہوئے تو انہوں نے کینے لوگوں اور غلاموں کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ابھارا جو آپ کیلئے انتہائی نازیبا اور گستاخانہ الفاظ کہتے اور تالیاں بجاتے، اتنے میں لوگ جمع ہو گئے اور انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں طرف صفیں باندھ لیں جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درمیان سے گزرے تو قدم مبارک اٹھاتے وقت آپ کے مقدس قدموں پر پتھر برسانے لگے یہاں تک کہ نعلین مبارک خون سے بھر گئے، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پتھروں کا صدمہ پہنچتا تو بیٹھ جاتے، مگر وہ باز و تھام کر کھڑا کر دیتے، جب چلنے لگتے تو پتھر برساتے اور ساتھ ساتھ ہنستے جاتے، عقبہ اور شیبہ آپ کے سخت دشمن تھے مگر آپ کی اس حالت پر ان کے دل بھی نرم پڑ گئے۔

(ماخوذ من ”السيرة الحلبية“، باب ذکر خروج النبی صلی اللہ علیہ وسلم إلى الطائف،

ج ۱، ص ۴۹۸-۴۹۹. و ”السيرة النبوية“ لابن ہشام، ص ۱۶۷)

گزارش کی ان پر دعا کیجئے۔ فرمایا:

((اللَّهُمَّ اهْدِ ثَقِيفًا))

”خدایا! ثقیف کو ہدایت فرما۔“ (1)

جنگِ اُحد میں ظالموں نے دندانِ مبارک سنگِ ستم سے شہید کیا اور کفارِ طائف نے حضور کے جسمِ نازنین پر اس قدر پتھر مارے کہ پاشنہ مبارک (یعنی ایڑیاں مبارک) خون سے آلودہ ہوئے مگر ان پر بھی دعائے ہلاک و خرابی نہ کی حضور اگر چاہتے وہ سب ہلاک ہو جاتے۔

عطیہ ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾ (2) کی تفسیر میں کہتے ہیں: ”مُعْتَدِينَ“ سے وہ لوگ مراد ہیں جو لوگوں کے کونے میں حد سے بڑھتے اور کہتے ہیں: اللہ ان کو خوار کرے، اللہ ان پر لعنت کرے۔ (3)

مولانا یعقوب چرخنی آیہ کریمہ: ﴿فَاجْتَبِهْ رَبُّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ﴾ (4)

1 ”سنن الترمذی“، کتاب المناقب، باب فی ثقیف و بنی حنفیہ، الحدیث: ۳۹۶۸،

ج ۵، ص ۴۹۲۔

2 ترجمہ کنز الایمان: ”بے شک حد سے بڑھنے والے اُسے پسند نہیں۔“ (پ ۸، الأعراف: ۵۵)

3 ”تفسیر البغوی“، پ ۸، الأعراف، تحت الآیة: ۵۵، ج ۲، ص ۱۳۸۔

وجدنا هذا القول تحت الآیة: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾۔

4 ترجمہ کنز الایمان: ”تو اسے اس کے رب نے چن لیا اور اپنے قربِ خاص کے سزاواروں

(حقداروں) میں کر لیا۔“ (پ ۲۹، القلم: ۵۰)

کی تفسیر میں لکھتے ہیں: نصیب عارف کا یہ ہے کہ بلاؤں میں صبر کرے اور منکروں کے انکار سے متغیر نہ ہو بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرے کہ فرماتے تھے: ((اللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ)) ”خدا یا! میری قوم کو ہدایت فرما کہ وہ جانتے نہیں۔“

ہاں اگر کسی کافر کے ایمان نہ لانے پر یقین یا ظن غالب ہو اور جینے سے دین کا نقصان ہو یا کسی ظالم سے امید توبہ اور ترکِ ظلم کی نہ ہو اور اس کا مرنا، تباہ ہونا خلق کے حق میں مفید ہو، ایسے شخص پر بددعا درست ہے۔

سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دیکھا کہ قوم کے سرکش اپنے کفر و عناد سے باز نہ آئیں گے اور دَوَّ وُؤَاعَ وَيُؤُوثَ وَيُؤُوقَ وُثَر کو نہ چھوڑیں گے، (۱) جناب الہی میں عرض کی:

﴿رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ ذِيَارًا﴾

”خدا یا! زمین پر کافروں میں سے کوئی گھر والا نہ چھوڑ۔“ (پ ۲۹، نوح: ۲۶)

اسی طرح حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبطیوں پر دعا کی:

﴿رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ

يَرَوْا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ﴾

”خدا یا! ان کے مال مٹا دے اور ان کے دلوں پر سختی کر کہ وہ ایمان نہ لائیں جب

۱ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم ان کی پوجا کرتی اور انکی عبادت چھوڑنے پر تیار نہ تھی، سورۃ نوح کی آیت نمبر ۲۳ میں ان کا باقاعدہ ذکر موجود ہے۔ مزید تفصیل کیلئے ”خزان العرفان“، ص ۲۸۶، ”نور العرفان“، ص ۹۱۲ اور ”فتاویٰ رضویہ“، جلد ۲۴، ص ۵۷۳ کا مطالعہ فرمائیں۔

تک دردناک عذاب نہ دیکھیں۔“ (پ ۱۱، یونس: ۸۸)

اور اسی قسم کے اغراض کے واسطے ہمارے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی احیاناً (کبھی کبھار) بعض کفار پر دعا کرنا ثابت ہے۔

قال الرضاء: بعض ان میں سے حضرت مُصَتَفٰی عَلَٰم قُدَسَ سِرُّہُ نے ”سُرُورُ الْقُلُوبِ فِي ذِكْرِ الْمَحْبُوبِ“ کے باب معجزات میں ذکر فرمائیں۔^(۱)

مسئلہ ۸: کسی مسلمان کو یہ بددعا نہ کرے کہ تو کافر ہو جائے، کہ بعض علماء کے نزدیک کفر ہے اور تحقیق یہ ہے کہ اگر کفر کو اچھایا اسلام کو بُرا جان کر کہے، پلا ریب (یعنی بلا شک و شبہ) کفر ہے ورنہ بڑا گناہ ہے کہ مسلمان کی بدخواہی (مسلمان کا بُرا چاہنا) حرام ہے، خصوصاً یہ بدخواہی کہ سب بدخواہیوں سے بدتر ہے۔

مسئلہ ۹: کسی مسلمان پر لعنت نہ کرے اور اسے مردود و ملعون نہ کہے اور جس کافر کا کفر پر مرنا یقینی نہیں اس پر بھی نام لے کر لعنت نہ کرے، یہاں تک کہ بعض علماء کے نزدیک مستحق لعنت پر بھی لعنت نہ کہے^(۲) یوں ہی مچھر اور ہوا اور جمادات و حیوانات پر بھی لعنت ممنوع ہے۔

1 ”سرور القلوب“، معجزاتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ص ۳۱۵-۳۱۶۔

2 ”منح الروض الأزهر“ للقرائی، الکبیرۃ لا تخرج المؤمن عن الإیمان، ص ۷۲۔

و ”أشعة اللمعات“، کتاب الآداب، باب حفظ اللسان من الغيبة والشتم، ج ۴، ص ۷۱۔

۱۔ مگر پچھو وغیرہ بعض جانوروں پر حدیث میں لعنت آئی ہے۔ ۱۲ منہ قدس سرہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”مسلمان بہت طعن کرنے والا اور لعن کرنے والا اور فحش و بیہودہ بکنے والا نہیں ہوتا۔“ (۱)

دوسری حدیث شریف میں ہے: ”بہت لعنت کرنے والے قیامت کے دن گواہ و شفیع نہ ہوں گے۔“ (۲)

۱۔ فی روایۃ ”الترمذی“: ((لا یكون المؤمن لعاناً))۔

(”سنن الترمذی“، باب ما جاء فی اللعن والطعن، الحدیث: ۲۰۲۶، ج ۳، ص ۴۱۰)۔

وفی أخرى له: ((لا ینبغي للمؤمن أن ینكون لعاناً))۔

(”سنن الترمذی“، باب ما جاء فی اللعن والطعن، الحدیث: ۲۰۲۶، ج ۳، ص ۴۱۰)۔

وروی أيضاً: ((المسلم لیس بلعان))۔

(”سنن الترمذی“، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی اللعنة، الحدیث: ۱۹۸۴، ج ۳، ص ۳۹۳، بألفاظ متقاربة۔ وفيه: ((لیس المؤمن بالطعان ولا اللعان))۔

وللبخاري: لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاحشاً ولا لعاناً۔

(”صحیح البخاری“، باب ما ینہی من السباب واللعن، الحدیث: ۶۰۴۶، ج ۴، ص ۱۱۲)۔

۲۔ امنہ قدس سرہ۔

1 ”سنن الترمذی“، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی اللعن والطعن، الحدیث:

۱۹۸۴، ج ۳، ص ۳۹۳۔

2 ”صحیح مسلم“، کتاب البر والصلة، باب النہی عن لعن الدواب وغیرہا، الحدیث:

۲۵۹۸، ص ۱۴۰۔

تیسری حدیث شریف میں ہے: ”مسلمان کی لعنت مثل اس کے قتل کے ہے۔“ (1)
 چوتھی حدیث میں ہے: ”جب بندہ کسی پر لعنت کرتا ہے، وہ لعنت آسمان کی طرف
 چڑھتی ہے اس کے دروازے بند ہو جاتے ہیں کہ یہاں تیری جگہ نہیں، پھر زمین کی طرف
 اترتی ہے اس کے دروازے بھی بند ہو جاتے ہیں کہ یہاں تیری جگہ نہیں، پھر دائیں بائیں
 پھرتی ہے جب کہیں ٹھکانا نہیں پاتی اگر جس پر لعنت کی، لعنت کے لائق ہے تو اس پر جاتی
 ہے ورنہ کہنے والے کی طرف پلٹ آتی ہے۔“ (2)

اور فرماتے ہیں: اے عورتو! صدقہ دو کہ میں نے تمہیں دوزخ میں بکثرت دیکھا یعنی
 عورتیں دوزخ میں بہت پائیں۔ عرض کی: کس سبب سے؟ فرمایا: تم لعنت بہت کرتی ہو۔ (3)
 امام غزالی ”کیمیائے سعادت“ میں نقل کرتے ہیں: ایک شخص نے حضور اقدس
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت تنویر شراب پی، ایک صحابی نے اس پر لعنت کی اور کہا: کب تک
 اس کا فساد باقی رہے گا؟! حضور نے فرمایا: ”شیطان اس کا دشمن موجود ہے وہ کفایت کرتا
 ہے، تو لعنت کر کے شیطان کا یار نہ ہو۔“ (4)

1 ”صحیح البخاری“، کتاب الأدب، باب ما ینھی من السباب واللعن، الحدیث: ۶۰۴۷، ج ۴، ص ۱۱۲.

و ”المعجم الكبير“، الحدیث: ۱۳۳۰، ج ۲، ص ۷۳.

2 ”سنن أبي داود“، کتاب الأدب، باب فی اللعن، الحدیث: ۴۹۰۵، ج ۴، ص ۳۶۲.

3 ”صحیح البخاری“، کتاب الحيض، باب ترك الحائض الصوم، الحدیث: ۳۰۴، ج ۱، ص ۱۲۳.

4 ”کیمیائے سعادت“، اصل پنجم، باب اول، ج ۱، ص ۳۷۱.

اور ایک شخص نے شراب پی، لوگ اس کو مارتے اور لعنت کرتے۔ فرمایا: ”لعنت نہ کرو کہ وہ خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے۔“ (1)

سوال: شرع شریف میں ظالموں اور بیاج (سود) کھانے والوں اور اس کے معاملے میں پڑنے والوں پر اور اس شخص پر جو اپنے ماں باپ پر لعنت کرے اور جو بدعتی کو جگہ دے اور جو غیر خدا کے واسطے جان و زخم کرے اور سوا ان کے اور گنہگاروں پر لعنت وارد ہے اور اگلے پیغمبر بھی کفار پر لعنت کرتے:

﴿لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَآءِ يَلْ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى بْنِ مَرْيَمَ﴾ (2)

اور فرشتے بھی ان پر لعنت کیا کرتے ہیں:

﴿أُولَئِكَ جَزَاؤُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝ خَلِدِينَ فِيهَا﴾ (3)

1 ”صحیح البخاری“، کتاب الحدود، باب ما یکرہ من لعن شارب الخمر، الحدیث: ۶۷۸، ج ۴، ص ۳۳۰.

و ”کیمیائے سعادت“، رکن سوم، آفت ہشتم، ج ۲، ص ۵۷۳.

2 ترجمہ کنز الایمان: ”لعنت کئے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر۔“ (پ ۶، المائدة: ۷۸)

3 ترجمہ کنز الایمان: ”ان کا بدلہ یہ ہے کہ ان پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں کی سب کی، ہمیشہ اس میں رہیں۔“ (پ ۳، ال عمران: ۸۷-۸۸)

جواب: لعنت لغت میں بمعنی طرد و ابعاد (یعنی دھتکار اور دوری) کے ہے اور اہل شریعت کبھی اس سے طرد و ابعادِ رحمتِ الہی و پہنشت سے، اور کبھی طرد و ابعادِ جنابِ قرب اور رحمتِ خاص و درجہِ سابقین سے مراد لیتے ہیں۔^(۱)

پہلے معنی کافروں کے لیے خاص ہیں۔ جس شخص کا کفر پر مرنا یقینی جیسے: ابو جہل، ابولہب، فرعون، شیطان، ہامان اس پر لعنت جائز، انبیاء علیہم الصلاة والسلام جن پر لعنت کرتے تھے، بِإِعلامِ الہی (اللہ عزوجل کے بتانے سے) ان کے کافر مرنے سے واقف تھے اور فرشتے بھی انہیں پر لعنت کرتے ہیں جن کی بد انجامی سے بِإِعلامِ الہی واقف ہوتے ہیں یا انبیاء و ملائکہ کافروں پر بوصفِ کفر لعنت کرتے ہیں یعنی: ﴿لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾^(۲) کہتے ہیں۔

اور دوسری قسم گنہگاروں کو بھی شامل ہے، جس جگہ قرآن یا حدیث میں لفظ لعنت کا عَصَا (گنہگاروں) کے حق میں وارد ہے وہاں دوسرے معنی مراد ہیں، مگر جواز اس قسم کا بھی مقید بوصفِ عام مذموم ہے لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَذِبِينَ (جھوٹوں پر اللہ عزوجل کی لعنت) اور ۱ لغت میں ”لعنت“ کے معنی ”دوری“ کے ہیں۔

شریعت کی اصطلاح میں لعنت کے معنی دو طرح سے بیان کئے گئے ہیں:

(۱) اللہ عزوجل کی رحمت اور اسکی جنت سے دوری، تو کسی پر لعنت کرنے کے معنی کبھی تو یہ ہونگے کہ تو اللہ عزوجل کی رحمت و جنت سے دور ہو۔

(۲) اور کبھی اللہ عزوجل کے قرب اور اسکی خاص رحمتوں سے دوری، یا پچھلے نیک بندوں کو اسکی جناب میں جو مرتبہ ملا اس مرتبہ سے دوری مراد ہوگی۔

2 ترجمہ کنز الایمان: ”اللہ کی لعنت منکروں پر۔“ (پ ۱، البقرة: ۸۹)

لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ (ظالموں پر خدا کی لعنت) کہہ سکتے ہیں، کسی شخص خاص پر لعنت نہیں کر سکتے۔

شیخ محقق^(۱) فرماتے ہیں: ”لعنت کرنا کسی پر جائز نہیں سوا اس کے جس کے کافر مرنے کی بخیر صادق (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے خبر دی، اور کافر مخصوص پر کہ ایمان اس کا دم آخر محتمل ہو^(۲) لعنت نہ کریں۔

1 ”أشعة اللمعات“، کتاب الآداب، باب حفظ اللسان من الغيبة والشتيم، ج ۴، ص ۷۱.

2 یعنی یہ احتمال کہ ہو سکتا ہے فلاں کافر مرتے وقت ایمان لے آیا ہو۔

بعض مکار زمانہ اسی کو بنیاد بنا کر بھولے بھالے مسلمانوں کو اپنے دامِ فریب میں لینے کی کوشش کرتے ہیں کہ ”میاں! کافر کو بھی کافر مت کہو! کیا معلوم کب مسلمان ہو جائے؟“

مقامِ غور تو یہ ہے کہ پہلے خود کافر کہہ چکے، پھر کہتے ہیں کافر مت کہو، حالانکہ خود قرآن مجید سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ کافر کو کافر ہی کہا جائے اور مومن کو مومن، کیا آپ غور نہیں کرتے کہ قرآن پاک میں کافروں کو کافر کہہ کر پکارا گیا ہے بلکہ قرآن پاک میں ایک مکمل سورۃ کا نام ہی ”سورۃ الکافرون“ رکھا گیا ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! کوئی عاقل شخص اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ جوشئے جس وقت جس حالت میں ہوا سے اس وقت اسی کی جنس سے پکارا جائے گا، مثلاً: گندم جب تک اپنی اصل حالت پر باقی ہے اسے گندم ہی کہا جائے گا اور جب اسے پیس کر آٹا کر دیا جائے تو پھر اسے کوئی بھی گندم کہنے کو تیار نہیں ہوگا بلکہ آٹا ہی کہا جائے گا اور جب اس آٹے کی روٹی بنالی جائے تو پھر اسے آٹا نہیں بلکہ روٹی کا نام دیا جائے گا اور جب اس روٹی کو کھا کر فٹیلے کی شکل میں خارج کر دیا جائے تو پھر اسے روٹی نہیں بلکہ فضلہ کہا جائے گا، اس وقت ان حضرات کو یہ باتیں نہیں سوجھتی کہ گندم کو گندم مت کہو کیا معلوم کب آٹا ہو جائے اور آٹے کو آٹا مت کہو کیا معلوم کب روٹی ہو جائے وغیرہ.....

”طریقہ محمدیہ“ میں ہے: سو ایسے کافر کے کسی شخص معین پر لعنت جائز نہیں۔^(۱) یہاں تک کہ بہت محققین علماء یزید پر لعنت میں توقف کرتے ہیں باوجود اس اگر ان لوگوں کی اس بات کو مان لیا جائے کہ ”کافر کو کافر مت کہو! کیا معلوم کب مسلمان ہو جائے“ تو اس سے لازم آتا ہے کہ پھر مسلمان کو بھی مسلمان نہ کہا جائے کہ کیا معلوم کب بد مذہب یا کافر ہو جائے، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ کتنے ایمان سے غافلوں کا مرتے وقت ایمان سلب کر لیا جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

دراصل اس طرح کی ناسمجھی والی باتیں کرنے والوں کا ان حیلے بہانوں کو پیش کرنے سے مقصود اصلی یہ ہوتا ہے کہ یہ حضرات جو چاہیں اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتے پھریں، جس طرح چاہیں اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے رہیں، انہیں کوئی کچھ کہنے والا نہ ہو کہ میاں! کافر کو بھی کافر مت کہو، ہم تو پھر بھی کلمہ گو ہیں، مگر ان حضرات نے کلمہ طیبہ کے لوازمات کو بھلا دیا کہ حقیقۃً کلمہ گوئی سے مقصود اصلی تو وہی اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم کی شان والا صفات کو دل سے تسلیم کر کے ان کی توقیر بجالانا ہے۔ صرف گوشت کے لوتھڑے یعنی زبان سے کلمہ طیبہ کو رٹ لینا کافی نہیں، کیا دیکھتے نہیں کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں منافقین بھی بظاہر کلمہ پڑھتے تھے مگر ایمان سے انہیں دور کا بھی علاقہ نہیں تھا۔

ان کی گستاخانہ عبارات و عقائد جاننے کیلئے ”بہارِ شریعت“ پہلی جلد کے حصہ اول میں ”ایمان و کفر کا بیان“ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کا مطالعہ فرمائیں۔

1 ”الطریقۃ المحمدیۃ“، المبحث الأول، النوع التاسع، ج ۲، ص ۲۳۰-۲۳۱۔

۱۔ علماء، یزید کی تکفیر اور اس کی لعن کے بارے میں تین گروہ ہیں:

امام احمد اسے کافر اور لعنت اس پر جائز کہتے ہیں؛ اس لئے کہ اس نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد کہا: ”میں نے ان کو اس کا بدلہ دیا جو انہوں نے قریش کے بزرگوں اور سرداروں کے

کے کہ اس کے لشکر نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نواسے اور اعزہ و اہل بیت کو ہزاروں ساتھ جنگ بدر میں کیا تھا“ اور یہ بات فی الواقع کفر ہے، سو اس کے اور افعال و اقوال اس رُوسیاہ سے منقول ہیں جو کفر و ارتداد پر صریح دال ہوں، شراب اور حرام کاری اس کے وقت میں علانیہ جاری ہوئی اور بے حرمتی حرمین شریفین اور وہاں کے باشندوں کی اس کے لشکر کے ہاتھ سے واقع ہوئی۔

(انظر ”منح الروض الأزهر“، الكبيرة لا تخرج عن الإيمان، ص ۷۳، و ”الصواعق المحرقة“، الخاتمة في بيان اعتقاد أهل السنة... إلخ، ص ۲۲۰)

اور بعض علماء اس کی تکفیر و لعن سے انکار کرتے اور کہتے ہیں: اجازت ان حرکتوں اور امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کی اس سے بدلیل قطعی ثابت نہیں اور یہ کلمہ کہ ”میں نے ان سے جنگ بدر کا بدلہ لیا“، بر تقدیر ثبوت، اُحاد کے مرتبہ سے متجاوز نہیں ہو سکتا والیقین لا یزول إلا بیقین مثله (اور یقینی بات کو رد کرنے کیلئے اسی کی مثل یقینی بات درکار ہوتی ہے) کما تقرّر فی موضعه۔

غایت کا اس کا یہ ہے کہ فاسق و فاجر تھا اور احکام شرعیہ پر قائم نہ تھا اور فاسق پر لعنت جائز نہیں۔
فاضل قونوی ”شرح عمدة النفسی“ میں لکھتے ہیں: صاحب کبیرہ پر لعنت نہ کی جائے کہ ایمان اس کا اس کے ساتھ ہے، ارتکاب کبیرہ سے کم نہیں ہوتا اور مسلمان پر لعنت جائز نہیں۔

(”منح الروض الأزهر“، الكبيرة لا تخرج عن الإيمان، ص ۷۳، (نقلًا عن القونوي).)
ملا علی قاری ”شرح فقہ اکبر“ میں قول شارح ”عقائد“ کا یعنی: نحن لا نتوقف في شأنه بل في إيمانه فلعنة الله عليه وعلى أنصاره وأعوانه مع اس کے دلائل کے رد کرتے ہیں اور ”خلاصہ“ وغیرہ سے نقل فرماتے ہیں کہ حجاج و یزید پر لعنت کرنا نہ چاہیے اس لئے کہ پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل قبلہ کی لعنت سے ممانعت فرمائی ہے اور جو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لعنت کرنا بعض اہل قبلہ پر منقول ہے: اس سبب سے ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام لوگوں کا حال جانتے تھے اور لوگ نہیں جانتے شاید وہ شخص منافق ہو یا یا اعلام الہی اس کا کفر پر مرنا معلوم ہو۔

(”منح الروض الأزهر“، الكبيرة لا تخرج عن الإيمان، ص ۷۲-۷۳، ملقطاً.) =

بے رحمیوں اور سنگدلیوں کے ساتھ شہید کیا اور کوئی دقیقہ تکِ حرمتِ حرم کا باقی نہ چھوڑا۔

= امام غزالی ”احیاء العلوم“ میں لکھتے ہیں کہ حکم یزید کا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کیلئے اصلاً ثابت نہیں اور بلا تحقیقات مسلمان کی طرف نسبتِ کبیرہ کی جائز نہیں الٰہی اُن قال لعن اشخاص میں خطر ہے پس اجتناب چاہئے اور ترکِ لعن ابلیس میں بھی خطر نہیں فضلاً عن غیرہ (جب ابلیس کو کوئی لعنت نہ کرنے میں ایمان کو کوئی خطر نہیں تو دوسروں کو لعنت نہ کرنے میں ایمان کو خطرہ کیسے ہو سکتا ہے!) واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲۔ منہ قدس سرہ العزیز۔

(”إحياء علوم الدين“، كتاب آفات اللسان، الآفة الثامنة: اللعن، ج ۳، ص ۱۵۴) اور بعض علماء اس کی تکفیر و لعن میں توقف (سکوت اختیار) کرتے ہیں اور یہی رائج اور یہی اُسلم اور یہی ہمارے ائمہ ہدٰی کا مذہبِ اُصح و اقوم ہے۔

(”المسامرة بشرح المسایرة“، ما جرى بين علي ومعاوية رضي الله عنهما، ص ۳۱۵-۳۱۶۔ و”الصواعق المحرقة“، الخاتمة في بيان اعتقاد أهل السنة... إلخ، ص ۲۲۱)

۱۔ اس خبیث نے مسلم بن عقبہ مزی کو مدینہ سکینہ پر بھیج کر سترہ سو مہاجرین و انصار و تابعین کبار کو شہید کرایا۔ تین روز اہل مدینہ لوٹ اور قتل اور انواعِ مصائب میں مبتلا رہے اور فوجِ اشقیاء نے مسجدِ اقدس میں گھوڑے باندھے اور کسی کو وہاں نماز نہ پڑھنے دی، اہل حرم سے یزید کی غلامی پر بحجر بیعت لی کہ چاہے پیچھے چاہے آزا کرے، جو کہتا میں خدا اور رسول کے حکم پر بیعت کرتا ہوں اسے شہید کرتے۔

(”فتح الباری“، کتاب الفتن، باب إذا قال عند قوم شیئاً... إلخ، تحت الحدیث: ۷۱۱۴، ج ۱۳، ص ۶۰-۶۱۔ و”البدایة والنہایة“، وقعة الحرث، ج ۵، ص ۷۳۱-۷۳۲۔ و”الصواعق المحرقة“، الخاتمة في بيان اعتقاد أهل السنة... إلخ، ص ۲۲۱-۲۲۲)۔

اصل اس باب میں یہ ہے کہ لعنت کرنا کسی پر ثواب نہیں اگر کوئی شخص دن بھر شیطان پر لعنت کرتا رہے، کیا فائدہ حاصل ہو اس سے یہ بہتر ہے کہ اس قدر وقت ذکر و تلاوت و رُود میں صرف کرے کہ ثواب عظیم ہاتھ آئے، اگر اس کام میں ہمارے لئے کچھ فائدہ ہوتا پروردگار عالم ابلیس پر لعنت کرنے کا حکم دیتا، پس احتیاط اسی میں ہے کہ جس کے انجام سے اطلاع نہ ہو اس پر لعنت نہ کرے اگر وہ لائق لعنت کے ہے تو اس پر لعنت کہنے میں تصبیح وقت ہے (یعنی وقت کو ضائع کرنا ہے) اور جو وہ لعنت کا مستحق نہیں تو گناہ بے لذت۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر کی بے حرمتی کر چکے، خانہ خدا پر چلے راہ میں مسلم بن عقبہ مرگیا، حصین بن نمیر نے مع فوج کثیر مکہ میں پہنچ کر بیت اللہ کو جلا دیا اور وہاں کے رہنے والوں پر طرح طرح کا ظلم و ستم کیا۔ ۱۲ منہ قدس سرہ۔

(انظر "فتح الباری"، کتاب التفسیر، باب قوله: ثاني اثنين... إلخ، تحت الحديث: ۴۶۶۶، ج ۸، ص ۲۷۹)

۱ ملائکہ و انبیاء کہ حکم جناب کبریا کسی پر لعنت کرتے ہیں بسبب امتثال امر (حکم بجالانے) کے مشکور و ماجر ہوتے ہیں جس طرح زبانیہ دوزخ (وہ فرشتے جو دوزخیوں کو آگ میں دھکیلیں گے) اور وہ فرشتے جو عذاب پر مامور ہیں اپنے کام میں محمود ہیں گویا یہ بھی کافروں کے حق میں ایک قسم کا عذاب ہے کہ مقبولان جناب احدیت اس کے ایصال پر مامور و ماجر ہوتے ہیں، دوسرے شخص کو کہ قیدیوں کی تعذیب پر مقرر نہیں ان کو مارنا اور ایذا دینا موجب اجر نہیں اور آیہ کریمہ: ﴿عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ﴾ (ترجمہ کنز الایمان: "ان پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی۔" (پ ۲، البقرة: ۱۶۱)) اخبار ہے نہ کہ امر کہ سب آدمیوں کا مامور بھص ہونا ثابت ہو، فَتَفَكَّرْ ۱۲ منہ قدس سرہ۔

اسی واسطے امام عبداللہ یافعی یمنی ”مرآة الجنان“ میں فرماتے ہیں: کسی مسلمان پر لعنت اصلاً جائز نہیں اور جو کسی مسلمان پر لعنت کرے وہ ملعون ہے۔^(۱)

اور حدیث شریف میں بھی اسی طرف اشارہ واقع ہے: ((لا ينبغي للمؤمن أن يكون لعناً)) رواہ الترمذی۔^(۲)

شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اصل عادت و شیوہ اہلسنت ترک سب و لعن ہے^(۳) ((المؤمن ليس بلعناً)) (یعنی مومن لعنت کرنے والا نہیں ہوتا)۔^(۴)

بعض علماء فرماتے ہیں: ”اہلسنت کی خوبیوں میں سے ہے کہ کسی پر لعنت نہیں کرتے اور کسی کو کافر نہیں کہتے اور اہل بدعت کی برائیوں سے ہے کہ بعض ان کا بعض کو کافر کہتا اور بعض ان کا بعض پر لعنت کرتا ہے۔

1 ”مرآة الجنان“، السنة: ۵۰۴، ج ۳، ص ۱۳۴۔

2 کسی بھی مومن کو یہ بات زیب نہیں کہ وہ لعنت کرنے والا ہو، اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا۔ ”سنن الترمذی“، کتاب الطب، باب ماجاء فی اللعن واللعن، ج ۳، الحدیث: ۲۰۲۶، ص ۴۱۰۔

3 یعنی اہلسنت کا شیوہ یہ نہیں کہ وہ لوگوں کو برا بھلا کہیں یا گالی دیں یا لعنت کریں بلکہ ہم اہلسنت کا شیوہ تو ان چیزوں سے دور رہنا ہے۔

”أشعة للمعات“، کتاب الآداب، باب حفظ اللسان من الغيبة والشتيم، ج ۴، ص ۷۱۔

4 ”إحياء العلوم“، کتاب آفات اللسان، ج ۳، ص ۱۵۴۔

۱۔ شیعہ خوارج کو کافر کہتے اور ان پر لعنت کرتے ہیں اور خوارج شیعہ کو کافر و ملعون جانتے ہیں بلکہ اپنے مذہب والوں کی لعن و تشنیع میں باک (خوف) نہیں کرتے، جو شخص انکے حالات سے واقف ہے وہ خوب جانتا ہے کہ لعن و تکفیر تمام اہل بدعت خصوصاً شیعہ کا وظیفہ ہے۔ ۱۲ منہ قدس سرہ۔

قال الرضاء: لہذا ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ اگر کسی کے کلام میں ننانوے وجہ کفر کی نکلتی ہوں اور ایک وجہ اسلام کی تو مفتی پر واجب ہے کہ وجہ اسلام کی طرف میل کرے^(۱) ((فَإِنَّ الْإِسْلَامَ يَعْلُو وَلَا يُعْلَى)) (بے شک اسلام ہمیشہ غالب رہنے والا ہے نہ کہ مغلوب ہونے والا)^(۲) ولہذا ہمارے ائمہ فرماتے ہیں: لا نکفر أحداً من أهل القبلة۔ ”ہم اہل قبلہ سے کسی کو کافر نہیں کہتے۔“^(۳)

مگر یہاں ایک شدید فاحش مغالطہ بعض گمراہ بددین دیا کرتے ہیں کہ ان اقوال سے استدلال کر کے منکرانِ ضروریاتِ دین^(۴) کی تکفیر بھی بند کرنی چاہتے ہیں حالانکہ یہ

1 یعنی مفتی اس جانب مائل ہو اور اسی پر فتویٰ دے جس جانب اس کلام کرنے والے کے کلام سے اس کے اسلام کا اور مسلمان ہونے کا پہلو نکلتا ہو۔

”منح الروض الأزھر شرح فقہ الاکبر“، مطلب يجب معرفة مکفرات، ص ۱۶۲۔

و”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج ۲، ص ۲۸۳۔

2 ”صحیح البخاری“، کتاب الجنائز، باب إذا أسلم الصبی... إلخ، ج ۱، ص ۴۵۵۔

3 ”النہر الفائق“، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۲، ص ۱۹۴۔

و”الدر المختار“، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۴، ص ۱۳۳-۱۳۴۔

4 ضروریاتِ دین: ”وہ مسائلِ دین ہیں جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں“، جیسے اللہ عزوجل کی وحدانیت، انبیاء کی نبوت، جنت و نار، حشر و نشر وغیرہا، مثلاً یہ اعتقاد کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔ عوام سے مراد وہ مسلمان ہیں جو طبقہٴ علما میں شمار نہ کئے جاتے ہوں، مگر علما کی صحبت سے شرفیاب ہوں اور مسائلِ علمیہ سے ذوق رکھتے ہوں۔

(”بہارِ شریعت“، ایمان و کفر کا بیان، حصہ اول، ج ۱، ص ۱۷۲، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

خود کفر ہے، یہی ائمہ و علماء کہ اقوال مذکورہ لکھ چکے، جا بجا تصریح فرمائی (یعنی متعدد مقامات پر صراحت و وضاحت فرمائی) کہ ”جو ضروریاتِ دین سے کسی شے کے منکر کو کافر نہ جانے، خود کافر ہے۔“ ”شفاء شریف“ و ”وجیز امام کردری“ و ”در مختار“ وغیرہ اکتب معتمدہ میں ہے:

من شک في كفره وعذابه فقد كفر.

”جو ایسے کے کفر و عذاب میں شک لائے خود کافر ہو جائے۔“ (1)

ایک اور ننانوے وجہ کے یہ معنی ہیں کہ اس کے کلام میں سو پہلو نکلتے ہوں ننانوے جانب کفر جاتے ہوں اور ایک طرف اسلام تو معنی اسلام ہی پر حمل واجب، کہ باوصف احتمال اسلام، حکم کفر جائز نہیں (2) نہ یہ کہ جو ننانوے باتیں کفر کی کرے اور صرف ایک بات اسلام کی تو اسے مسلمان کہا جائے گا۔

حاشا (ہرگز) یہ کسی مسلمان کا مذہب نہیں یوں تو یہودی بھی اللہ کو ایک، موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام تک انبیاء کو نبی، ”تورات مقدس“ کو کلام اللہ، قیامت و جنت و نار کو حق جانتے ہیں یہ ایک کیا صدہا باتیں اسلام کی ہوئیں، پھر کیا انہیں مسلم کہا جائے گا یا انہیں مسلمان کہنے والا کافر نہ ہو جائے گا! حاشا اللہ! بلکہ ہزار ہا باتیں اسلام کی کرے اور ایک کفر کی، مثلاً: ”قرآن عظیم“ و نماز پڑھے، روزہ رکھے، زکوٰۃ دے، حج کرے اور ساتھ ہی بت کو بھی سجدہ کرے تو قطعاً کافر ہوگا۔

1 ”الدر المختار“، کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۶، ص ۳۵۶.

و ”الشفاء“، الباب الأول فی بیان ما هو حقہ صلی اللہ علیہ وسلم... إلخ، ج ۲، ص ۲۱۶.

2 یعنی جب تک اس متکلم کے مسلمان ہونے کا احتمال باقی ہے تو اس پر صورت مذکورہ میں کفر کا حکم لگانا

یونہی ائمہ دین و علمائے معتمدین نے تصریح فرمادی ہے کہ اہل قبلہ سے مراد وہ ہیں ”جو تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہیں“ انہیں کی تکفیر جائز نہیں اور جو ضروریات دین سے ایک بات کا منکر ہو وہ اہل قبلہ ہی سے نہیں، اس کی تکفیر میں شک بھی کفر ہے نہ کہ انکار، ”شرح مواقف“ و ”حاشیہ چلبی“ و ”شرح فقہ اکبر“ و ”حواشی در مختار“ وغیرہا میں اس کی تحقیق ہے۔^(۱) بڑا حوالہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دیا جاتا ہے کہ وہ اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے، بیشک مگر وہی جو حقیقۃً اہل قبلہ ہیں نہ فقط وہ کہ کلمہ پڑھیں اور قبلہ کو منہ کریں اگرچہ کھلے کفر بکریں، خود سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی عقائد کی کتاب ”فقہ اکبر شریف“ میں فرماتے ہیں: صفاته في الأزل غير محدثة ولا مخلوقة فمن قال: إنها مخلوقة أو محدثة أو وقف فيها أو شك فيها فهو كافر بالله تعالى.

”اللہ تعالیٰ کی صفتیں ازلی ہیں، نہ حادث، نہ مخلوق تو جو انہیں مخلوق یا حادث بتائے یا ان کے بارے میں توقف کرے یا شک لائے وہ کافر ہے۔“^(۲)

امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: چھ مہینے مناظرے کے بعد میری اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے اس پر مستقر ہوئی (یعنی میرا اور امام اعظم کا اس بات پر اتفاق ہوا) کہ جو کوئی قرآن عظیم کو مخلوق کہے کافر ہے۔^(۳)

1 ”منح الروض الأزهر“، فصل في الكفر صريحاً و كنايةً، ص ۱۸۸.

و ”رد المحتار“، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۳۵۸.

2 ”الفقہ الأكبر“، الباری جلّ شأنہ موصوف في الأزل... إلخ، ص ۲۵.

3 ”منح الروض الأزهر“، القرآن كلام الله غير مخلوق ولا حادث، ص ۲۶.

و ”الحديقة الندية“، والقرآن كلام الله تعالى غير مخلوق، ج ۱، ص ۲۵۸.

یہ فوائدِ خوب یاد رکھنے کے ہیں کہ نیچری کفار^(۱) اور اُن کے اذنانب و انفار^(۲)

1 ”نیچری اکثر ضروریاتِ دین کے منکر ہیں، کہتے ہیں: نہ جنت ہے، نہ دوزخ، نہ حشرِ اجسام (یعنی قیامت میں زندہ اٹھایا جانا) نہ کوئی فرشتہ ہے، نہ کوئی جن، نہ آسمان ہے، نہ اسراء اور معجزہ اور (ان کا گمان ہے) موسیٰ کی لاشی میں پارہ تھا، تو جب اس کو دھوپ لگتی وہ لاشی ہلتی تھی، اور سمندر کو پھاڑ دینا مدوجزر کے سوا کچھ نہیں تھا، اور غلام بنانا وحشیوں کا کام ہے، اور ہر وہ شریعت جو اس کا حکم لائی تو وہ حکم اللہ کی طرف سے نہیں، اس کے علاوہ ان گنت اور بے شمار کفریات اس کے منضم ہیں۔ اور یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چھوٹی بڑی تمام احادیث کو رد کرتے ہیں، اور اپنے زعم میں قرآن کے سوا کچھ نہیں مانتے، اور قرآن کو بھی نہیں مانتے مگر اسی صورت میں جب وہ ان کی بے ہودہ رائے کے موافق ہو اب اگر قرآن میں ایسی چیز دیکھتے جو ان کے ان اوہامِ عادیہ رسمیہ کے مناسب نہیں جنہیں انہوں نے اپنا اصول ٹھہرایا جس اصول کا نام ان کے نزدیک ”نیچر“ ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ کی آیتوں کو تحریفِ معنوی کے ذریعہ سے رد کرنا واجب مانتے ہیں، خاص طور پر جب قرآنی آیات میں ایسی کوئی بات ہو جو نصرانیوں کی تحقیقاتِ جدیدہ اور یورپ کی تراشیدہ تہذیب کے مخالف ہو، جیسے: آسمانوں کا وجود جس کے بیان کے ساتھ قرآنِ عظیم اور تمام کتبِ الہیہ کے سمندر موجیں مار رہے ہیں۔“

(”المعتمد المستند“، ص ۳۲۹، (مترجم))

2 یعنی کافر نیچریوں کے دُم چھلے اور انکے چیلے، موجودہ دور کے وہابی، دیوبندی اور غیر مقلد و غیرہ ہیں جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے کھلاتے ہیں حالانکہ قرآن و حدیث کی فہم و فراست سے انہیں دور کا بھی علاقہ نہیں کہ قرآن و حدیث کے نام پر عام مسلمانوں کو بہکاتے خدا و رسول عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں۔

ایسی جگہ بہت غل مچاتے ہیں اور علانیہ کفر کر کے مسلمانوں کو اپنی تکفیر سے روکنا چاہتے ہیں۔ واللہ الہادی۔ ﴿

مسئلہ ۱۰: کسی مسلمان کو یہ بددعا کہ تجھ پر خدا کا غضب نازل ہو اور تو آگ یا دوزخ میں داخل ہو، نہ دے کہ حدیث شریف میں اس کی ممانعت وارد ہے۔^(۱)

مسئلہ ۱۱: جو کافر مرا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اس کے لیے دعائے مغفرت حرام ہے۔
قال اللہ عزوجل:

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولَىٰ قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ، إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ﴿۲﴾

وقد ثبت في ”الصحيحين“ أن سبب نزول هذه الآية قوله صلى

۱ ”سنن أبي داود“، كتاب الأدب، باب في اللعن، الحديث: ۴۹۰۶، ج ۴، ص ۳۶۲.

۲ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ”نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی بخشش چاہیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں جبکہ انہیں کھل چکا کہ وہ دوزخی ہیں اور ابراہیم کا اپنے باپ کی بخشش چاہنا وہ تو نہ تھا مگر ایک وعدے کے سبب جو اس سے کر چکا تھا، پھر جب ابراہیم کو کھل گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے اس سے تنکا توڑ دیا (لا تعلق ہو گیا)۔ بے شک ابراہیم ضرور بہت آہیں کرنے والا متحمل ہے۔“ (ترجمہ کنز الایمان)

(پ ۱۱، التوبة: ۱۱۳-۱۱۴)

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لأبی طالب: ((لأستغفرنَّ لك ما لم أنه عنك)). (1)

علامہ شہاب الدین قرانی مالکی (2) تصریح کرتے ہیں کہ کفار کے لیے دعائے مغفرت کفر ہے کہ آیہ کریمہ: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ﴾ (3) میں معاذ اللہ کذب قول الہی چاہتا ہے۔ (4)

قال الرضاء: یعنی اگر کفار کی مغفرت اور ان کا دوزخ سے نجات پانا شرعاً جائز مانتا ہے تو بیشک مُتَّبِعِ تَخْصُصِ قَاطِعَہ ہے ورنہ یہ کلمہ حرام و نارواہ ہے کہ اس سے انکار لازم آتا

1 ”بخاری“ و ”مسلم“ میں، موجود ہے کہ مذکورہ آیت کے نزول کی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو طالب کے بارے میں یہ فرمانا ہے کہ میں تمہارے لئے اس وقت تک بخشش طلب کرتا رہوں گا جب تک مجھے میرے رب کی جانب سے تمہارے لئے منع نہ کیا جائے۔

”صحیح البخاری“، کتاب الجنائز، باب إذا قال المشرك عند الموت: لا إله إلا الله، الحديث: ۱۳۶۰، ج ۱، ص ۱۰۶۔

و ”صحیح مسلم“، کتاب الإیمان، باب الدلیل علی صحة الإسلام ... إلخ، الحديث: ۱۲۴، ص ۳۱-۳۲۔

2 قاہرہ میں امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار سے متصل علاقہ کو ”قرانہ“ کہتے ہیں ہیں چونکہ یہ اسی علاقہ کے رہنے والے تھے اس وجہ سے ان کو قرانی کہتے ہیں۔

3 ترجمہ کنز الایمان: ”اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے۔“ (پ ۵، النساء: ۱۱۶)

4 یعنی: معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ کے فرمان کو جھوٹا ثابت کرنا چاہتا ہے کہ اس نے تو فرما دیا کہ وہ مشرکین کو نہیں بخشنے گا اور یہ چاہتا ہے کہ ان کی بخشش ہو جائے۔

”الفروق“ للقرافی، الفرق الثانی والسبعون والمأتان، القسم الأول، ج ۴، ۴۴۳۔

ہے بلکہ عند التفتیش اسے دو سخت آفتوں کا سامنا ہے، شرعاً محال مان کر اب جو استدعا کرتا ہے آیا واقعی وقوع چاہتا ہے یا یونہی لفظ بے معنی بک رہا ہے۔

اول میں حق سبحانہ و تعالیٰ سے اس کی خبر کی تکذیب چاہنا،

اور دُوم عبث و استہزاء ہے اور دونوں کا پہلو معاذ اللہ جانب کفر جھکتا ہے۔

بہر حال صورتِ سابقہ یقیناً کفر اور ثانی اشد حرام، سخت کبیرہ جس سے توبہ و تجدید اسلام و نکاح لازم۔^(۱)

فافهم فإنَّ المقام منزلة الأقدام وقد أطل الكلام ههنا العلامة

الحلبی فی ”الحلیة“^(۲) ولخصه فی ”رد المحتار“^(۳) وزاد، والکل غیر

۱ یعنی اگر کفار و مشرکین کی بخشش و نجات کو شرعاً جائز سمجھتا ہے، تو یہ آیات قرآنیہ کے انکار و تکذیب کے سبب کھلا کفر ہے اور اگر شرعاً ان کی مغفرت و نجات کو جائز نہ سمجھتے ہوئے ان کیلئے بخشش کی دعا کرتا ہے تو یہ کفر نہیں البتہ شدید حرام و سخت کبیرہ گناہ ہے کہ اس وجہ سے یہ دو بڑی آفتوں میں مبتلا ہوا پہلی یہ کہ جانتا ہے کہ انکی کسی صورت بخشش نہیں پھر بھی انکی بخشش کی دعا سے انکی واقعی مغفرت کا طلبگار ہے جو انتہائی درجہ کی بے باکی اور خبر خداوندی کا کذب چاہنا ہے یا پھر یونہی فضول بات بک رہا ہے اور معاذ اللہ! اللہ عزوجل سے ٹھٹھا اور استہزاء کر رہا ہے اور ان دونوں باتوں میں کفر کا اندیشہ ہے جو سخت حرام لہذا اس سے تجدید ایمان و نکاح دونوں لازم ہیں۔

۲ وہی: ”الحلیة“ أي: ”حلیة المحلی شرح منیة المصلی“ ولكن فی بلادنا معروفة بـ ”الحلیة“.

”الحلیة“، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۲، ص ۲۵۵-۲۵۶.

۳ ”رد المحتار، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب فی خلف الوعید ... إلخ،

ج ۲، ص ۲۸۸-۲۸۹.

محروّر و لولا غرابة المقام لبأتک بما لهما و علیہما وقد بیناہ فیما علّقناہ علیہما^(۱) ولعلّ الحق لا يتجاوز عن الحكمين الذين أشرّٰت إلیہما، واللّٰہ سبحنہ وتعالیٰ أعلم۔^(۲)

مسئلہ ۱۲: نظر بدلیل سابق یہ دعا کہ خدایا! سب مسلمانوں کے سب گناہ بخش دے جائز نہیں^(۳) کہ جس طرح وہاں تکذیب آیات لازم آتی ہے، اس دعا سے ان احادیث کی تکذیب ہوتی ہے جن میں بعض مسلمانوں کا دوزخ میں جانا وارد ہوا، اور ان کا آحاد ہونا اس جرأت کا مجوّز نہیں^(۴) اور قولہ عزّوجلّ: ﴿يَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي

1 ”جد الممتار“ کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۲، ص ۲۲۱-۲۲۲۔

و ”ہامش الحلبة“ للإمام أحمد رضا خان علیہ الرحمة، ص ۷۳-۷۴۔

2 سمجھ لے کیونکہ یہ قدموں کے پھسلنے کا مقام ہے، اور علامہ حلبی نے ”حلبہ“ میں اس بارے میں طویل کلام فرمایا ہے جس کا خلاصہ علامہ شامی نے ”رد المحتار“ میں بیان فرماتے ہوئے اور کلام زائد فرمایا اور مکمل کلام غیر محرر ہے، اگر یہ پیچیدہ کلام نہ ہوتا تو میں تمہیں ان (صاحب ”رد المحتار“ و ”حلبہ“) کے دلائل اور ان پر وارد ہونے والے اعتراضات سے آگاہ کرتا، ہاں! ”رد المحتار“ اور ”حلبہ“ پر جو میں نے حواشی لکھے ہیں ان میں میں نے اسے بیان کیا ہے اور ممکن ہے کہ درستی ان دو حکموں سے آگے نہ بڑھے جنکی طرف میں نے ابھی اصل کتاب میں اشارہ کیا ہے، اور پاکیزہ و بلند شان والا رب عزوجل بہتر جانتا ہے۔

3 یعنی مذکورہ بالا دلیل کی روشنی میں یہ دعا کرنا کہ ”یا اللہ! سب مسلمانوں کے سب گناہ بخش دے“ جائز نہیں۔

4 یعنی: جن احادیث میں بعض مسلمانوں کا دوزخ میں جانا وارد ہوا اگرچہ وہ احادیث خبر واحد کے زمرے سے ہیں اس کے باوجود اس بات کو کسی طور پر بھی جائز قرار نہیں دیا جاسکتا کہ سب مسلمانوں کے سب گناہوں کی ایسی بخشش طلب کرنا کہ کوئی گناہ نام کو بھی باقی نہ رہے فرمان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کرنا ہے۔

الْأَرْضِ ﴿^(۱) اور ﴿فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا﴾ ^(۲) اَيُّ: مِنَ الْكُفْرِ فَيَعُمَّ
الْمُسْلِمِينَ ^(۳) ان کے منافی اور اس دعا کے جواز کے لیے کافی نہیں ^(۴) کہ افعال سیاق
ثبوت میں اجماعاً عموم پر دلالت نہیں کرتے اور بر تقدیر تسلیم اس جگہ خصوص مراد ہے
تا (کہ) قواعد شرع سے خلاف لازم نہ آئے ^(۵) ہاں! اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِجَمِيعِ

1 اللہ عزوجل کا فرمان: ”زمین والوں کیلئے معافی مانگتے ہیں۔“ (ترجمہ کنز الایمان)

(پ ۲۵، الشوری: ۵)

2 ترجمہ کنز الایمان: ”تو انھیں بخش دے جنہوں نے توبہ کی۔“ (پ ۲۴، المؤمن: ۷)

3 یعنی: جنہوں نے کفر سے توبہ کی اور یہ آیت مسلمانوں کو بھی شامل ہے۔

4 یعنی قرآن پاک کی یہ مذکورہ آیات ان احادیث مبارکہ کے منافی نہیں کہ جن میں بعض مسلمانوں کا
دوزخ میں جانا وارد ہوا اور نہ ہی یہ آیات کریمہ سب مسلمانوں کے سب گناہوں کی ایسی بخشش کیلئے دعا
کو جائز قرار دیتی ہیں کہ اصلاً کوئی گناہ نام کو بھی باقی نہ رہے۔

5 یہاں افعال سے مراد وہ ہیں کہ جو فرشتوں سے صادر ہوئے یعنی تمام زمین والوں کیلئے بخشش کی دعا
کرنا۔ تو اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ ان کے افعال کی طرح ہمیں بھی وہی فعل کرنا یعنی تمام
مسلمانوں کے سب گناہوں کی ایسی مغفرت طلب کرنا کہ اصلاً کوئی گناہ نام کو بھی باقی نہ رہے، جائز
نہیں کہ یہ انہیں کا خاصہ ہے، اور اگر بالفرض یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ ہمارے حق میں بھی وہ افعال جائز
ہیں تو پھر ہم یہ کہیں گے کہ اس جگہ خصوص مراد ہے یعنی زمین والوں سے مراد یہاں سب زمین والے
نہیں بلکہ بعض مراد ہیں اور یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ سب زمین والے ہی مراد ہیں مگر ان سب کے تمام
گناہوں کی ایسی بخشش مراد نہیں کہ اصلاً کوئی گناہ نام کو بھی باقی نہ رہے بلکہ تمام مسلمانوں کیلئے فی الجملہ
مغفرت طلب کی گئی ہے اور تمام مسلمانوں کیلئے فی الجملہ مغفرت اور بعض پر بعض گناہوں کے سبب
عذاب ہونے میں کوئی تضاد نہیں۔

المُسْلِمِينَ بِنِيَّتٍ تَعْمِيمٍ حَقِيقِي جَائِزٌ هُے،⁽¹⁾ هذا حاصل کلام قَرَّافِي، ذکرہ فی ”شرح المنية“ لابن أمير الحاج.⁽²⁾

قال الرضاء: یہ دوسرا مسئلہ معرکتہ الآراء ہے، علامہ قُرَّافِي وغیرہ علما تو عدم جواز کی طرف گئے اور علامہ کرمانی نے اس میں مُنَاوَرَعَت کی (یعنی مخالفت کی) جسے ”شرح منية“ میں رد کر دیا پھر محقق حلبي نے اس بنا پر کہ مسلمانوں کے لیے خَلْفِ وَعید بمعنی عطا و مغفرت جائز (بلکہ قطعاً واقع ہے) اور اس دُعا میں برادرانِ دینی پر شفقت سمجھی جاتی ہے اور جوازِ دعا جوازِ مغفرت پر مبنی ہے نہ کہ وقوع پر، تو عدم وقوعِ مغفرتِ جمیع کی حدیثیں اس دُعا کے خلاف نہیں، اس کے جواز کی طرف میل کیا⁽³⁾ علامہ زین نے ”بحر الرائق“، پھر علامہ محقق علانی

1 ہاں یہ دعا کہ ”اے اللہ! میری اور تمام مسلمانوں کی بخشش فرما“ اگر اس میں نیت یہ نہ ہو کہ تمام مسلمانوں کے تمام گناہوں کی بخشش ہو جائے، تو جائز ہے ورنہ ناجائز۔

2 یہ امام قرانی کے کلام کا خلاصہ ہے جسے علامہ حلبي نے ”شرح منية“ میں ذکر کیا۔

3 یعنی: یہ مسئلہ کہ ”تمام مسلمانوں کے تمام گناہوں کی بخشش ہو جائے“ اس میں علمائے کرام کا اختلاف ہے علامہ قرانی وغیرہ اسے ناجائز کہتے ہیں جبکہ علامہ کرمانی نے اس میں اختلاف کیا جس کا محقق حلبي نے ”شرح منية“ میں رد فرمایا پھر محقق حلبي نے اس کے جواز کی طرف مائل ہوتے ہوئے یہ تاویل کی کہ خَلْفِ وَعید بمعنی عطا و مغفرت، مسلمانوں کے حق میں جائز بلکہ قطعاً واقع ہے، نیز اس دعا میں مسلمانوں پر شفقت بھی ہے اور دعا کا جواز، مغفرت کے جائز ہونے پر ہے نہ کہ اس کے واقع ہو جانے پر، تو وہ احادیث کریمہ جن میں تمام گناہوں کی مغفرت کا واقع نہ ہونا وارد ہوا، وہ احادیث کریمہ اس جوازِ مغفرت کے خلاف نہیں ہیں۔

نے ”دُرِّ مختار“ میں انکی تَبَعِیَّت کی (یعنی: علامہ ابن نجیم اور محقق علانی نے علامہ حلبی کی پیروی کی)۔^(۱)

مگر اس میں صریح خدشہ ہے کہ جواز صرف عقلی ہے نہ کہ شرعی کہ حدیث مُتَوَاتِرَةُ الْمَعْنٰی سے بعض مؤمنین کی تعذیب ثابت اور نووی و ابی ولقانی نے اس پر اجماع نقل کیا اور جواز دعا کے لیے صرف جواز عقلی باوجود استحالہ شرعی کافی ہونا مسلم نہیں، اس طرف محقق شامی نے ”رَدُّ الْمُحْتَار“ میں اشارہ فرمایا۔^(۲) رہا اظہارِ شفقت سے عذر، میں کہتا ہوں: وہ محل تکذیبِ نصوص میں قابلِ سماعت نہیں^(۳) فتاٰمل۔

ثم اقول وبالله التوفيق: یہاں تعمیمیں دو ہیں: ایک تعمیمِ مسلمین، دوسری تعمیمِ ذنوب۔ اگر داعی (دعا مانگنے والا) صرف تعمیمِ اوّل پر قناعت کرے، مثلاً کہے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ^(۴) يَا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِّاُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ^(۵) تو قطعاً جائز ہے اور اس کا امام قرانی کو بھی انکار نہیں اور اس کے فضل میں احادیث وارد اور اس کا جواز آیات سے مستفاد اور یہ طَبَقَةُ بِطَبَقَةٍ مسلمین میں بلا تکثیر شائع،

1 ”البحر الرائق“، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۱، ص ۵۷۷-۵۷۸۔

و”الدر المختار“، فصل في بيان تأليف الصلاة إلى انتهائهما، ج ۲، ص ۲۸۸۔

2 ”رد المحتار“، کتاب الصلاة، فصل في بيان تأليف الصلاة إلى انتهائهما، مطلب في خلف الوعيد وحكم الدعاء... إلخ، ج ۲، ص ۲۸۹۔

3 یعنی: یہ عذر پیش کرنا کہ تمام مسلمانوں کے تمام گناہوں کی بخشش چاہنا ان سے شفقت کا اظہار کرنا ہے تو یہ بات قابلِ قبول نہیں کہ اس سے آیات و احادیث کی تکذیب لازم آتی ہے۔

4 اے اللہ! میری، میرے ماں باپ اور تمام مسلمان مردوں اور مسلمانوں عورتوں کی بخشش فرما۔

5 اے اللہ! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بخش دے۔

اور اگر صرف تعیمِ ثانی پر اکتفاء کرے، مثلاً: اپنے لئے کہے: الہی! میرے سب گناہ چھوٹے بڑے، ظاہر، چھپے، اگلے، پچھلے معاف فرما، یا کہے: الہی! میرے اور میرے والدین و مشائخ و احباب و اصول و فروع اور تمام اہلسنت کے لئے ایسی مغفرت کر جو اصلاً کسی گناہ کا نام نہ رکھے، جب بھی قطعاً جائز اور اس قسم کی دعا بھی حدیث میں وارد اور مسلمین میں مُوٰارِث (یعنی مسلمانوں میں چلی آرہی ہے)، ان دونوں صورتوں کے جواز میں تو کسی کا کلام نہیں ہو سکتا کہ اس میں اصلاً کسی نص کی تکذیب نہیں۔

صورتِ ثانیہ (دوسری صورت یعنی تعیمِ ذنوب) میں تو ظاہر ہے کہ نصوص صرف اس قدر پر دال کہ بعض مسلمین مُعذَّب ہوں گے، ممکن کہ وہ داعی اور اس کے والدین و مشائخ و احباب و جمیع اہلسنت کے سوا اور لوگ ہوں۔

اسی طرح صورتِ اُولیٰ (پہلی صورت یعنی تعیمِ مسلمین) میں کوئی حرج نہیں کہ ہر مسلمان کے لئے فی الجملہ مغفرت اور بعض پر بعض ذُنُوب (گناہوں) کی وجہ سے عذاب ہونے میں تنافی نہیں۔

اقول: بعض نصوص سے نکال سکتے ہیں کہ فی الجملہ مغفرت ہر مسلمان کے لیے ہوگی، احادیثِ صریحہ ناطق (یعنی احادیث کے ارشاد) کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے ہر وہ شخص جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہے دوزخ سے نکال لیا جائے تو ضرور ہے کہ یہ نکلنا قبل پوری سزا پالینے کے ہو ورنہ شفاعت کا اثر کیا ہوا۔

اب رہی صورتِ ثالثہ (تیسری صورت) یعنی داعی دونوں تعیمیں کرے مثلاً:

کہے: الہی! سب مسلمانوں کے سب گناہ بخش دے۔

اقول: اس کے پھر دو معنی محتمل:

ایک یہ کہ مغفرت بمعنی ”تَجَاوُزُ فِي الْجُمْلَةِ“ کے لیں تو حاصل یہ ہوگا کہ الہی! کسی مسلمان کو اس کے کسی گناہ کی پوری سزا نہ دے، اس کے جواز میں بھی کچھ کلام نہیں کہ مفادِ نصوص مطلقاً تعذیب بعض عَصَاة ہے نہ کہ استیفاء جزائے بعض ذنوب^(۱) بلکہ کریم کبھی استیفاء نہیں فرماتا (یعنی مالک کریم عزوجل کبھی پوری باز پرس نہیں فرماتا) اَلَا تَرَىٰ اِلٰی قَوْلِهِ تَعَالٰی: ﴿عَرَفَ بَعْضُهُمْ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ﴾^(۲) جب اُكْرِمُ الْخَلْقَ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی پورا مُؤَاخَذَہ نہیں فرمایا (یعنی پوری باز پرس نہیں فرمائی) تو ان کا مولیٰ عزوجل تو اُكْرِمُ الْاَكْرَمِينَ ہے۔

دوسرے یہ کہ مغفرتِ تامہ کاملہ مراد لی جائے یعنی ہر مسلمان کے ہر گناہ کی پوری مغفرت کر کہ کسی مسلمان کے کسی گناہ پر اصلاً مُؤَاخَذَہ نہ کیا جائے، یہ بیشک تکذیبِ نصوص کی طرف جائے گا اور اسی کو امام قرانی ناجائز فرماتے ہیں۔ اور بیشک یہی مِنْ حَيْثُ الدَّلِيلُ رَاجِحٌ نظر آتا ہے اور اس طرح کی دعا کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں اور مسلمین کے حق میں خلفِ وعید کا جواز (جس سے خود حسب تصریح ”حلیہ“ و دیگر قائلان جوازِ عفو و مغفرت مراد

۱ یعنی احادیثِ مبارکہ میں جو بعض مسلمانوں کے عذاب کا ذکر ہے اس کا مقصود و مراد یہ ہے کہ بعض گنہگاروں کو عذاب میں مبتلا کیا جائے گا یہ نہیں کہ وہ اپنے تمام گناہوں کی پوری پوری سزا پائیں گے۔

۲ کیا تو نے اللہ عزوجل کا یہ فرمان نہ سنا: ”تو نبی نے اُسے کچھ جتایا اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی۔“ (کنز الایمان)

اور وہ یقیناً اجماعاً جائز بلکہ واقع ہے) اس مسئلہ میں کیا مفید کہ بعض کے لیے اس کا عدم وقوع عذاب، تو اثر و اجماع سے ثابت تو یہاں کلام ”حلیہ“ محل کلام ہے اور مسئلہ ائمہ کیا مشائخ سے بھی منقول نہیں کہ دوسروں کو مجالِ کُحْن (اعتراض کی گنجائش) نہ رہے، پس اُخْوَط یہی ہے (یعنی: زیادہ احتیاط اسی میں ہے) کہ اس صورتِ ثالثہ کے معنی ثانی (تیسری صورت کے دوسرے معنی یعنی مغفرت تامہ کاملہ) سے احتراز کرے۔ شاید مُصَنِّف عَلَّام قُدَّس سِرُّہ نے اسی لئے صرف کلامِ امام قرانی پر اقتصار فرمایا کہ رجحان و احتیاط اسی طرف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

هذا ما ظهر لي في النظر الحاضر، فتأمل لعل الله يحدث بعد ذلك أمراً. ⁽¹⁾

مسئلہ ۱۳: قال الرضاء: اپنے اور اپنے احباب کے نفس و اہل و مال و وَلَد (بچوں) پر بددعا نہ کرے کیا معلوم کہ وقتِ اجابت ہو اور بعد وقوعِ بکلا (مصیبت میں مبتلا ہونے کے بعد) پھر ندامت ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”اپنی جانوں پر بددعا نہ کرو اور اپنی اولاد پر بددعا نہ کرو اور اپنے خادم پر بددعا نہ کرو اور اپنے اموال پر بددعا نہ کرو کہیں اجابت کی گھڑی سے موافق نہ ہو۔“

1 یہ وہ کلام ہے جو اس وقت غور و فکر سے مجھ پر منکشف ہوا پس تو غور کر شاید اللہ عز و جل اسکے بعد کوئی نیا

علم بھیجے۔

رواہ مسلم وأبو داود وابن خزيمة عن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنهما^(۱).

اور فرماتے ہیں: ”تین دعائیں بیشک مقبول ہیں: دعا مظلوم کی اور دعا مسافر کی اور ماں باپ کا اپنی اولاد کو کوسنا۔“

رواہ الترمذی وحسنہ عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه^(۲).
تتبیہ: دیلمی وغیرہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنِّي سَأَلْتُ اللَّهَ أَنْ لَا يَقْبَلَ دَعَاءَ حَبِيبٍ عَلَيَّ حَبِيبِهِ)).
”بیشک میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ کسی پیارے کی پیارے پر بد دعا قبول نہ فرمائے۔“^(۳)

1 اس حدیث کو امام مسلم، ابو داؤد اور ابن خزیمہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔
”صحیح مسلم“، کتاب الزہد والرقائق، باب حدیث جابر الطویل... إلخ، الحدیث: ۳۰۰۹، ص ۱۶۰۴.

و”سنن أبي داود“، کتاب الصلاة، باب النهي أن يدعو... إلخ، الحدیث: ۱۵۳۲، ج ۲، ص ۱۲۶.

2 اس حدیث کو امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور حسن کہا۔
”سنن الترمذی“، کتاب الدعوات، باب ما ذكر في دعوة المسافر، الحدیث: ۳۴۵۹، ج ۵، ص ۲۸۰.

3 ”المسند الفردوس“ للديلمي، الحدیث: ۱۸۹، ج ۱، ص ۵۲.

علامہ شمس الدین سخاوی اسے لکھ کر فرماتے ہیں: صحیح حدیثوں سے ثابت کہ اولاد پر ماں باپ کی بددعا رد نہیں ہوتی تو اس حدیث کو ان سے توفیق دیا (تطبیق دینی) چاہئے^(۱)، انتہی۔
اقول وبالله التوفیق: بددعا دو طور پر ہوتی ہے:

ایک یہ کہ داعی (یعنی دعا کرنے والے) کا قلب حقیقۃً اس کا یہ ضرر (نقصان) نہیں چاہتا، یہاں تک کہ اگر واقع ہو تو خود سخت صدمے میں گرفتار ہو۔ جیسے: ماں باپ غصے میں اپنی اولاد کو کوس لیتے ہیں مگر دل سے اس کا مرنا یا تباہ ہونا نہیں چاہتے اور اگر ایسا ہو تو اس پر ان سے زیادہ بے چین ہونے والا کوئی نہ ہوگا۔ دیلمی کی حدیث میں اسی قسم بددعا کیلئے وارد کہ حضور رءوف الرحیم رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا مقبول نہ ہونا اللہ تعالیٰ سے مانگا۔ نظیر اس کی وہ حدیث صحیح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کی: ”الہی! میں بشر ہوں بشر کی طرح غضب فرماتا ہوں تو جسے میں لعنت کروں یا بددعا دوں اسے تو اس کے حق میں کفارہ واجرو باعِث طہارت کر۔“^(۲)

دوسرے اس کے خلاف کہ داعی کا دل حقیقۃً اس سے بیزار اور اُس کے اس ضرر کا خواستگار (امیدوار) ہے اور یہ بات ماں باپ کو معاذ اللہ اسی وقت ہوگی جب اولاد اپنی شقاوت سے عقوق کو (یعنی: نافرمانی و سرکشی کو) اس درجہ حد سے گزار دے کہ ان کا دل واقعی اس کی طرف سے سیاہ ہو جائے اور اصلاً محبت نام کو نہ رہے بلکہ عداوت آجائے۔ ماں باپ کی ایسی ہی بددعا کے لیے فرماتے ہیں کہ رد نہیں ہوتی۔

1 ”المقاصد الحسنة“، حرف الدال المهملة، تحت الحديث: ٤٨٧، ص ٢٢١.

2 ”صحيح مسلم“، كتاب البر والصلة، باب من لعنه النبي ... إلخ، الحديث:

والعیاذ باللہ سبحنہ وتعالیٰ، هذا ما ظهر لی، واللہ تعالیٰ أعلم۔^(۱)

مسئلہ ۱۴: قال الرضاء: تحصیل حاصل (یعنی: جو چیز پہلے سے حاصل ہوا سکے

حصول) کی دعا نہ کرے مثلاً: مرد کہے: الہی! مجھے مرد کر دے کہ یہ استہزاء (مذاق وٹھا) ہے، ہاں ایسی دعا جس میں امتثال امر شریعت (یعنی: شرعی احکامات کی بجا آوری) یا اظہار عجز وعبودیت یا خدا و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت یا دین و اہل دین کی طرف رغبت یا کفر و کافرین سے نفرت وغیرہ منافع نکلتے ہیں وہ جائز ہے اگرچہ اس امر کا حصول یقینی ہو، جیسے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ، اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ، اَللّٰهُمَّ اَعْطِ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ، اَللّٰهُمَّ ارْضِ عَنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم، اَللّٰهُمَّ اَعْطِ بَيْتَكَ الْمَكْرَمَ شَرَفًا وَتَكْرِيْمًا، اَللّٰهُمَّ اَلْعَن اَعْدَاءَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم۔^(۲)

۱ اللہ پاک و بلند ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔ یہ وہ گوہر پارے کہ میرے رب عزوجل نے مجھ پر ظاہر فرمائے اور سب سے زیادہ علم والا تو اللہ عزوجل ہی ہے۔

۲ جبکہ مرد سے یہی معنی لغوی مراد ہوا اور اگر مرد بمعنی شجاع و دلیر یا مردِ حقیقی، مردِ راہِ خدا مراد لے تو استہزاء نہیں۔ مردِ باش یا خاک پائے مردِ باش۔ ۱۲ منہ حفظہ ربہ۔ (یعنی مرد بنو یا کسی اللہ کے ولی کی صحبت اختیار کرو)

۲ اے اللہ! ہمارے آقا و سرور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیج، اے اللہ! ہمیں سیدھا راستہ چلا، اے اللہ! ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وسیلہ عطا فرما، اے اللہ! صحابہ کرام سے راضی ہو، اے اللہ! تو بیت اللہ شریف کو شرف اور بزرگی عطا فرما، اے اللہ! سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں کو اپنی رحمت سے دور فرما۔

کہ اگرچہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دُرود کا نزول اور مسلمانوں کو رُشد و ہدایت تک وصول، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وسیلہ ملنا اور اللہ تعالیٰ کا اصحابِ کرام سے راضی ہونا اور بیتِ مکرم کی عزت و کرامت اور حضور کے اُعدا پر غضب و لعنت سب یقینی باتیں ہیں مگر ان دعاؤں میں وہی منافع مذکورہ ہیں، تو فضول و استہزاء نہیں ہو سکتیں۔

اقول: علاوہ بریں ان سب میں وہ تاویل جو انہیں طلبِ حاصل سے جدا کر دے ممکن و للتفصیل محلّ آخر۔ (یعنی اس مسئلہ کی تفصیل کسی اور مقام پر کی جائیگی)۔

مسئلہ ۱۵: قال الرضاء: دعا میں بجز ونگی نہ کرے۔ مثلاً: یوں نہ مانگے کہ تنہا مجھ پر رحم فرما، یا صرف مجھے اور میرے فلاں فلاں دوستوں کو نعمت بخش۔ حدیث میں ہے: ایک اعرابی نے دعا کی: اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَاَرْحَمِ مُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَدًا۔ ”الہی! مجھ پر رحم کر اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنی رحمت نازل فرما (اور ہمارے سوا کسی اور پر رحمت نہ فرما)۔ فرمایا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے: ((لَقَدْ حَجَّرْتَ وَاسِعًا)) ”بیشک تو نے بڑی وسعت والی چیز کو تنگ کر دیا۔“ (۱)

اے عزیز! رحمتِ الہی شاملِ انا م ہے (یعنی تمام مخلوق کے ساتھ ہے) اور اس کا انعام عالم کو عام: ﴿رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلُّ شَيْءٍ﴾ (۲)

جو نیک بات اپنے لئے درکار ہو جب تمام مسلمانوں کے لئے چاہے گا اگر خود مستحق نہیں اس خیر خواہی عام کی برکت سے مستحق ہو جائے گا یا یوں کہ ان میں بعض تو یقیناً

1 ”صحيح البخاري“، كتاب الأدب، باب رحمة الناس والبهائم، الحديث: ۶۰۱۰، ص ۵۰۸.

2 ترجمہ کنز الایمان: ”میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے۔“ (پ ۹، الأعراف: ۱۵۶)

ہر خیر و فلاح کے قابل ہیں تو کسی کا طفیلی ہو کر پائے گا بخلاف اس صورت کے کہ صرف اپنے یا اور بعض احباب کے لیے چاہی، باقی کے لئے پسند نہ کی تو ایک تو عام مومنین کی بدخواہی، دوسرے کمال ایمان کا نقصان۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((لا يؤمن أحدكم حتى يحب لأخيه ما يحب لنفسه)).

”تم میں کوئی مومن کامل نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی مسلمان کیلئے وہی نہ چاہے جو خود اپنے لئے چاہتا ہے۔“ (1)

اور فرماتے ہیں: ((الدين النصح لكل مسلم)).

”دین ہر مسلمان کی خیر خواہی کا نام ہے۔“ (2)

والہذا احادیث میں تعمیم دعا (یعنی: اپنی دعا میں سب مسلمانوں کو شامل کرنے) کے بہت فضائل وارد ہوئے۔ کما أسلفناه في فصل الآداب، واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب۔ (3)

1 ”صحیح البخاری“، کتاب الإیمان، باب من الإیمان أن يحب لأخيه ما يحب لنفسه، الحديث: ۱۳، ج ۱، ص ۱۶۔

2 ”سنن النسائي“، کتاب البيعة، النصيحة للإمام، الحديث: ۴۲۰۳ - ۴۲۰۶، ص ۶۸۵-۶۸۴۔

3 جیسا کہ ہم نے پیچھے آداب دعا کی فصل (یعنی فصل دوم) میں ذکر کیا اور اللہ عز و جل ہی حق کو زیادہ جاننے والا ہے۔

فصل ہشتم اُن لوگوں کے بیان میں جنکی دعا قبول ہوتی ہے۔

قال الرضاء: وہ انیس ہیں۔ آٹھ حضرت مُصَیِّفُ قُدَّسَ سِرُّہُ نے ذکر فرمائے

اور گیارہ فقیر غَفَرَ اللہ تعالیٰ لہُ نے زائد کئے۔ ﴿

اول (۱): مُضْطَرُ (بے چین و پریشان حال)۔

قال الرضاء: اس کی طرف تو خود قرآن عظیم میں اشارہ موجود:

﴿أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاہُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ﴾۔^(۱)

دوم (۲): مظلوم اگرچہ فاجر ہو، اگرچہ کافر ہو۔

قال الرضاء: حدیث میں ہے: ”اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے:

((وعزّتی لأ نصرنک ولو بعد حین))

”مجھے اپنی عزت کی قسم بیشک ضرور میں تیری مدد کروں گا اگرچہ کچھ دیر کے بعد۔“^(۲)

سوم (۳): بادشاہ عادل۔

چہارم (۴): مرد صالح۔

1 ترجمہ کنز الایمان: یا وہ جو لاچار کی سنتا ہے، جب اُسے پکارے اور دور کر دیتا ہے برائی۔

(پ ۲۰، النمل: ۶۲)

2 ”سنن الترمذی“، کتاب الدعوات، باب فی العفو والعافیۃ، الحدیث: ۳۶۰۹، ج ۵،

ص ۳۴۳۔

”سنن ابن ماجہ“ کتاب الصیام، باب فی الصائم لا تردّ دعوتہ، الحدیث: ۱۷۵۲، ج ۲،

ص ۳۴۹-۳۵۰۔

ہفتم (۵): ماں باپ کا فرمانبردار۔
 ششم (۶): مسافر۔

قال الرضاء: رواه ابن ماجه والعقيلي والبيهقي عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه والبخار وزاد: ((حتى يرجع)) والضياء عن أنس وأحمد والطبراني عن عقبة بن عامر رضي الله تعالى عنهم^(۱)۔
 متعدد احادیث میں ارشاد ہوا کہ ”اس کی (یعنی مسافر کی) دعا ضرور مستجاب ہے، جس میں کچھ شک نہیں۔“

رواه أحمد والبخاري في ”الأدب المفرد“ وأبو داود والترمذي عن أبي هريرة ومنها حديث ابن ماجه والضياء المذكوران^(۲)۔

1 مسافر کی دعا کی قبولیت والی حدیث کو ابن ماجہ، عقیلی، بیہقی اور بزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا جبکہ بزار نے ”حتیٰ يرجع“ (یہاں تک کہ لوٹ آئے) کے الفاظ کا اضافہ کیا، اور اسی حدیث کو ضیاء نے حضرت انس اور احمد و طبرانی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔
 ”سنن ابن ماجہ“، باب دعوة الوالد ودعوة المظلوم، الحديث: ۳۸۶۲، ج ۴، ص ۲۸۱۔
 ”کنز العمال“، کتاب الأذکار، الحديث: ۳۳۱۶، ج ۱، الجزء الثاني، ص ۴۴، (بحوالہ بزار)۔
 2 اس حدیث کو امام احمد نے ”مسند احمد“ میں اور بخاری نے ”الأدب المفرد“ میں اور ابو داؤد و ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، اور ان متعدد احادیث میں سے ابن ماجہ اور ضیاء کی روایت کردہ مذکورہ بالا حدیث مبارکہ بھی ہے۔

”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۷۵۱۳، ج ۳، ص ۷۱۔

و”الأدب المفرد“، باب دعوة الوالدین، الحديث: ۳۲، ص ۱۹۔

بزار کے یہاں حدیث ابو ہریرہ ان الفاظ سے ہے: ”تین شخص ہیں کہ اللہ عزوجل پر حق ہے کہ ان کی کوئی دعا رد نہ کرے: روزہ دار تا افطار اور مظلوم تا انتقام اور مسافر تا رجوع۔“ (۱)

ہفتم (۷): روزہ دار۔

قال الرضاء: خصوصاً وقت افطار۔

ہشتم (۸): مسلمان کہ مسلمان کے لیے اس کی عیبت (غیر موجودگی) میں دُعا مانگے۔

قال الرضاء: حدیث شریف میں ہے:

”یہ دعا نہایت جلد قبول ہوتی ہے۔“ فرشتے کہتے ہیں:

((آمین ولک بمثل ذالک)).

”اس کے حق میں تیری دعا قبول اور تجھے بھی اسی طرح کی نعمت حصول۔“ (۲)

دوسری حدیث میں فرمایا:

”یہ دعا حاجی و غازی و مریض و مظلوم کی دعاؤں سے بھی زیادہ جلد قبول ہوتی ہے۔“

البیہقی فی ”الشعب“ بسند صالح عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ

1 ”کنز العمال“، کتاب الأذکار، الحدیث: ۳۳۱۶، ج ۱، الجزء الثانی، ص ۴۴، (بحوالہ بزار)۔

2 ”سنن أبي داود“، کتاب الصلاة، باب الدعاء بظہر الغیب، الحدیث: ۱۵۳۴-۱۵۳۵،

ج ۲، ص ۱۲۶-۱۲۷۔

و”صحیح مسلم“، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الدعاء للمسلمین بظہر الغیب،

الحدیث: ۲۷۳۲-۲۷۳۳، ص ۱۴۶۲۔

عنہما: ((خمس دعوات يستجاب لهن)) فذكرهن وقال: ((وأسرع هذه الدعوات إجابة دعوة الأخ لأخيه بظهر الغيب)).⁽¹⁾

بلکہ تیسری حدیث میں ارشاد ہوا کہ ”اس سے زیادہ جلد قبول ہونے والی کوئی دعا نہیں۔“

رواہ الترمذی عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ونحوہ للطبرانی وغیرہ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما.⁽²⁾
چوتھی حدیث شریف میں آیا: ”یہ دعا رد نہیں ہوتی۔“

البزار عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما.⁽³⁾

1 بیہقی ”شعب الایمان“ میں صالح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں: پانچ دعائیں مقبول ہیں: پھر وہ ذکر کیں یعنی مظلوم، حاجی، مجاہد کہ جہاد کیلئے نکلے، مریض اور مسلمان کی مسلمان کے لئے اسکی غیر موجودگی میں دعا کرنا پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان میں نہایت جلد قبول ہونے والی دعا، ایک مسلمان کی اپنے مسلمان بھائی کے لئے اسکی غیر موجودگی میں مانگی گئی دعا ہے۔

”شعب الایمان“، الحدیث: ۱۱۲۵، ج ۲، ص ۴۶-۴۷.

2 اس حدیث کو ترمذی اور اسی کی مثل طبرانی اور دیگر محدثین کرام نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

”سنن الترمذی“، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی دعوة الأخ... إلخ، الحدیث: ۳۸۵، ج ۳، ص ۳۹۵.

3 اس حدیث کو بزار نے عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

”مسند البزار“، الحدیث: ۳۵۷۷، ج ۹، ص ۵۲.

نہم (۹): قال الرضاء: والدین کی دعا اپنی اولاد کے حق میں، ایک حدیث شریف ذکر کی جاتی ہے کہ ”یہ دعا اُمت کے لیے دعائے نبی کے مثل ہوتی ہے۔“

رواہ الدیلمی عن أنس رضي الله تعالى عنه. (۱)

وہم (۱۰): قال الرضاء: اولاد کی دعا والدین کے حق میں۔

أبو نعيم عن واثلة بن الأسقع رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: ((أربع دعواتهم مستجابة: الإمام العادل والرجل يدعو لأخيه بظهر الغيب ودعوة المظلوم ورجل يدعو لوالديه)). (۲)

یا زوہم (۱۱): قال الرضاء: حاجی کی دعا جب تک اپنے گھر پہنچے۔

حدیث شریف میں ہے: ”جب تو حاجی سے ملے، اسے سلام کرا اور مصافحہ کرا اور درخواست کر کہ وہ تیرے لئے استغفار کرے، قبل اس کے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو کہ وہ مغفور ہے۔“

آخر جہ الإمام أحمد عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما. (۳)

۱ اس حدیث کو دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

”المسند الفردوس“ للدیلمی، الحدیث: ۲۸۵۹، ج ۱، ص ۳۸۶۔

۲ ابو نعیم، واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی: چار آدمیوں کی دعائیں قبول ہیں: (۱) عادل بادشاہ، (۲) وہ شخص کہ اپنے مسلمان بھائی کی غیر موجودگی میں اس کیلئے دعا کرے، اور (۳) مظلوم کی دعا، اور (۴) وہ شخص جو اپنے والدین کیلئے دعا کرے۔

”کنز العمال“، کتاب الأذکار، الحدیث: ۳۳۰۲، ج ۱، الجزء الثاني، ص ۴۳۔

۳ اس حدیث کی تخریج امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کی۔

”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، ج ۲، ص ۳۵۱، ۵۳۷۱۔

دوسری حدیث شریف میں ہے: ”حاجی کی دعا رد نہیں ہوتی، جب تک پلٹے۔“
 البیہقی والدیلمی ویأتی۔^(۱)

دُواز دہم (۱۲): قال الرضاء: عمرہ کرنے والا۔

حدیث شریف میں ہے: ”حج و عمرہ والے خدا کے مہمان ہیں، دیتا ہے انہیں جو مانگیں اور قبول فرماتا ہے جو دعا کریں۔“

رواہ البیہقی (اس حدیث کو بیہقی نے روایت کیا)۔^(۲)

سیر دہم (۱۳): قال الرضاء: مریض کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
 ”جب بیمار کے پاس جاؤ، اس سے اپنے لیے دعا چاہو کہ اس کی دعا مثل دعائے ملائکہ ہے۔“ رواہ ابن ماجہ عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔^(۳)

دوسری حدیث شریف میں ہے: ”مریض کی دعا رد نہیں ہوتی، یہاں تک کہ اچھا ہو۔“

1 اس حدیث مبارکہ کو بیہقی اور دیلمی نے روایت کیا اور یہ حدیث مبارکہ آگے (ہند ہم میں) آئیگی۔
 ”شعب الإیمان“، باب فی الرجاء من اللہ تعالیٰ، ذکر فصول فی الدعاء... إلخ،
 الحدیث: ۱۱۲۵، ج ۲، ص ۴۷۔

2 ”شعب الإیمان“، باب فی المناسک، فضل الحج والعمرة، الحدیث: ۴۱۰۶-۴۱۰۹،
 ج ۳، ص ۴۷۶-۴۷۷۔

3 اس حدیث کو ابن ماجہ نے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

”سنن ابن ماجہ“، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی عیادة المریض، الحدیث: ۱۴۴۱،

ج ۲، ص ۱۹۱۔

رواہ ابن ابی الدنیا ونحوہ عند البیہقی والدیلمی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔^(۱)

چچاروہم (۱۴): قال الرضاء: ہر مومن مبتلائے بلا یعنی بلائے دنیوی وجسمانی۔ یہ مریض سے عام ہے۔

حدیث شریف میں ہے: سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد ہوا: ”اے سلمان! بیشک مبتلا کی دعا مستجاب ہے۔“

الدیلمی عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔^(۲)

دوسری حدیث شریف میں ہے: ”مومن مبتلا کی دعا غنیمت جانو۔“

أبو الشیخ عن أبي الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔^(۳)

پانژوہم (۱۵): قال الرضاء: جو یادِ خدا بکثرت کرتا ہو۔

حدیث شریف میں ہے: ”تین شخصوں کی دعا اللہ تعالیٰ رد نہیں کرتا: ایک وہ کہ

1 اس حدیث کو ابن ابی الدنیا اور اسی کی مثل بیہقی اور دیلمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

”شعب الایمان“، باب فی الرجاء من اللہ تعالیٰ، ذکر فصول فی الدعاء... إلخ، الحدیث: ۱۱۲۵، ج ۲، ص ۴۷۔

2 اس حدیث کو دیلمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

”کنز العمال“، کتاب الأذکار، الحدیث: ۳۳۶۵، ج ۱، الجزء الثاني، ص ۴۷، (بحوالہ دیلمی)۔

3 اس حدیث کو ابوالشیخ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

”کنز العمال“، کتاب الأذکار، الحدیث: ۳۳۰۵، ج ۱، الجزء الثاني، ص ۴۳، (بحوالہ ابوالشیخ)۔

خدا کی یاد بکثرت کرے اور مظلوم اور بادشاہ عادل۔“

رواہ البیہقی عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه. ^(۱)

شَامُزُوْهُم (۱۶): قال الرضاء: جوتہا جنگل میں جہاں اسے اللہ کے سوا کوئی نہ دیکھتا ہو کھڑا ہو کر نماز پڑھے۔

ابن مندہ وأبو نعیم فی الصحابة عن ربیعة بن وقاص رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: ((ثلاثة مواطن لا تردّ فيها دعوة عبد: رجل يكون في برية بحيث لا يراه أحد إلا الله فيقوم فيصلي)). الحديث ^(۲)

ہَفْدُوم (۱۷): قال الرضاء: غازی کہ غزائے کفار کے لیے نکلے (یعنی کفار سے جہاد کرنے کیلئے نکلے) جب تک واپس آئے۔

1 اس حدیث کو بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

”شعب الإيمان“، باب فی محبة اللہ عزوجل، فصل فی إدامة ذكر اللہ عزوجل، الحديث: ۵۸۸، ج ۱، ص ۴۱۹۔

2 ابن مندہ والبیہقی ”معرفة الصحابة“ میں حضرت ربیعہ بن وقاص رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: تین مقامات ایسے ہیں کہ ان میں بندے کی دعا رد نہیں کی جاتی، ان میں سے ایک وہ بندہ جو جنگل میں کھڑا ہو کر اس حال میں نماز ادا کرے کہ اسے اس کے رب عزوجل کے سوا کوئی نہ دیکھتا ہو۔ (الحديث)

”معرفة الصحابة“، لأبي نعیم، ربیعة بن وقاص، الحديث: ۲۷۹۲، ج ۲، ص ۲۹۸، بالفاظ متقاربة۔

الدیلمی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما : ((أربع دعوات لا ترد: دعوة الحاج حتى يرجع ودعوة الغازي حتى يصدر)) الحديث. (1)
وللبیهقي عنه بإسناد متماسک : ((خمس دعوات يستجاب لهن)) فذكر نحوه. (2)

خصوصاً جب کہ معاذ اللہ اور ساتھی بھاگ جائیں اور یہ ثابت قدم رہے، وهو فی تئمة حدیث ربیعة المارّ. (3)
ہو و ہم (۱۸): قال الرضاء: جس شخص نے کسی پر احسان کیا اپنے محسن کے حق میں اس کی دعا رد نہیں ہوتی۔

الدیلمی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ((دعاء المحسن إليه للمحسن لا یرد)). (4)

1 دیلمی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ چار دعائیں رد نہیں کی جاتی: حاجی کی دعا جب تک کہ لوٹ نہ آئے اور غازی کی دعا یہاں تک کہ واپس ہو۔ (الحديث)
”کنز العمال“، کتاب الأذکار، الحديث: ۳۳۰۱، ج ۱، ص ۴۳، (بحوالہ دیلمی).
2 اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسناد متماسک کے ساتھ روایت کیا کہ پانچ قسم کے لوگوں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں پھر مذکورہ بالا افراد کا ذکر فرمایا۔

”شعب الإیمان“، باب فی الرجاء من اللہ تعالیٰ، الحديث: ۱۱۲۵، ج ۲، ص ۴۷.

3 یعنی: اور اس کا تذکرہ ربیعہ بن وقاص سے مذکورہ بالا روایت کردہ حدیث کے آخر میں ہے۔

4 دیلمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ جس شخص نے کسی پر احسان کیا تو احسان کرنے والے کے حق میں اس کی دعا رد نہیں ہوتی۔

”المسند الفردوس“ للدیلمی، ج ۱، ص ۳۸۶، الحديث: ۲۸۶۳.

تُوڑ دہم (۱۹): قال الرضاء: جماعتِ مسلمانان کہ مل کر دعا کریں، بعض دعا کریں بعض آمین کہیں۔

الطبرانی والحاکم والبیہقی عن حبیب بن مسلمة الفہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ((لا یجتمع ملاء فیدعو بعضهم ویؤمن بعضهم إلا أجاہم اللہ تعالیٰ)).^(۱)

یہ گیارہ کہ فقیر نے ذکر کئے ان میں سوائے نہم و دہم کے باقی نو صاحب ”حصن حصین“ سے بھی رہ گئے۔

فالحمد لله على حسن التوفيق. ﴿۲﴾

1 طبرانی، حاکم اور بیہقی نے حضرت حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ مسلمان جمع ہوں ان میں بعض دعا کریں، اور بعض آمین کہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرماتا ہے۔

”المستدرک“ للحاکم، حبیب بن مسلمة الفہری کان محاب الدعوة، الحديث: ۵۵۲۹، ج ۴، ص ۴۱۷.

و”المعجم الكبير“، الحديث: ۳۵۳۶، ج ۴، ص ۲۲.

2 اس حسن توفیق پر اللہ عز و جل ہی کیلئے سب خوبیاں۔

فصل نہم

ان اعمالِ صالحہ میں جن کے کرنے والے کو کسی دعا کی حاجت نہیں۔

قال الرضاء: یہ فصل اگرچہ اس رسالے میں نہیں مگر اس مضمون کو حضرت
مُصَنِّفِ عَلَّامِ قُدُّسِ سِرُّہُ نے کتاب ”الجواهر“^(۱) میں افادہ فرمایا فقیر غَفَرَ اللہُ تعالیٰ لَہُ
بوجہِ جلالتِ فائدہ و عظمتِ عائدہ (یعنی عظیم فائدہ اور منفعت کے پیش نظر) اسے یہاں ذکر
کرتا ہے، وہ تین چیزیں ہیں:

اول (۱): درود شریف۔

امام احمد و ترمذی و حاکم باسانید صحیحہ بحیدہ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہیں: جب چہارم شب گزرتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر
فرماتے:

”اے لوگو! خدا کی یاد کرو، خدا کی یاد کرو، آئی رَاجِفَہ^(۲)، اس کے بعد آتی ہے
رَادِفَہ^(۳) آئی موت ان چیزوں کے ساتھ جو اُس میں ہیں۔“

میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں دعا بہت کیا کرتا ہوں اس میں

1 ”جواهر البیان فی أسرار الأركان“، فصل چہارم، ص ۱۸۵-۱۸۶۔

2 راجفہ سے مراد ہے قیامت کا پہلا نغمہ چونکہ اس نغمہ سے زمین میں سخت زلزلہ پڑ جائے گا۔

(مرآة المناجیح، باب البكاء والخوف، الفصل الأول، ج ۷، ص ۱۵۷)

3 رادفہ سے مراد دوسرا نغمہ جس سے مُردے جی اُٹھیں گے۔

(مرآة المناجیح، باب البكاء والخوف، الفصل الأول، ج ۷، ص ۱۵۷)

سے حضور کیلئے کس قدر مقرر کروں؟

فرمایا: ”جتنی چاہے۔“

میں نے عرض کی: چہارم۔

فرمایا: جس قدر چاہے، اور زیادہ کرے تو تیرے لئے بہتر ہے۔

میں نے عرض کی: نصف۔

فرمایا: ”جتنی چاہے، اور زیادہ کرے تو تیرے لئے بہتر ہے۔“

میں نے عرض کی: اپنی کل دُعا حضور کے لئے کر دوں، یعنی اپنی کل دعا کے عوض

حضور پر دُرُود بھیجا کروں؟

فرمایا: ”ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ تیرے سب مہمات (اہم اور مشکل کاموں میں)

کفایت کرے گا اور تیرے گناہ بخش دیگا۔“ (۱)

احمد و طبرانی باسناد حسن راوی: وهذا حدیث الطبرانی (یعنی یہ طبرانی کی حدیث

کے الفاظ ہیں) کہ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اپنی تہائی دعا حضور کے لیے

کروں؟

فرمایا: ”اگر تو چاہے۔“

1 ”سنن الترمذی“، کتاب صفة القيامة، باب في ترغيب في ذكر الله... إلخ،

الحديث: ۲۴۶۵، ج ۴، ص ۲۰۷.

و”المستدرک“، کتاب التفسیر، الحديث: ۳۶۳۱، ج ۳، ص ۱۹۸.

و”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۲۱۲۹۹-۲۱۳۰۰، ج ۸، ص ۵۰.

عرض کی: دو تہائی۔

فرمایا: ”ہاں“

عرض کی: کُل دعا کے عوض دُرود مقرر کروں۔

فرمایا: ”ایسا کرے گا تو خدا تیرے دنیا و آخرت کے سب کام بنا دے گا۔“^(۱)

اور بیشک دُرودِ دوسرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دعا ہے اور جس قدر اس کے فوائد و برکات مُصلّی (یعنی درود شریف پڑھنے والے) پر عائد ہوتے ہیں ہرگز ہرگز اپنے لیے دعا میں نہیں بلکہ ان کے لئے دعا تمام امتِ مرحومہ کے لیے دعا ہے کہ سب انہیں کے دامنِ دولت سے وابستہ ہیں۔

سلامتِ ہمہ آفاق در سلامتِ نُسْت^(۲)

دوم (۲): ذکرِ الہی۔

بیہقی نے ”شعب الایمان“ میں یحییٰ بن عقیق انہوں نے سالم بن عبد اللہ انہوں نے اپنے باپ عبد اللہ بن عمر انہوں نے اپنے والد حضرت فاروق اعظم انہوں نے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم، حضور نے رَبُّ الْعِزَّتِ ذِي الْجَلَالِ تَقَدَّسَتْ اَسْمَاؤُهُ سے روایت کی کہ فرماتا ہے:

((من شغله ذكرى عن مسألتي أعطيته أفضل ما أعطي السائلين)).

”جسے میری یاد میرے مانگے سے باز رکھے، میں اسے بہتر اس عطا کا بخشوں جو

1 ”المعجم الكبير“، الحديث: ۳۵۷۴، ج ۴، ص ۳۵.

و ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۲۱۳۰۰، ج ۸، ص ۵۰.

2 ع میں کیا بتاؤں تمناؤں زندگی کیا ہے

حضور آپ سلامت رہیں کی کیا ہے

مانگنے والوں کو دوں۔“ (۱)

اسی واسطے حضرت سالم بن عبد اللہ نے تمام مُدّت وقوف میں ذکرِ الہی پر اقتصار کیا اور تا غروبِ آفتاب (یعنی غروبِ آفتاب تک) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّ آبَائِنَا الْأُولِينَ کہتے رہے۔ (۲)

یوم (۳): تلاوتِ قرآن مجید۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب جلیل تَبَارَكَ وَتَعَالَى سے روایت فرماتے ہیں:

((من شغله القرآن عن ذكرى ومسألتي أعطيته أفضل ما أعطي

السائلين وفصل كلام الله على سائر الكلام كفضل الله على خلقه)).

1 ”شعب الإيمان“، الحديث: ۵۷۲، ج ۱، ص ۴۱۳.

2 اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کیلئے ہے ساری بادشاہت اور اسی کے واسطے سب خوبیاں، ساری بھلائی اسی کے ہاتھ میں ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اور ہم اس کے حضور گردن رکھے ہیں، اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اگرچہ برامانیں مشرک، اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو ہمارا رب اور ہمارے اگلے باپ داداؤں کا پروردگار ہے۔

”شعب الإيمان“، باب في المناسك، فضل الوقوف بعرفات، الحديث: ۴۰۸، ج ۳،

ص ۴۶۶، بالفاظ متقاربة.

”جسے تلاوتِ قرآن مجید میرے ذکر اور میرے سوال سے روک دے اسے افضل اس کا دوں، جو تمام سالکین کو عطا کروں۔

پھر فرمایا: ”اور بزرگی کلامِ الہی کی تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسے بزرگی رَبُّ العزت جَلَّ جَلَالُہٗ، اس کی تمام مخلوق پر۔“

قال الترمذي: حديث حسن (امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا)۔^(۱)

واللہ سبحنہ وتعالیٰ أعلم بالصواب۔^(۲)

1 ”سنن الترمذی“، کتاب ثواب القرآن، الحدیث: ۲۹۳۵، ج ۴، ص ۴۲۵۔

2 درستی کا بہتر علم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ہے۔

فصل دہم بحث دعا کے متعلق چند نفیس سوال و جواب میں

سوال اول (۱): اپنی عاجزی اور پُروردگار تبارک و تعالیٰ کی رحمت پر نظر کر

کے دعا و سوال بہتر ہے یا قضا (تقدیر) پر راضی ہو کر ترک، اولیٰ ہے؟

جواب: بعض علماء ترک دعا کو اولیٰ جانتے ہیں۔

امام واسطی فرماتے ہیں: جو خدائے تعالیٰ نے تیرے لیے ٹھہرا دیا وہ اس سے بہتر

ہے جو تو مانگتا ہے۔^(۱)

سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے بلا کے وقت دعا نہ مانگی، جبرائیل علیہ

الصلاۃ والسلام نے کہا: کچھ حاجت ہے؟ فرمایا: ہاں، مگر نہ تم سے، کہا: خدا سے عرض کیجئے،

فرمایا: **حَسْبِيَ مَنْ سَأَلَ عِلْمَهُ بِحَالِي**۔^(۲)

خدا واقف کہ حافظ را غرض چیست^(۳)

و علم الله حسبي عن سؤالي^(۴)

1 "الرسالة القشيرية"، باب الدعاء، ص ۲۹۶۔

۱۔ ملا علی قاری "شرح فقہ اکبر" میں لکھتے ہیں: کہ اس کلمہ کی برکت سے جلنے سے محفوظ رہے، سات دن

یا چالیس دن آگ میں رہے اور اس وقت سولہ برس کے تھے۔ ۱۲ منہ قدس سرہ۔

"شرح الفقہ الأكبر"، الدعاء للمیت ینفع خلافاً للمعتزلة، ص ۱۳۰۔

2 یعنی اس کا میرے حال کو جاننا یہی مجھے کفایت کرتا ہے میرے سوال کرنے سے۔

"تفسیر البغوی"، ج ۳، ص ۲۱۱۔

3 یعنی خدا جانتا ہے کہ حافظ کی غرض کیا۔ حافظ سے مراد "حافظ شیرازی" ہیں۔

4 ع خدا تو جانتا ہے حال کیا ہے اس کے بندے کا

نہیں حاجت میرے معروض کی اس رب اعلم کو

علماء کہتے ہیں: جو چیز بے مانگے ملتی ہے اس سے کہ مانگنے سے حاصل ہو، بہتر ہوتی ہے دیکھو! حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے مغفرت کی طلب اور حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے ہدایت کی تمنا کی، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دونوں نعمتیں حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ علیہما الصلاۃ والسلام سے بہتر و افضل حاصل ہوئیں۔

قال الرضاء: قال سيدنا إبراهيم عليه الصلاة والتسليم:

﴿وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ﴾⁽¹⁾

وقال: ﴿وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ﴾⁽²⁾

وقال موسى الكليم عليه الصلاة والتسليم: ﴿إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي

سَيَهْدِينِ﴾⁽³⁾

وقال تعالى لمحمد صلى الله عليه وسلم: ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا

تَقَدَّمَ﴾⁽⁴⁾ الآية.

1 سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے رب سے عرض کی: ”اور وہ جس کی مجھے آس لگی ہے کہ

میری خطائیں قیامت کے دن بخشے گا۔“ (ترجمہ کنز الایمان) (پ ۱۹، الشعراء: ۸۲)

2 اور عرض کی: ”اور مجھے رسوا نہ کرنا جس دن سب اٹھائے جائیں گے۔“ (ترجمہ کنز الایمان)

(پ ۱۹، الشعراء: ۸۷)

3 موسیٰ کليم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام نے کہا: ”میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں، اب وہ مجھے

راہ دے گا۔“ (ترجمہ کنز الایمان) (پ ۲۳، الصّٰفّٰت: ۹۹)

4 اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: ”تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے

تمہارے اگلوں کے“ (ترجمہ کنز الایمان) (پ ۲۶، الفتح: ۲)

وقال تعالى: ﴿يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ﴾ (1)

وقال تعالى: ﴿وَيَهْدِيكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا﴾ (2)

حدیث قدسی میں ہے: ((من شغله ذكرى عن مسألتي أعطيته أفضل

ما أعطي السائلين)).

”جسے میری یاد مجھ سے دعا مانگنے کی فرصت نہ دے، اسے مانگنے والے سے بہتر

دوں۔“ (3)

اور یہ بھی حدیث میں وارد کہ ”خدا بھائی یوسف علیہ السلام پر رحم کرے اگر بادشاہ سے اس بات کی کہ مجھے خزانوں پر مقرر کر، درخواست نہ کرتے، اسی وقت مقرر کرتا، درخواست کے سبب برس دن تک مقرر نہ ہوئے۔“ (یعنی ایک سال تاخیر سے مقرر ہوئے) (4)

قال الرضاء: امام دوقی کا قصد کنارِ دریا، دور سے چند ابدال کو مختلف شکلوں میں مُتَشَكِّل ہوتے دیکھنا، پھر ان کے قریب آ کر نماز میں انہیں امام بنانا، ایک جہاز ڈوبتا دیکھ کر ان کا دعا کرنا، خلاص پانا ابدال کا اقتداء سے جدا ہو جانا، کہ تمہیں کارخانہ قضا میں

1 ترجمہ کنز الایمان: ”جس دن اللہ رسوائہ کرے گانہی اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو۔“

(پ ۲۸، التحريم: ۸)

2 ترجمہ کنز الایمان: ”اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے۔“ (پ ۲۶، الفتح: ۲)

3 ”شعب الایمان“، ج ۱، ص ۴۱۳، الحدیث: ۵۷۲.

4 ”الجامع لأحكام القرآن“، الجزء التاسع، ج ۵، ص ۱۴۸.

و ”روح المعاني“، الجزء: ۱۳، ص ۹. و ”تفسير البغوي“، ج ۲، ص ۳۶۳.

و ”تفسير الخازن“، ج ۳، ص ۲۷.

دُخْلِ دینے کا کیا منصب ہے معروف و مشہور، اور مثنوی شریف حضرت مولوی قُدّس سِرُّہُ
الْمُعَنَوٰی میں مذکور۔^(۱)

اور بعض علما دعا و سوال بنظر ان فوائد کے جو سابق مذکور ہوئے بہتر سمجھتے ہیں۔
بعض کہتے ہیں: بہتر یہ ہے کہ زبان سے دعا کرے اور دل سے خدا کے حکم و قضا
پر راضی رہے تاکہ دونوں فائدے ہاتھ آئیں۔
بعض کہتے ہیں: جس بات میں حظِ نفس کو دخل ہے وہاں سکوت و ترکِ دعا افضل
ہے اور جس میں دین و شرع کی ترقی یا کسی دوسرے مسلمان کا فائدہ ہے اس کا مانگنا
مناسب۔^(۲)

بعض علماء فرماتے ہیں: جس وقت دل دعا کی طرف اشارہ کرے اور اس سے
گُشودِ کار نظر آئے (یعنی اپنا مقصود و مطلوب حاصل ہوتا دکھائی دے) دعا بہتر ہے اور جب سکوت
کی طرف اشارہ کرے سکوت اولیٰ، اور یہ قول اَصَحُّ اقوال ہے (یعنی یہ قول تمام اقوال سے صحیح تر
ہے)۔^(۳)

اکثر اُمور، خصوصاً مُباحات و مَندوبات میں دل کا فتویٰ اعتبارِ تمام رکھتا ہے اسی
واسطے کہتے ہیں: دعا و ترک میں ترجیح، وقت پر ظاہر ہوتی ہے۔

1 ”مثنوی مولانا روم“ (مترجم)، دفتر سوم، ص ۳۷-۴۲۔

2 یعنی جس بات کی دعا مانگنے میں ذاتی مفاد شامل ہو وہاں دعا کو چھوڑ دینا اور راضی برضائے مولیٰ
رہنا افضل ہے اور جس بات کی دعا مانگنے میں دین و متین کی سر بلندی یا کسی مسلمان بھائی کا فائدہ ہو تو ایسی
دعا مانگنا مناسب ہے۔

3 ”الرسالة القشيرية“، باب الدعاء، ص ۲۹۶-۲۹۷۔

قال الرضاء: یہ جو حضرت مُصَنِّفِ قُدَّسَ سِرُّہُ نے ارشاد فرمایا حکم اصلی ہے،

مگر اس کا مو رد صرف اولیاء ہیں جن کی نسبت: ((اَسْتَفْتِ قَلْبُکَ)) (۱) وارد۔

عوام مومنین کہ فُجُو ائے قَلْب و طُغُو ائے نَفْس و اِغْوَا ائے دِیو میں تمیز نہیں کر سکتے، انکے لیے راہ یہی ہے کہ دعا میں کبھی تقصیر (کی) نہ کریں کہ فی نفسہ عبادت بلکہ مغز عبادت ہے، لہذا قرآن وحدیث میں مطلقاً اس کی طرف ترغیب فرمائی کہ احکام شرعیہ میں کثیر غالب ہی پر لحاظ ہوتا ہے۔ (۲)

ثَمَّ اَقُول: محل نزاع ادعیہ خاصہ، وقت حاجات حادثہ ہیں (۳)، ورنہ مُطْلَق دعا

باجماع اُمّت مرحومہ ہر روز کم از کم بیس بار واجب ہے، ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ (۴)

1 "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحدیث: ۱۸۰۲۸، ج ۶، ص ۲۹۳۔

2 حکم وہی ہے جو مُصَنِّف علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا یعنی بعض علماء ترک دعا مناسب جانتے ہیں اور بعض فوائد کے پیش نظر دعا کرنے کو، مگر یہ صرف اولیائے کرام رحمہم اللہ کے لئے ہے جن کے بارے میں ارشاد فرمایا: "اپنے دل سے فتویٰ پوچھئے"، یہ حکم عام مسلمانوں کیلئے نہیں کہ وہ دل کی باتوں، نفس کی چالوں اور شیطانی وسوسوں میں تمیز نہیں کر سکتے لہذا ان کے لئے حکم یہی کہ وہ دعا میں کمی نہ کریں کیونکہ دعا نہ صرف عبادت بلکہ عبادت کا مغز ہے قرآن وحدیث میں دعا کی ترغیب مطلقاً اس لئے دی گئی ہے کہ شرعی احکامات میں زیادہ تر غالب کا ہی اعتبار کیا جاتا ہے۔

3 "ادعیہ" دعا کی جمع ہے۔ اور دعا مانگنے یا ناما لگنے میں علماء کا جو اختلاف گزرا وہ بعض خاص دعاؤں کے متعلق اس وقت ہے کہ جب اچانک کوئی مشکل یا مصیبت آئے اور دعا کی جائے، ورنہ مطلق دعا میں کوئی اختلاف نہیں۔

4 ترجمہ کنز الایمان: ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ (الفاتحہ: ۵)

کیا دعا نہیں! اور ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (۱) سب سے افضل دعا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلَّهِ)) (۲)

رواہ الترمذی وحسنہ والنسائی وابن ماجہ وابن حبان والحاکم

وصحّحه عن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنهما. (۳)

دُرود شریف بھی دعا ہے کہ باجماعِ اُمتِ مرحومہ عمر میں ایک بار ہر مسلمان پر

فرضِ قطعی اور عِنْدَ الْمُحَقِّقِينَ (محققین کے نزدیک) ہر بار کہ ذکر شریف حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم آئے واجب ہے۔ (۴)

1 ترجمہ کنز الایمان: سب خوبیاں اللہ کو جو مالکِ سارے جہان والوں کا۔ (الفاتحة: ۱)

2 سب سے افضل ذکر ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہے اور سب سے افضل دعا ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ ہے۔

3 اس حدیث کو ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا، اور حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا اور ترمذی نے اسے حَسَن قرار دیا۔

”سنن الترمذی“، باب ما جاء أنَّ دعوة المسلم مستجابة، الحديث: ۳۳۹۴، ج ۵، ص ۲۴۸.

و ”سنن ابن ماجہ“، کتاب الأدب، باب فضل الحامدين، الحديث: ۳۸۰۰، ج ۴، ص ۲۴۸.

و ”المستدرک“ للحاکم، کتاب الدعاء والتکبیر... إلخ، أفضل الذكر لا إله إلا الله... إلخ،

الحديث: ۱۸۹۵، ج ۲، ص ۱۷۹.

4 ”الدّر المختار“ و ”ردّ المختار“، کتاب الصلاة، آداب الصلاة، ج ۲، ص ۲۷۷-۲۷۸.

اس مسئلہ کی تفصیل جاننے کیلئے ”فتاویٰ رضویہ“، جلد ۶، صفحہ ۲۲۲-۲۲۳، اور ”بہارِ شریعت“، ج ۱، حصہ

اول، صفحہ ۷۶ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ فرمائیں۔

یوں ائمہ شافعیہ کے نزدیک ہر روز انتالیس بار دعا فرض ہوگی کہ شبانہ روز میں سترہ رکعتیں فرض ہیں ہر رکعت میں فاتحہ فرض، ہر فاتحہ میں دو بار دعا اور ہر قعدہ اخیرہ میں دو رو فرض ہے۔^(۱)

احادیث سابقہ^(۲) جن میں ارشاد ہوا کہ ”جو دعا نہ کرے اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرمائے“، ترکِ مطلق ہی پر محمول یا معاذ اللہ اپنے کو بارگاہِ عزت عزوجل سے بے نیاز جاننا، اس کے حضور تضرع و زاری سے پرہیز رکھنا کہ اب صریح کفر و موجبِ غضبِ ابدی ہے۔
ولہذا ﴿ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾^(۳) کے متصل ہی ارشاد ہوا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾^(۴)

۱ عند الشوافع درود فرض ہے۔

انظر ”الهداية“، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۱، ص ۵۳.

و ”شرح صحيح مسلم“ للنووي، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد التشهد، ج ۱، ص ۱۷۵.

عند الشوافع سورة فاتحہ پڑھنی فرض ہے۔

انظر ”شرح صحيح مسلم“ للنووي، كتاب الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة... إلخ، ج ۱، ص ۱۷۰.

۲ وہ حدیثیں کہ فصل دوم میں ادب ۳۰ کے تحت مذکور ہوئیں۔

۳ ترجمہ کنز الایمان: ”مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔“

۴ ”جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر۔“ (پ ۴، ۲)

(المؤمن: ۶۰)، (یہاں عبادت سے مراد دعا ہے، انظر فصل اول، ص ۴۸)

بالجملہ مطلق دعائیں ہرگز کسی مسلمان سے نزاع معقول نہیں اور خود بعد اہر صریح:

﴿ادْعُونِي﴾ و فرمان: ﴿وَأَسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ﴾ (۱) گنجائشِ کلام کیا ہے۔ (۲)

فافهم، واللہ تعالیٰ اعلم۔ ﴿

سوال دُوم (۲): دعا تفویض کے منافی (خلاف) ہے، جو شخص اپنا کام کسی کے

سپرد کرتا ہے آپ (خود) اس میں دخل نہیں دیتا۔

جواب: تفویض کے یہ معنی کہ بندہ جس کام کے نفع نقصان سے واقف نہ ہو

اسے اپنے مولیٰ کو کہ حکیم و کریم و علیم ہے سپرد کرے وہ مصلحت اس کی اس سے بہتر جانتا

ہے، نہ یہ کہ جو بات قطعاً اس کے حق میں بہتر ہے مانند بہشت و ایمان و محبتِ خدا کے، اس

کی طلب نہ کرے یا جو بات بالیقین مُضَرّ ہے، مثل کفر و شرک و معصیت و دوزخ کے، اس

سے پناہ نہ چاہے، بلکہ جس بات کا انجام معلوم نہیں اس کی طلب بھی مع استثناء و شرطِ خیر

و صلاح، منافی تفویض نہیں۔ (۳)

1 ترجمہ کنز الایمان: ”اور اللہ سے اس کا فضل مانگو“ (پ ۵، النساء: ۳۲)

2 دعا کرنے یا اسکو ترک کرنے کے متعلق جو علما کا اختلاف ہے وہ خاص مواقع کے متعلق ہے ورنہ

مطلقاً دعا کے مانگنے میں تو کسی کا بھی اختلاف نہیں اور جن آیات و احادیث میں ترکِ دعا پر غضبِ الہی

و غیرہ کی وعیدیں آئی ہیں ان میں مراد وہ لوگ ہیں جو مطلقاً دعا کو ترک کر دیتے ہیں یا معاذ اللہ اپنے آپ

کو بارگاہِ ایزدی سے بے نیاز سمجھ کر دعا ترک کرتے ہیں اور اسکے حضور تضرع و انکساری سے کتراتے اور

پرہیز کرتے ہیں اور یہ تو صریح کفر اور اللہ عز و جل کے دائمی غضب کا باعث ہے۔

3 بلکہ جس بات کا انجام معلوم نہیں یعنی یہ نہیں جانتا کہ فلاں چیز کا سوال میرے حق میں بہتر ہے یا

نہیں؟ تو اس فلاں چیز کا سوال بھی، استثناء (مثلاً لفظ ”اگر“ کے ساتھ یعنی: اے میرے مالک!

اگر تجھے پسند ہو تو مجھے یہ عطا فرما، اگر میرے حق میں بہتر ہو تو عطا فرما، اسی طرح اگر میرے حق میں

مناسب ہو تو عطا فرما مذکورہ تینوں طرح سے دعا مانگنا تفویض کے خلاف نہیں۔

دعائے استخارہ میں وارد: ”الہی! یہ کام اگر میرے دین و دنیا و انجام میں بہتر ہے تو مجھے اس کی توفیق دے، ورنہ مجھ کو اس سے باز رکھ اور میرا دل اس سے پھیر۔“ (۱)

البتہ جس چیز میں مُضَرَّت (نقصان) یقینی ہے اس کی طلب کرنا یا جس کا نفع نقصان معلوم نہیں بغیر شرطِ خیر و صلاح کے مانگنا تفویض کے منافی و بے جا ہے۔

امام غزالی کے شیخ فرماتے ہیں: استثناء اور شرطِ خیر و صلاح قَطْعِیَّات (یقینی چیزوں) میں بھی اولیٰ کہ کبھی خیر و صلاح مفضول (کم افضل عمل) میں ہوتی ہے، مثلاً: ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور وقت تنگ ہو گیا ہے اور ایک اندھا کنوئیں میں گرا پڑتا ہے، بچانا اس کا اس کے حق میں بہتر ہے اگرچہ نماز فی نفسہ افضل ہے، اور اکثر ہوتا ہے کہ افضل کی طلب میں آدمی ہلاک ہو جاتا ہے اور مفضول بے ضرر ہاتھ آتا ہے جیسے: مَاءُ الشَّعْبِیْرِ (یعنی جو کا وہ پانی جو شراب نہ ہو) بعض مریضوں کے حق میں مفید، اور شربت اگرچہ افضل ہے مُضِر۔ پس ایسا مفضول افضل سے اَصْلَح و بہتر ہے۔ تو بندے کو لائق کہ اپنے مالک سے عرض کرے: الہی! میری صلاح و بہبود افضل میں رکھ اور اس کی توفیق دے، قطعاً جزاً یا بلا شرط صلاح افضل کی درخواست نہ کرے کہ کبھی مُضِر ہوتی ہے۔

قال الرضاء: اس کلام سے مقصود سلبِ عموم ہے یعنی سب قَطْعِیَّات ایسے نہیں کہ صَم استثناء و شرطِ خیر سے بے نیاز ہوں، نہ عموم سلب کہ سب قطعیات میں اس کی حاجت ہو، محبتِ خدا و رسول جل جلالہ صلی اللہ علیہ وسلم و بہشت و دیدارِ الہی و شفاعتِ رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم و توفیقِ طاعت کی طلب، اور کفر و بدعت و دوزخ و غضبِ الہی و ناراضی حضور

1 ”صحیح البخاری“، کتاب التہجد، باب ما جاء فی التطوع مثنی مثنی، الحدیث: ۱۱۶۲،

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعوذ (پناہ مانگنا) اصلاً محتاج شرط و استثناء نہیں کہ ان امور میں کسی صورت دوسرا پہلو مَنصُور نہیں اور جہاں دوسرا پہلو پیدا ہوگا وہاں بھی شرط و استثناء نظر بنفس ذات افضل ہوں گے کہ افضل فی نفسہ کبھی بوجہ عارض مفضل ہو سکتا ہے^(۱) جیسے آقا قیوں کے لیے نماز و طواف^(۲) ورنہ مَفْضُول مِنْ حَيْثُ هُوَ مَفْضُول ہرگز اَصْلَح نہیں ہو سکتا^(۳)، واللہ تعالیٰ اعلم۔ ﴿

سوال رؤوم (۳): جو مقدر ہے ہوگا، پھر دعا سے کیا فائدہ؟

جواب: دعا سے بلا رَدّ ہوتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”قضاء دعا کے سوا کسی چیز سے رد نہیں ہوتی اور سوائے کسی کے کوئی چیز عمر کو زیادہ نہیں

۱ ”قَطْعِيَّات“ سے مراد یہاں وہ امور ہیں جن کا نفع یا نقصان یقینی ہے اور ان میں دوسرا پہلو نہ پایا جائے مثلاً محبت خدا اور رسول عزوجل صلی اللہ علیہ وسلم کی طلب اور غضب الہی و ناراضی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ، یعنی بعض امور یقینیہ ایسے ہیں کہ جن سے متعلق دعا کرتے وقت استثناء و خیر کی شرط لگانے کی حاجت نہیں کہ ”الہی! اگر یہ کام میرے دین و دنیا و انجام میں بہتر ہے تو مجھے اس کی توفیق دے، ورنہ مجھ کو اس سے باز رکھ اور میرا دل اس سے پھیر۔“ بعض امور یقینیہ ایسے ہیں کہ جن سے متعلق دعا کرتے وقت استثناء و خیر کی شرط لگانا ہی بہتر ہے جیسا کہ ”ماء الشعیر“ والی مثال گزری۔

۲ مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ گنا بڑھ کر ملتا ہے اس کے باوجود آفاقی (یعنی حرم شریف سے باہر رہنے والے) کو نماز کے بجائے زیادہ طواف کرنے کا حکم ہے۔

تفصیل کیلئے ”بہار شریعت“، ج ۱، حصہ ۶، صفحہ ۱۱۱۲، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کا مطالعہ کیجئے۔

۳ یعنی جس چیز پر کسی دوسری چیز کو فضیلت حاصل ہو تو بذات خود پہلی چیز اس دوسری چیز سے زیادہ مفید و بھلی نہیں ہو سکتی۔

کرتی۔“ (۱)

دوسری حدیث میں ہے: ”دعا اس چیز سے کہ نازل ہوئی اور اس سے کہ ہُوَ نازل نہ ہوئی (جو ابھی تک نازل نہ ہوئی) فائدہ بخشی ہے اور بیشک بلا نازل ہوتی ہے اور دعا اس کو مل جاتی ہے تو دونوں آپس میں مُدَافَعَت کرتی رہتی (لڑتی رہتی) ہیں“ (۲) یعنی بلا اترنا چاہتی ہے اور دعا اس کو روکتی ہے یہاں تک کہ قیامت تک نہیں اترنے دیتی۔

مگر یہ رَدُّ بھی قضا کے موافق ہے جس طرح وجود ہر شے کا کسی سبب سے مَرُوط (ملا ہوا) ہے اسی طرح ہر چیز کے روکنے اور دفع کرنے کے لیے بھی ایک سبب مقرر ہے، سَہَر (یعنی ڈھال) حَرَبَہ (جنگی ہتھیار) روکنے کا ایک سبب ہے، اور دعا سبب دفعِ بلا، سَہَر لینا قضا کے خلاف نہیں، دعا کیونکر مُنَافِی ہو سکتی ہے!

تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ قضا و قسم ہے:

مُبَرَّم کہ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ (۳) اس کا بیان ہے

1 ”سنن الترمذی“، کتاب القدر، باب ما جاء لا یرد القضاء إلا الدعاء، الحدیث:

۲۱۶۶، ج ۴ ص ۵۵.

و ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، الحدیث: ۲۲۴۷۶، ج ۸، ص ۳۳۰.

2 ”المستدرک“، کتاب الدعاء والتکبیر... إلخ، لا یرد القدر إلا الدعاء،

الحدیث: ۱۸۵۶، ج ۲، ص ۱۶۲.

3 یعنی جو ہونا ہے اسے لکھ کر قلم سوکھ گیا، مراد یہ کہ اللہ عزوجل کے لکھے میں تبدیلی ممکن نہیں، جو لکھ دیا گیا وہ ہو کر رہے گا۔

”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، الحدیث: ۲۸۰۴، ج ۱، ص ۶۵۹.

اور مُعَلَّقُ کہ ﴿وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُعَمَّرٍ وَلَا يُنْقِصُ مِنْ عُمُرِهِ﴾^(۱) اس کا نشان ہے، مفسرین اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: بعض اسباب سے عمر میں کمی زیادتی ہوتی ہے اور وہ بھی لوح محفوظ میں لکھی ہے۔^(۲)

پس قضا میں تغیر (تبدیلی) قضا کے مطابق رَوَا ہے، مثلاً: مقدر ہے کہ زید کی عمر ساٹھ برس کی ہوگی اور جو حج کرے گا اسی برس زندہ رہے گا۔

تنبیہ:

قال الرضاء: یہ قضا میں تغیر نہیں مُقْضٰی بہ کا تغیر ہے اور مُقْضٰی کی بھی ذات بدلی نہ (کہ) اس کے مُقْضٰی ہونے کی حیثیت اسے اس اعتبار سے جو نظر عامہ عباد میں ظاہر ہوتا ہے احادیث و کلمات علمائے کرام میں ردّ و تغیر قضا فرمایا ہے،^(۳) اس کا

1 ترجمہ کنز الایمان: ”اور جس بڑی عمر والے کو عمر دی جائے یا جس کسی کی عمر کم رکھی جائے۔“

(پ ۲۲، فاطر: ۱۱)

2 ”روح المعانی“، پ ۲۲، فاطر: تحت الآیة: ۱۱، الجزء: ۲۲، ص ۴۷۹-۴۸۰.

3 مقضٰی بہ سے مراد یہاں وہ شے ہے جو تقدیر میں لکھی گئی ہو جیسا کہ ابھی مثال گزری کہ ”مقدر ہے کہ زید کی عمر ساٹھ برس کی ہوگی اور اگر حج کرے گا تو اسی برس زندہ رہے گا۔“ تو اس مثال میں زید کی عمر مقضٰی بہ ہے جو کہ ساٹھ سے بدل کر اسی تک بڑھادی جائے گی۔

یہ تقدیر میں تبدیلی نہیں بلکہ جو چیز تقدیر میں مقدر کی گئی ہے اس کی تبدیلی ہے چنانچہ مقضٰی بدلا یعنی جو چیز مقدر کی گئی تھی وہ بدلی نہ کہ خود تقدیر ہی اپنی حیثیت بدل گئی یعنی عام لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ اس بندے کے حق میں یہ دو باتیں (۶۰ اور ۸۰) طے شدہ تھیں جو اس کے فعل و عمل سے متعین ہوگی۔

بیان عنقریب آتا ہے، پہلے یہ جانے کہ یہاں بعض اشخاص کو قولِ حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کہ ”سب اولیاءِ قضائے مُعَلَّق کو روکتے ہیں اور میں قضائے مُبَرَم کو رد فرماتا ہوں“ او کما قال رضي الله عنه (یا اسی طرح کا ارشاد جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا) حُبہ گزرتا ہے کہ قضائے مُبَرَم کیونکر قابلِ رد ہو سکتی ہے!

أقول: شاید ان صاحبوں کو حدیثِ اُبی الشیخ فی ”کتاب الثواب“ عن انس رضي الله عنه نہ پہنچی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((أكثر من الدعاء فإنَّ الدعاء يردَّ القضاء المبرم)).

”دعا بکثرت مانگ کہ دعا قضائے مُبَرَم کو رد کر دیتی ہے۔“^(۱)

حدیث ابن عساکر عن نمیر بن اوس مرسلًا^(۲) وحديث الديلمي عن أبي موسى رضي الله تعالى عنه موصولاً کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((الدعاء جند من أجناد الله مجند يردَّ القضاء بعد أن يبرم)).

”دعا اللہ تعالیٰ کے لشکروں سے ایک لام باندھا لشکر ہے (یعنی ہر طرح کے جنگی سامان سے لیس لشکر ہے) کہ قضا کو رد کر دیتا ہے بعد مُبَرَم ہونے کے۔“^(۳)

1 ”کنز العمال“، کتاب الأذکار، الباب الثامن في الدعاء، الحديث: ۳۱۱۷، ج ۱،

2 حدیث مرسل کی تعریف: جس حدیث کی سند کے اخیر سے راوی کو ساقط کر دیا جائے، مثلاً: تابعی

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرے اور صحابی کو چھوڑ دے۔ (”تیسیر مصطلح الحدیث“، ص ۷۰)

3 ”تاریخ دمشق“ = ”ابن عساکر“، ج ۲۲، ص ۱۵۸.

تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ قضاے مُعَلَّقُ دو قسم ہے:

ایک مُعَلَّقُ مَحْضُ جس کی تعلیق کا ذکر لوحِ محو و اثبات یا صُحُفِ ملائکہ میں بھی ہے، عام اولیاء جن کے علوم اس سے مُتَجَاوِز نہیں ہوتے ایسی قضا کے دفع پر دعا کی ہمت فرماتے ہیں کہ انہیں بوجہ ذکرِ تعلیق اس کا قابلِ دفع ہونا معلوم ہوتا ہے۔

دوسری مُعَلَّقُ شَبِیْہَ بِالْمُبْرَمِ کہ علمِ الہی میں تو مُعَلَّقُ ہے مگر لوحِ محو و اثبات و دفاترِ ملائکہ میں اس کی تعلیق مذکور نہیں، وہ ان ملائکہ اور عام اولیاء کے علم میں مُبْرَمِ ہوتی ہے، مگر خواص عبادُ اللہ جنہیں امتیازِ خاص ہے، بِإِلْہَامِ ربانی بلکہ برویت مقامِ ارفع حضرت مَخْذَع^(۱) اس کی تعلیق واقعی پر مُطْلِعُ ہوتے ہیں اور اس کے دفع میں دعا کا اذن پاتے ہیں، اور یا عام مومنین جنہیں أَلْوَحِ و صحائف پر اطلاع نہیں حسبِ عادت دعا کرتے ہیں اور وہ بوجہ اس تعلیق کے جو علمِ الہی میں تھی مُنْذَرُ دفع ہو جاتی ہے، یہ وہ قضاے مُبْرَمِ ہے جو صالح رَدِّ (یعنی ٹل سکتی) ہے، اور اسی کی نسبت حضورِ غوثیت کا ارشادِ امجد۔

1 ”بہجة الأسرار“ شریف میں حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول کہ ”میں لوگوں کے حالات سے علیحدہ ہوں میں ان کی عقلوں سے علیحدہ ہوں تمام مردانِ خدا جب تقدیر تک پہنچتے ہیں تو رک جاتے ہیں مگر میں وہاں تک پہنچتا ہوں اور میرے لئے ایک کھڑکی کھل جاتی ہے اس میں داخل ہوتا ہوں اور تقدیراتِ حق سے حق کے ساتھ حق کیلئے منازعت کرتا ہوں“ اسی مقام کو مَخْذَعُ کہتے ہیں۔

قصیدہ غوثیہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

أَنَا الْحَسَنِيُّ وَالْمَخْذَعُ مَقَامِي

وَأَقْدَامِي عَلَى عُقْرِ الرَّجَالِ

”میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں اور بڑا مرتبہ ہے میرا، اور میرے قدم

تمام اولیاء کی گردنوں پر ہیں۔“

ولہذا فرماتے ہیں: ”تمام اولیاء مقامِ قدر پر پہنچ کر رک جاتے ہیں سوا میرے، کہ جب میں وہاں پہنچا میرے لیے اس میں ایک روزن (روشنان) کھولا گیا جس سے داخل ہو کر ”نَاَزَعْتُ أَقْدَارَ الْحَقِّ بِالْحَقِّ لِلْحَقِّ۔“

”میں نے تقدیراتِ حق سے حق کے ساتھ حق کے لیے منازعت کی۔“

مرد وہ ہے جو منازعت کرے نہ وہ کہ تسلیم۔

رواہ الإمام الأجل سیدي أبو الحسن علي نور الدين اللحمي
 قُدْسَ سِرُّهُ فِي ”البهجة“ المباركة بسندین صحیحین ثلاثیین عن الإمام
 الحافظ عبد الغني المقدسي والإمام الحافظ ابن الأختضر رحمهما اللہ
 تعالیٰ سمعا سیدنا الغوث الأعظم رضي اللہ عنه وأرضاه وحشرنا في زمرة
 من تبعه ووالاه، آمین۔^(۱)

نظیر اس کی احکام ظاہریہ شرعیہ ہیں وہ بھی تین طرح آتے ہیں:

ایک مُعَلِّقُ ظَاہِرُ التَّعْلِيقِ کہ حکم کے ساتھ ہی بیان فرما دیا کہ ہمیشہ کو نہیں۔ ایک

1 اس کو جلیل القدر امام، ہمارے سردار ابوالحسن علی نور الدین اللغمی نے اپنی کتاب ”بہجۃ الاسرار“ شریف میں دو صحیح سندوں کے ساتھ جو کہ تین واسطوں سے ہیں، روایت کیا، ایک سند امام حافظ عبد الغنی المقدسی اور دوسری امام حافظ ابن الاختضر علیہما الرحمہ سے انہوں بلا واسطہ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بات کی سماعت کی، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور انھیں ہم سے راضی کرے اور ہمیں انکے متبعین اور انکی طرف رجوع کرنے والوں میں اٹھائے۔ آمین!

”بہجۃ الاسرار“، ذکر کلمات أخبر بها عن نفسه محدثا بنعمة ربك، ص ۵۲.

مدتِ خاص کے لئے ہے کقولہ تعالیٰ: ﴿حَتَّى يَتَوَفَّهِنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا﴾ (۱)

دوسرے وہ کہ علمِ الہی میں تو ان کے لیے ایک مدت ہے مگر بیان نہ فرمائی گئی جب وہ مدت ختم ہوتی اور دوسرا حکم آتا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حکم اول بدل گیا حالانکہ ہرگز نہ بدلا ﴿لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ﴾ (۲) بلکہ اس کی مدت یہیں تک تھی، گو ہمیں خبر نہ تھی، ولہذا ہمارے علماء فرماتے ہیں: نسخ تبدیل حکم نہیں بلکہ بیانِ مدت کا نام ہے۔ (۳)

تیسرے وہ کہ علمِ الہی میں ہمیشہ کے لیے ہیں، جیسے: نماز کی فرضیت، زنا کی حرمت، یہ اصلاً صالح نسخ نہیں یہ قضائیں بھی بصورتِ امر ہوتی ہیں۔ مثلاً: فلاں وقت فلاں کی روح قبض کرو، فلاں روز فلاں کو یہ دو یہ چھین لو، نہ بصیغہ خبر (۴)، کہ خیر الہی میں تَخْلُفَ محال بالذات ہے: ﴿وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدًا ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ (۵) واللہ تعالیٰ اعلم (اللہ تعالیٰ خوب تر جانتا ہے)۔

1 ترجمہ کنز الایمان: ”یہاں تک کہ انہیں موت اٹھالے یا اللہ ان کی کچھ راہ نکالے۔“

(پ ۴، النساء: ۱۵)

2 ترجمہ کنز الایمان: ”اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔“ (پ ۱۱، یونس: ۶۴)

3 ”التفسيرات الاحمدية“، في جواز نسخ القرآن، ص ۱۵.

4 ”خبر اس کلام کو کہتے ہیں جس میں صدق اور کذب دونوں کا احتمال ہو۔“

5 ترجمہ کنز الایمان: ”اور پوری ہے تیرے رب کی بات سچ اور انصاف میں، اس کی باتوں کا کوئی

بدلنے والا نہیں اور وہی ہے سنتا جانتا۔“ (پ ۸، الأنعام: ۱۱۵)

سوال چہارم (۴): دعا مقامِ رضا و تسلیم کے خلاف ہے، جب بندہ اپنے مقدر

پر راضی ہو گیا تو دعا سے کیا کام رہا؟

جواب: دعا خلافِ رضا نہیں، ہو سکتا ہے کہ حصولِ مدعا یا نجات از بلا دعا پر مقدر ہو۔

قال الرضاء: یہ سوال، سوالِ دُوم کا غیر ہے۔ وہاں بر بنائے تفویض سوال تھا

یہاں بر بنائے رضا و تسلیم اور تفویض و رضا میں فرق بَیِّن (ظاہر) ہے، رضا کا مرتبہ تفویض کے درجہ سے اعلیٰ ہے۔

تفویض یہ کہ اپنے کام دوسرے کے سپرد کیجئے اب چاہے وہ سیاہ و سپید کچھ کرے، اصلاً دخل نہ دیجئے، عام ازیں کہ اپنے دل کو بھائے یا ناپسند آئے، جیسے مدعی و مدعا علیہ کسی کو اپنے معاملے کا حکم (ثالثی یعنی فیصلہ کرنے والا) بنا دیتے ہیں جی تو ہر ایک کا یہی چاہتا ہے کہ میرے موافق کرے، پھر اسکے سپرد کر دیتے ہیں کہ جو تیری سمجھ میں آئے کر دے۔

اور رضا و تسلیم یہ کہ اپنا ارادہ اس کے ارادے میں فنا ہو جائے جو کچھ وہ چاہے اپنا دل بھی اسی کو پسند کرے اور اس کے خلاف کی خواہش نہ رکھے واللہ اقرآن عظیم میں: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾ پر اکتفا نہ فرمایا ”یعنی قسم تیرے رب کی وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک تجھے حکم نہ بنائیں اس جھگڑے میں جو ان کے آپس میں ہو“ کہ فقط اس قدر تو ہر حکم حکم کے ساتھ ہوتا ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور اس کے ساتھ یہ بھی ضرور کہ ﴿ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ ”یعنی پھر نہ پائیں اپنے دلوں میں اصلاً تنگی تیرے حکم سے اور تسلیم کر لیں مان کر۔“ (پ ۵، النساء: ۶۵)

اب تسلیم وتفویض کا فرق اور دونوں سوالوں میں مغایرت (علحدگی) کھل گئی اور جواب کہ حضرت مُصَیِّفُ عَلَّامٌ قُدَّسَ سِرُّہُ نے ارشاد فرمایا، اس کی توضیح یہ ہے کہ اکثر جس مدعا یا انزالِ بَلا (مراد بر نہ آنا یا کوئی بلا و مصیبت کا اترنا) اس لئے ہوتا ہے کہ بندے ہمارے حضورِ الحاح و زاری کریں اور عاجزانہ بیکسانہ گڑ گڑاتے منہ اور تھر تھراتے ہاتھ ہماری بارگاہ میں لائیں، وہ خود فرماتا ہے:

﴿فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا﴾ ”تو کیوں نہ ہوا کہ جب ان پر ہماری طرف سے سختی آئی تھی گڑ گڑائے ہوتے“ (پ ۷، الأنعام: ۴۳)۔
اور وارد کہ فرماتا ہے:

((مَنْ لَا يَدْعُونِي أَغْضَبُ عَلَيْهِ)). ”جو مجھ سے دعا نہ کرے گا، میں اس پر غضب فرماؤں گا“،^(۱) اور گزرا کہ کبھی عطائے مراد میں دیر اس لئے کرتے ہیں کہ ہمارے حضور زیادہ گڑ گڑائے، تو ثابت ہوا کہ الحاح و زاری میں مصروف ہونا عینِ رضائے مولیٰ ہے نہ کہ اس کے خلاف۔

بلبلے برگ گلے خوش دنگ در منقاد داشت
واندراں برگ و نوا خوش نالہائے زار داشت
گفتمش در عین وصل این نالہ و فریاد چیست
گفت مارا جلوۂ معشوق در این کار داشت
فافہم، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ ﴿

1 ”کنز العمال“، کتاب الأذکار، الباب الثامن، الحدیث: ۳۱۲۴، الجزء الثانی، ج ۱، ص ۲۹۔

سوال پنجم (۵): صوفیائے کرام فرماتے ہیں: جب تک بندہ اپنی خواہش سے دست بردار نہیں ہوتا گرداس دولت کی اسکے دامن کو نہیں چھوتی۔ اگر ایک ذرہ مراد و آرزو کا باقی رہے اس دشتِ خونخوار (خطرناک میدان) میں قدم نہ رکھ سکے۔

جواب: حکمِ تصوف کا مانندِ حکمِ فقہ کے عام نہیں بلکہ باختلافِ احوال و مواجید و اذواق (بلکہ تصوف کا حکم ذوق و شوق اور حالت کے مختلف ہونے سے) مختلف ہوتا ہے اسی لیے حکمِ فقہ کا صوفی پر جاری ہے اور انکارِ صوفی کا فقہ پر صحیح نہیں، صوفی کو رجوعِ بفقہ ضرور ہے اور فقیہ کو رجوعِ بتصوف فرض نہیں۔

امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”جو فقہ حاصل کرے اور تصوف سے واقف نہ ہو متکلف (یعنی دشواری میں پڑنے والا) ہے اور جو تصوف حاصل کرے اور علمِ فقہ سے غافل ہو زندیق^(۱) (بے دین) ہے اور جو دونوں جمع کرے محقق ہے۔“^(۲)

تصوف ہر چند برتر و افضل ہے مگر فقہِ اسلام و اشمل ہے^(۳) اسی واسطے کہتے ہیں: باطن ظاہر پر مقدم نہ کیا جائے، نہ تحصیل میں، نہ احکام کی تعمیل میں کہ تحصیلِ فقہ بعد از تعمق

۱۔ یعنی احکام میں۔ ۱۲ منہ قدس سرہ

1 زندیق: المحسوس يلقبون بالزنداقه، لأن الكتاب الذي زعم "زرادشت" أنه نزل عليه من عند الله مسمى بالزند والمنسوب إليه يسمى زندی، ثم عرب فقیل زندیق.

(”التفسير الكبير“ للرازي، الأنعام، تحت الآية: ۱۰۰، ج ۵، ص ۸۹.)

2 ”مرقاۃ المفاتیح“، کتاب العلم، الفصل الثالث، تحت الحديث: ۲۷۰، ج ۱، ص ۵۲۶.

3 یعنی تصوف اگرچہ افضل و اعلیٰ ہے لیکن فقہ علوم کی تمام راہوں میں سب سے زیادہ سلامت اور اکثر

علوم کو اپنے احاطے میں لئے ہوئے ہے۔

فِي التَّصَوُّفِ مُشْكِلٌ هُوَ (یعنی تصوف میں غور و خوض کرنے کے بعد فقہ سیکھنا مشکل ہے)، بخلاف العکس۔ اسی لئے کہتے ہیں: کُنْ فُقَيْهًا صَوْفِيًّا وَلَا تَكُنْ صَوْفِيًّا فُقَيْهًا^(۱)۔ پس یہ حکم (یعنی دعا سے دست برداری کا حکم) صاحب مقام فنا کے لیے مخصوص ہے، جسے یہ مقام حاصل اس کے حق میں ترک دعا افضل۔

قال الرضاء: بلکہ اس سے صدور دعا مُشْكِلٌ۔

اس تقریر پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیشوائے مریدان و سردارانِ مراد ہیں، کوئی ولی و نبی ان سے آگے قدم نہیں بڑھا سکتا۔

قال الرضاء: یعنی ان کی باندھی ہوئی حدوں سے تجاوز نہیں کر سکتا کہ سب ان کے زیرِ حکم اور ان کے اتباع پر مامور ہیں۔

خدائے تعالیٰ ان کو حکم دیتا ہے: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾^(۲) ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾^(۳) ﴿قُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾^(۴) ﴿قُلْ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ﴾^(۵) پھر کسی کا کیا رتبہ ہے کہ اپنی خواست و مراد سے انقطاع کلی کرے

1 فقیہ صوفی بنو صوفی فقیہ نہ بنو یعنی پہلے فقہ سیکھو پھر تصوف کا علم حاصل کرو اور اسکے برعکس نہ کرو۔

2 ترجمہ کنز الایمان: ”تم فرماؤ میں اسکی پناہ لیتا ہوں جو صبح کا پیدا کرنے والا ہے۔“

(پ ۳۰، الفلق: ۱)

3 ترجمہ کنز الایمان: ”تم کہو میں اسکی پناہ میں آیا جو سب لوگوں کا رب۔“ (پ ۳۰، الناس: ۱)

4 ترجمہ کنز الایمان: ”عرض کرو کہ اے میرے رب! مجھے علم زیادہ دے۔“ (پ ۱۶، طہ: ۱۱۴)

5 ترجمہ کنز الایمان: ”تم عرض کرو اے میرے رب! بخش دے اور رحم فرما اور تو سب سے برتر رحم

کرنے والا۔“ (پ ۱۸، المؤمنون: ۱۱۸)

اور دعا اور سوال کو چھوڑ دے۔

علماء فرماتے ہیں: جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی بات نکالے اس کے منہ پر ماری جائے۔^(۱)

قال الرضاء: بڑھنایہ ہے کہ بے اذن حضور اقدام کرے (یعنی جس بات کی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت نہ فرمائی ہو وہ کام کرے) اور یہ نہ ہوگا مگر مخالفت میں، ورنہ ارشاد اقدس حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ((من سنّ في الإسلام سنة حسنة كان له أجرها وأجر من عمل بها إلى يوم القيامة لا ينقص من أجورهم شيئاً))^(۲)۔
 ”جو اسلام میں اچھی راہ پیدا کرے اس کا اور قیامت تک اس پر عمل کرنے والوں کا ثواب اسے ملتا ہے اور ان عاملوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہو۔“ خود حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اذن عام ہے۔ سیدی علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی ”حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ“ میں فرماتے ہیں:

”أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((من سنّ سنة حسنة)) فسمي المبتدع للحسن مستثناً فأدخله النبي صلى الله عليه وسلم في السنّة وضابطة السنّة ما قرّره وفعله النبي صلى الله عليه وسلم وداوّم عليه ومن جملة قوله فعّله صلى الله عليه وسلم؛ لأنّه تقرير وإذن في ابتداء السنّة الحسنة إلى يوم الدين وإنّه مأذون له بالشرع فيها ومأجور عليه مع العاملين لها بدوامها۔

1 ”مرقاۃ المفاتیح“، کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنّة، الفصل الأوّل، تحت الحديث: ۱۴۰، ج ۱، ص ۳۶۶۔

2 ”صحیح مسلم“، باب الحث علی الصدقة ولو بشقّ تمرّة... إلخ، الحديث: ۱۰۱۷، ص ۵۰۸۔

و ”المعجم الكبير“، الحديث: ۲۳۷۲، ج ۲، ص ۳۲۹۔

”یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے: ((من سنّ فی الإسلام سنة حسنة)) فرما کر بدعتِ حسنہ کو سنت میں داخل فرمالیا اور اس کے ایجاد کرنے والے کو سنی قرار دیا کہ سنت کا ضابطہ یہ ہے کہ جس بات کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقرر رکھا یا جو کام حضور نے مداومت و اظہار کے ساتھ کیا اور حضور کا وہ ارشاد بھی حضور کا فعل ہے کہ اس میں قیامت تک بدعتِ حسنہ نکالنے کا اذن اور اسے برقرار رکھنا اور بتا دینا ہے کہ اسے شرعاً اس کی اجازت ہے اور قیامت تک جو اس پر عمل کریں ان سب کے ساتھ اجر و ثواب ہے۔“ (۱)

ایک شخص نے کسی فقیر سے بشرحانی کا حال بیان کیا کہ انہوں نے جوتا پہننا چھوڑ دیا تھا کہ زمین فرشِ خدا ہے وہ فرماتا ہے: ﴿وَالْأَرْضُ فَرَشْنَهَا فَنِعْمَ الْمِهْدُونَ﴾ ”زمین کو ہم نے فرش کیا تو کیا اچھا بچھانے والے ہیں ہم۔“ (پ ۲۷، الذاریات: ۴۸) جب کہ ہم امیروں اور بادشاہوں کے فرش پر جوتا پہن کر نہیں جاسکتے خدائے تعالیٰ کے فرش پر جوتا پہن کر کس طرح پھریں۔ فقیر نے کہا:

اے عزیز! جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی امر اختیار کرے اپنے کام میں فحالت (شرمندگی) اٹھائے۔ بشرحانی نے اگر یہ سمجھ کر جوتا پہننا چھوڑا، پاخانے پیشاب کے لیے کس جگہ کو مقرر کیا؟!۔ آیت کے یہ معنی نہیں بلکہ یہ مراد ہے کہ جس بادشاہ کے فرش پر جوتا پہن کر پھریں یا پاخانہ پیشاب کریں، خراب و ناپاک ہو جائے، ﴿وَالْأَرْضُ فَرَشْنَهَا فَنِعْمَ الْمِهْدُونَ﴾ ”زمین کو ہم نے فرش کیا پس کیا اچھے ہیں ہم بچھانے والے“ (پ ۲۷، الذاریات: ۴۸) کہ ہمارے فرش پر تمام جہان چلتا پھرتا پاخانہ پیشاب کرتا ہے مگر خراب نہیں ہوتا۔ جس وقت نجاست خشک ہو کر زائل ہوتی ہے بے دھوئے اس پر نماز جائز ہوتی ہے۔

1 ”الحديقة الندية“، ثم اعلم أيها المكلف أنّ فعل البدعة السيئة... إلخ، ج ۱، ص ۱۴۷.

قال الرضاء: اس حکایت کے ایراد سے مقصود حضرت مُصَنِّف قُدَّسَ سِرُّہ (یعنی مُصَنِّف کا یہاں اس حکایت کو ذکر کرنے کا مقصد) صرف اس قدر کہ جو دقیقہ سنت نے نامعتبر رکھا دوسرا اس کا اعتبار نہیں کر سکتا۔ ولہذا حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یہ خیال آیا کہ پاخانے جانے میں نجاست کی مکھیاں کپڑوں پر بیٹھتی ہیں، نماز کیلئے لباس جداگانہ چاہیے فوراً اس سے رجوع فرمائی کہ صحابہ کرام، ائمہ دین تھے جب انہوں نے یہ امر رَوَا رکھا دوسرا کون اسے معیوب کہہ سکتا ہے! ^(۱)

رہا اِنَّ وَلِیَّ اللہ کا اعتراض وہ اس وجہ پر متوجہ ہے جو بیان کرنے والے نے ذکر کی، نہ معاذ اللہ حضرت حافی قُدَّسَ سِرُّہ الصَّافِی کی برہنہ پائی پر، ان کی برہنہ پائی کی وجہ وہ تھی جو خود انہوں نے بیان فرمائی، اور امام یافعی نے ”روض الریاحین“ میں ذکر کی کہ وہ امیر کبیر تھے، رئیسانہ عیش و عشرت میں بسر کرتے ایک دن اپنی مجلس بیغی میں تھے کہ دروازے پر کسی فقیر نے آوازی دی کینز گئی،

فقیر نے پوچھا: تیرا آقا کیا کرتا ہے؟

اس نے بیان کیا،

کہا: تیرا آقا بندہ ہے یا آزاد؟

کہا: آزاد،

کہا: سچ کہتی ہے، بندہ ہوتا تو بندگی میں ہوتا،

1 ”رد المحتار“، کتاب الطہارۃ، باب الأنحاس، ج ۱، ص ۵۸۱.

و ”حاشیۃ الطحطاوی علی ”المراقی“، کتاب الطہارۃ، فصل فیما یجوز بہ الاستنجاء، ص ۵۴.

و ”البریقة المحمودیة“، ج ۶، ص ۲۶۴.

یہ آواز حضرت بشر کے گوش مبارک میں پڑی فوراً حال متغیر ہوا، بیتابانہ ننگے پاؤں دوڑے، فقیر کو نہ پایا، دنیا چھوڑی، محبت مولیٰ کے رنگ میں رنگے گئے مگر اس دن سے جو تانہ پہنا، اگر کوئی پوچھتا فرماتے: میرے مولیٰ نے مجھ سے اسی حالت پر صلح کی^(۱)، یعنی جس وقت جذبِ الہی نے مجھے اپنی طرف کھینچا میں اس وقت ننگے پاؤں ہی تھا، لہذا اسی حال پر رہنا چاہتا ہوں۔

اب ان کی قدرِ برہنہ پائی دیکھئے جب تک زندہ رہے تمام جانوروں نے راستوں میں لید، گوبر، پیشاب کرنا چھوڑ دیا کہ حافی کے پاؤں خراب نہ ہوں۔ ایک دن کسی نے بازار میں لید پڑی دیکھی کہا: ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾^(۲) پوچھا گیا: کیا ہے؟ کہا: حافی نے انتقال کیا، تحقیق کے بعد یہی امر نکلا۔

رضي الله تعالى عن أولياءه و نفعنا ببركاتهم في الدنيا والدين، آمين^(۳)۔
جواب اس شبہ کا تین وجہ سے ہے:

پہلی وجہ: پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلق کی ہدایت و رہنمائی کیلئے تشریف لائے بعض اوقات حضورِ اولیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کو اختیار فرماتے تاکہ لوگ اس کے جواز سے واقف ہوں یہ مَفْضُول ان کے لئے ہزار افضل اور یہ ادنیٰ لاکھ اعلیٰ سے اولیٰ تھا۔^(۴)

1 ”روض الریاحین“، الفصل الثانی فی إثبات کرامات الأولیاء، ص ۲۱۷-۲۱۸۔

2 ترجمہ کنز الایمان: ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔ (پ ۲، البقرہ: ۱۵۶)

3 اللہ عزوجل اپنے اولیاء سے راضی ہوا و رہمیں ان مقدس حضرات کی برکتوں سے دین و دنیا میں نفع پہنچائے آمین۔

4 یعنی وہ عمل بظاہر کم افضل معلوم ہوتا ہے ورنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس عمل کو اختیار فرمایا وہی افضل و اعلیٰ ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فعل بھی اسی قسم سے ہے تا (کہ) لوگ سمجھیں کہ دعا و سوال ہمارے لئے ہے ترکِ خواستِ خواص کے لئے خاص ہے۔

قال الرضاء: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شارع ہیں حضور کا فعل عام اُمت کی اقتداء کے لئے ہے حضور اگر اپنے مقامِ عالی سے عامہِ خلق کے لئے تَنْزِيل نہ فرمائیں، اتباعِ سنت تمام جہان کو مُحَال ہو جائے، ولہذا تمام رات شب بیداری اور رمضان مبارک کے سوا پورے مہینے کے روزے کبھی حضور رحمۃ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول نہیں، شب کو قیام بھی فرماتے اور آرام بھی، نفلی روزے بھی رکھتے اور افطار بھی (یعنی: کبھی روزے نہ بھی رکھتے) ایک بار استنجاء فرمایا فاروقِ اعظم پانی حاضر لائے ارشاد ہوا: یہ کیا ہے؟ عرض کی: حضور کے وضو کو پانی، فرمایا: مجھے حکم نہ دیا گیا کہ ہر پیشاب کے بعد وضو فرماؤں: ((ولو فعلت لكانت سنة)) ”اور میں ایسا کرتا تو سنت ہو جاتا۔“ (1)

اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہر وقت با وضو رہنا افضل نہیں، یا اکابر بندگانِ خدا کا تمام رات عبادت میں گزارنا، ایامِ مُحَرَّمہ (2) کے سوا نفلی روزے رکھنا، خلافِ سنت ہے یہ مقاصد شارع سے محض ناواقفی و جہالت ہے۔ ﴿

1 ”سنن أبي داود“، كتاب الطهارة، باب في الاستبراء، الحديث: ٤٢، ج ١، ص ٤٩.

و”سنن ابن ماجه“، كتاب الطهارة، باب من بال ولم يمس ماء، الحديث: ٣٢٧، ج ١، ص ٢٠٧-٢٠٨.

2 وہ ایام کہ جن میں روزہ رکھنا منع ہے۔ وہ سال کے پانچ دن ہیں: چار دن عید الاضحیٰ کے (۱۰ء ۱۳ ذی الحجہ) اور ایک دن عید الفطر کا۔

دوسری وجہ: انسان ہر وقت ایک مقام پر نہیں رہتا، ورنہ کارخانہ ہدایت و نصیحت میں قُتور (یعنی خلل) واقع ہو۔ ایک روز حضرت حُظَلَّة، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہنے لگے: حُظَلَّة منافق ہو گیا، صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حال پوچھا، کہا: جب تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں رہتا ہوں اپنے دل میں ذوق و شوق پاتا ہوں جب مجلس اقدس سے جُدا ہوا اور اہل و عیال سے ملا، وہ ذوق و شوق نہیں رہتا فرمایا: اپنا بھی یہی حال ہے چلو حضور سے یہ حال عرض کریں، عرض کی، فرمایا: ”آدمی ایک حال پر نہیں رہتا، اگر تم ایک حال پر رہو تو کپڑے پھاڑ کر نکل جاؤ اور عورتوں اور بچوں سے کنارہ کرو اور فرشتے تم سے مصافحہ کریں۔“ (۱)

منقول ہے: کسی نے حضرت یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام سے کہا: آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی بوئے پیرا ہن (قیص کی خوشبو) مصر سے سو نگھی اور گنغان کے کنوئیں میں ان کی خبر نہ لی، فرمایا: ہمارا حال یکساں نہیں رہتا۔

گھے بر طاد مر اعلیٰ نشینم

گھے بر بُشت ہائے خود نہ بینم (۲)

پس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بعض احوال میں دعا فرمانا بعض دیگر احوال میں

1 ”صحیح مسلم“، کتاب التوبۃ، باب فضل دوام الذکر والفکر فی أمور الآخرة، الحدیث: ۲۷۵۰، ص ۱۱۷۰-۱۱۷۱۔

و”سنن الترمذی“، کتاب صفة القيامة، الحدیث: ۲۵۲۲، ج ۴، ص ۲۳۰-۲۳۱۔

و”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، الحدیث: ۱۷۶۲۱، ج ۶، ص ۱۹۰۔

2 ”گلستان سعدی“، باب دوم در اخلاق و رویشان، ص ۵۸-۵۹۔

اولویت ترک کے منافی نہیں۔^(۱)

اسی واسطے کہتے ہیں: بعض وقت دعا اور بعض وقت اس کا ترک اولیٰ ہے اور صفت اس کی باشارۂ قلب اسی وقت معلوم ہوتی ہے۔

قال الرضاء: مگر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے تو احوال و حالات اہل تلوین^(۲) سے پاک و منزہ ہیں، وہ سردارانِ اصحابِ تمکین ہیں اور احوالِ متعاقبہ ادھر کی تجلیاتِ گوناگون کے آئینہ ہیں، وہاں جو کچھ ہے افضل و اکمل و احسن و اجمل احوال ہے خصوصاً سید الانبیاء علیہ و علیہم افضل الصلاۃ و الشاء۔

قال تعالیٰ: ﴿وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ﴾

”جو آن آتی ہے تیرے لیے گزشتہ آن سے افضل و اعلیٰ ہے۔“ (پ ۳۰، الضحیٰ: ۴)

فاحفظ واستقم^(۳)

1 یعنی انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے حق میں افضل و اولیٰ تو ترک دعا ہے اس کے باوجود اللہ عزوجل کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بعض احوال میں دعا فرمانا اس افضل و اولیٰ کے منافی نہیں اس لئے کہ ان کا ہر فعل امت کی تعلیم کیلئے ہے۔

2 اہل تلوین سے مراد وہ سالک ہے جو ایک حال سے دوسرے حال یا ایک وصف سے دوسرے وصف کی جانب منتقل ہوا سے صوفیائے کرام کی اصطلاح میں اہل تلوین کہا جاتا ہے یہ اربابِ احوال کی صفت ہے۔

اہل تمکین: اہل حقیقت کی صفت جو مقام استقامت و ثبات ہے، یہ اہل حقائق کی صفت ہے۔ (یہ تلوین سے اعلیٰ ہے)۔
(”الرسالة القشيرية“، ص ۱۱۴)

3 اسے یاد کر لیجئے اور اسی پر استقامت کے ساتھ جے رہیے۔

تیسری وجہ: کہ اَصْحٰ و افضل وجوہ ہے^(۱) یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مقام بقا کہ اس مقام فنا سے ہزاروں درجے ارفع و اعلیٰ ہے، حاصل تھا، اس مقام میں دعا و سوال و تَوَجُّہ بِخَلْق و تَمَیِّز بَيْنَ الصَّالِح و الفَسَاد (یعنی مخلوق کی طرف توجہ اور بھلائی اور برائی کے مابین فرق کرنا) جائز بلکہ لازم ہے اور شفاعت و عذر خواہی اپنے مُعَلِّقوں اور مُتَوَسِّلوں کی طرف سے واجب۔

قال الرضاء: قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَأَسْتَغْفِرُ لَذُنُوبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ (۲)۔

حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی طرف اشارہ فرمایا:

فالرجل هو النازع للقدر لا الموافق له كما تقدم^(۳)۔
آخر اپنے رب عزوجل کو نہ سنا، کہ اپنے خلیل جلیل علیہ الصلاۃ والتسلیم کی نسبت کیا فرماتا ہے:

﴿فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ الْبُشْرَىٰ يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ

۱ یعنی مذکورہ اعتراض کا جواب مصنف علام قدس سرہ نے تین طرح سے دیا ان میں سب سے افضل صحیح تر جواب یہ ہے۔

۲ ترجمہ کنز الایمان: ”اور اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔“ (پ ۲۶، محمد: ۱۹)

۳ مردودہ ہے جو تقدیرات حق میں حق ہی کی اجازت سے اس کے حضور منازعت کرے نہ کہ تسلیم۔
جیسا کہ صفحہ ۱۸۶ پر گزرا۔

لَوْطٍ ۝ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُنِيبٌ ﴿١﴾

جواب ثانی: اس بیان سے عدمِ جوازِ دعا و سوال نہیں سمجھا جاتا اس لئے کہ دعا بھی مراد محبوب ہے سالکین پر تقاضا ہے: ﴿أَذْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾^(۲) مولیٰ چاہتا ہے ہمارا بندہ ہمارے حضور التجاء لائے اور عجز و بیچارگی اپنی ظاہر کرے۔

1 ترجمہ کنز الایمان: ”پھر جب ابراہیم کا خوف زائل ہوا اور اسے خوشخبری ملی، ہم سے قومِ لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا۔ بیشک ابراہیم تحمل والا، بہت آہیں کرنے والا، رجوع لانے والا ہے۔“

(پ ۱۲، ہود: ۷۴-۷۵)

سورہ ہود کی مذکورہ آیت نمبر ۴ کے تحت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ”خزانة العرفان“ میں ارشاد فرماتے ہیں:

”یعنی: کلام و سوال کرنے لگا اور حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کا مجاذلہ یہ تھا کہ آپ نے فرشتوں سے فرمایا کہ قومِ لوط کی بستیوں میں اگر پچاس ایماندار ہوں تو بھی انہیں ہلاک کرو گے؟ فرشتوں نے کہا: نہیں، فرمایا: اگر چالیس ہوں؟ انہوں نے کہا: جب بھی نہیں، آپ نے فرمایا: اگر تیس ہوں؟ انہوں نے کہا: جب بھی نہیں، آپ اس طرح فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: اگر ایک مرد مسلمان موجود ہو تب ہلاک کر دو گے؟ انہوں نے کہا: نہیں تو آپ نے فرمایا: اس میں لوط علیہ السلام ہیں، اس پر فرشتوں نے کہا: ہمیں معلوم ہے جو وہاں ہیں، ہم حضرت لوط علیہ السلام کو اور انکے گھر والوں کو بچائیں گے، سوائے انکی عورت کے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کا مقصد یہ تھا کہ آپ عذاب میں تاخیر چاہتے تھے تا کہ اس بستی والوں کو کفر و معاصی سے باز آنے کیلئے ایک فرصت اور مل جائے، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی صفت میں ارشاد ہوتا ہے (کہ بے شک ابراہیم تحمل والا، بہت آہیں کرنے والا، رجوع لانے والا ہے)۔“

2 ترجمہ کنز الایمان: ”مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔“ (پ ۲۴، المؤمن: ۶۰)

حدیث میں ہے: خدائے تعالیٰ کچھلی رات کو آسمان دنیا پر تجلّی خاص کرتا اور صبح تک ارشاد فرماتا ہے:

”کون ہے جو مجھ کو پکارے میں اسے جواب دوں،
کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے میں قبول کروں۔“ (1)

حدیث قدسی میں ہے: ”اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو، مگر جسے میں کھلاؤں، مجھ سے کھانا مانگو، میں کھانا دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو مگر جسے میں پہناؤں، مجھ سے کپڑا مانگو، میں کپڑا دوں گا۔“ (2)

سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جس کو دعا کی توفیق دی جائے دروازے بہشت کے اس کے لیے کھولے جائیں۔“ (3)

دوسری حدیث میں ہے: ”جو مسلمان کسی دعا میں خدائے تعالیٰ کی طرف اچھی طرح متوجہ ہوتا ہے، خدائے تعالیٰ اس کی دعا سے عطا کرتا ہے یا دنیا میں دیتا ہے یا آخرت کے لیے ذخیرہ فرماتا ہے۔“ (4)

والحمد لله رب العالمین.

1 ”سنن أبی داود“، کتاب التطوع، باب أيّ اللیل أفضل، الحدیث: ۱۳۱۵، ج ۲، ص ۵۱.

2 ”صحیح مسلم“، باب تحریم الظلم، الحدیث: ۶۵۷۷، ص ۱۳۹۳.

3 ”سنن الترمذی“، باب دعاء النبی ﷺ، الحدیث: ۳۵۵۹، ج ۵، ص ۳۲۲.

و ”المستدرک“، باب استفتاح الدعاء، الحدیث: ۱۸۷۶، ج ۲، ص ۱۷۱.

4 ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، الحدیث: ۹۷۹۲، ج ۳، ص ۴۵۸.

تذیل

غیر خدا سے سوال قَبِیح لِدَاتِہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے: ”سوال فواحش سے ہے“^(۱) اور فواحش حرام، پیغمبر خدا

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو بکر اور ثوبان اور ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس بات پر بیعت لی کہ سوائے خدائے تعالیٰ کے کسی سے سوال نہ کریں یہاں تک کہ اگر کوڑا گر جاتا، گھوڑے سے اتر کر اٹھا لیتے مگر کسی سے نہ کہتے کہ ہمیں کوڑا اٹھا دے۔^(۲)

اللہ پاک اصحابِ صفہ کی تعریف کرتا ہے: ﴿لَا يَسْتَلُونَ النَّاسَ الْحَافَا﴾^(۳)

علماء فرماتے ہیں: ”ترک سوال ہر حال میں اولیٰ ہے کہ خدائے تعالیٰ ہر شخص کے

رزق کا کفیل ہے۔“

حدیث شریف میں ہے: ”بھوکا اور حاجت مند اگر اپنی حاجت لوگوں سے

چھپائے، خدائے تعالیٰ رزق حلال سال بھر تک اسے عنایت کرے۔“^(۴)

1 ”کیمیائے سعادت“، اصل چہارم در فقر و زہد، ج ۲، ص ۸۴۳۔

و ”احیاء علوم الدین“، کتاب الفقر والزہد، ج ۴، ص ۲۵۹۔

2 ”السنن الکبریٰ للبیہقی، باب کراہیۃ السؤال... إلخ، الحدیث: ۷۸۷۵، ج ۴، ص ۳۳۰۔

و ”الحدیقة الندیة“، القسم الثانی، النوع العشرون، ج ۲، ص ۲۶۷۔

3 ترجمہ کنز الایمان: ”لوگوں سے سوال نہیں کرتے کہ گڑ گڑانا پڑے۔“ (پ ۳، البقرة: ۲۷۳)

4 ”المعجم الصغیر“، باب من اسمہ ابراہیم، الحدیث: ۲۱۴، ج ۱، ص ۷۹۔

و ”شعب الایمان“، باب الصبر علی المصائب، الحدیث: ۱۰۰۵۴، ج ۷، ص ۲۱۵-۲۱۶۔

﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا﴾ (1)

﴿نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ﴾ (2)

بشرحانی کہتے ہیں: ”جو کسی کو بُرا نہ کہے اور کسی کے دروازے پر نہ جائے اور کسی سے سوال نہ کرے، دنیا و آخرت میں با آبرو رہے۔“

بعض ﴿وَالِلّٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ﴾ (3) کی تفسیر میں لکھتے ہیں: اپنے رب ہی سے مانگ (4) دوسرے سے سوال نہ کر اور ﴿إِنَّ لَنَا لِلْآخِرَةِ وَالْأُولَى﴾ (5) کے تحت میں تحریر کرتے ہیں: فمن طلبه من غيرنا فقد أخطأ. ”تو جو اسے ہمارے غیر سے طلب کرے وہ خطا پر ہو۔“ (6)

موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے: ”جانور کے واسطے گھاس اور ہانڈی کے لیے نمک بھی مجھی سے مانگ۔“ (7)

علماء فرماتے ہیں: ”خدائے تعالیٰ سے سوال کرنا عزت اور غیروں سے مانگنا

1 ترجمہ کنز الایمان: ”اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔“

(پ ۱۲، ہود: ۶)

2 ترجمہ کنز الایمان: ”ہم انھیں بھی روزی دیں گے اور تمہیں بھی۔“ (پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۳۱)

3 ترجمہ کنز الایمان: ”اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت کرو۔“ (پ ۳۰، ألم نشرح: ۸)

4 ”روح المعانی“، پ ۳۰، الانشراح، تحت الآية: ۸، ج ۱۵، ص ۵۴۶۔

5 ترجمہ کنز الایمان: ”بے شک آخرت اور دنیا دونوں کے ہمیں مالک ہیں۔“ (پ ۳۰، اللیل: ۱۳)

6 ”تفسیر الجلالین مع حاشیة الحمل“، اللیل، تحت الآية: ۱۳، ج ۸، ص ۳۳۹۔

7 ”الدر المنثور“، ج ۷، ص ۳۰۲، پ ۲۴، غافر: تحت الآية: ۶۰۔

موجب ذلت ہے۔“ (۱)

بیت

ذاذِ گوئمر بخلق و خوارِ شومر

باتو گویم بزرگ و ادِ شومر (۲)

جو شخص آدمی سے سوال کرتا ہے تین خرابیوں میں پڑتا ہے:

پہلی خرابی: خلق کی نگاہ میں ذلیل و خوار ہو جاتا ہے، ہر ایک کے سامنے عاجزی کرنی پڑتی ہے بندے کو لائق نہیں کہ اپنے نفس کو بلا ضرورت خوار کر دے اور سوائے خدائے تعالیٰ کے اور کے سامنے تذلل (عاجزی) کرے۔

دوسری خرابی: محتاجی ظاہر کرنا مولیٰ کی شکایت ہے، جو غلام براہِ احسان فراموشی و نمک حرامی اپنے مولیٰ کے انعام و عطا پر قناعت نہ کرے اور دوسرے کے سامنے ہاتھ پھیلائے گویا زبانِ حال سے کہہ رہا ہے کہ میرا مولیٰ مجھے ننگا بھوکا رکھتا ہے اور بقدرِ رفع احتیاج نہیں دیتا۔

نقل ہے ایک عابد کسی پہاڑ پر رہتا، وہاں انار کا درخت تھا ہر روز تین انار اس میں آتے، انہیں کھاتا اور عبادت کرتا، حق عزوجل کو امتحان منظور ہوا، ایک روز انار نہ لگے صبر کیا دو روز اور یہی ماجرا گزرا، تیسرے دن گھبرا کر پہاڑ سے نیچے اترا، اس کے نیچے ایک نصرانی رہا کرتا تھا اس سے سوال کیا، نصرانی نے چار روٹیاں دیں، اس کا کتا بھونکنے لگا عابد نے ایک

1 ”إحياء علوم الدين“، كتاب الفقر والزهد، ج ۴، ص ۲۵۹.

2 ع تو سب کو راز کہہ کر ہی ذلیل و خوار ہوتا ہے

خدا واحد کہ سب کے راز کو وہ راز رکھے ہے

روٹی ڈال دی کتے نے کھا کر پھر پیچھا کیا، دوسری روٹی ڈال دی، کتے نے وہ بھی کھالی مگر پیچھا نہ چھوڑا جب چاروں کھالیں اور بھونکنے سے باز نہ آیا عابد نے کہا: اے حریص ناحق کوش! (یعنی: ناحق بات میں کوشش کرنے والے) تجھے شرم نہیں آتی کہ میں تیرے گھر سے بھیک مانگ کر لایا اور تو نے مجھ سے سب چھین لیں اب بھی پیچھا نہیں چھوڑتا، کتے نے کہا: ”میں تجھ سے زیادہ بے شرم نہیں کہ جس مالک نے برسوں بے محنت و مشقت ایسا نفیس رزق تجھے کھلایا، تین روز نہ دینے پر اتنا گھبرا گیا کہ اس کے دشمن کے گھر بھیک مانگنے آیا۔“

تیسری خرابی: جس سے سوال کرتا ہے اسے ناحق رنج دیتا ہے کہ اگر وہ سوال رد کر دے تو لوگوں سے شرمندگی و ندامت ہو اور جو خلق سے شرما کر دے تو دل پر گراں گزرے اور آخرت میں مفید نہ ہو بلکہ بسبب ریاکاری کے مضر ہو ایسے شخص سے سوال کرنا گویا مُصَادَرَہ اور ڈانڈ طلب کرنا ہے (یعنی: تاوان طلب کرنا ہے)۔^(۱)

صوفیائے کرام کہتے ہیں: ”جس کو جانے کہ یہ لوگوں کی شرم سے دیتا ہے اس سے لینا ممنوع ہے“ اور جو سوال سے خوش ہوتا ہے اور بطیب خاطر دیتا ہے (یعنی: خوش دلی کے ساتھ دیتا ہے) بعض اوقات سوال اس پر بھی ناگوار گزرتا ہے خصوصاً اس شخص کا جو بہت سوال کیا کرتا ہے پس بندے کو لائق ہے کہ خدا ہی سے سوال کرے کہ وہ مانگنے سے ناخوش نہیں ہوتا، نہ بار بار عرض کرنے سے ناراض بلکہ اور زیادہ راضی ہوتا ہے۔^(۲)

1 ”إحياء علوم الدين“، كتاب الفقر والزهد، آداب الفقير المضطر فيه، ج ۴، ص ۲۵۹.

2 ”کیمیائے سعادت“، اصل چہارم در فقر و زهد، ج ۲، ص ۸۴۳-۸۴۴.

حدیث شریف میں ہے: ”جس کے پاس بقدر کفایت ہو اور وہ سوال کرے قیامت کے دن اس کے منہ کا گوشت گل کر گر پڑے گا کہ ہڈی کے سوا کچھ باقی نہ رہے گا۔“ (1)

دوسری حدیث شریف میں آیا ہے کہ ”وہ جو کچھ لیتا ہے دوزخ کی آگ ہے اب چاہے بہت لے یا تھوڑی“، کسی نے عرض کی: یا رسول اللہ! کس قدر رکھتا ہو تو سوال نہ کرے؟ فرمایا: ”صبح و شام کا کھانا۔“ (2)

اور ایک روایت میں ”پچاس درہم“ کہ ایک آدمی کو سال بھر کفایت کرتے ہیں۔ (3)

اور وجہ تطبیق یہ ہے کہ موسم صدقات جہاں سال بھر میں ایک بار آتا ہے، اگر ان دنوں بقدرِ سِدِّ رَمَق (یعنی: اتنا کھانا جس سے زندگی قائم رہے) ایک سال کا قُوت (یعنی: خوراک) نہیں رکھتا یا سال بھر کے لائق کپڑا موجود نہیں اور اس عرصے میں نہ ملنے کی اُمید نہ کسب پر قدرت، تو اس کو سوال درست ہے اور جو ہر روز سوال کرتا ہے اسے دوسرے دن کے لیے بھی سوال کرنا جائز نہیں۔

1 ”سنن ابن ماجہ“، کتاب الزکاة، باب: من سأل عن ظہر غنی، الحدیث: ۱۸۴۰، ج ۲، ص ۴۰۲۔

2 ”سنن أبي داود“، کتاب الزکاة، باب من يعطى من الصدقة، و حد الغنى، الحدیث: ۱۶۲۹، ج ۲، ص ۱۶۴، بالفاظ متقاربة۔

و ”الجامع الصغير“، حرف الميم، الحدیث: ۸۷۲۹، ص ۵۲۸۔

3 ”سنن أبي داود“، کتاب الزکاة، باب من يعطى من الصدقة، و حد الغنى، الحدیث: ۱۶۲۶، ج ۲، ص ۱۶۳۔

اصل یہ ہے کہ سوال بقدر حاجت درست ہے اور حاجت باختلاف اشخاص و اوقات و احوال و امصار مختلف۔

پس غیر خدا سے سوال فِيْ نَفْسِهٖ قَبِيْحٌ ہے اور اس کی اجازت بوجہ ضرورت، الضرورات تُبِيْحُ المحظورات (یعنی: ضرورتیں ممنوعہ اشیاء کو مباح یعنی جائز کر دیتی ہیں) جو شخص بقدر رسدِ رَمَقِ کے قُوْت یا بقدرِ سترِ عورت کے لباس یا سونے بیٹھنے کے لائق گھر نہیں رکھتا اور کسب سے بھی نہیں حاصل کر سکتا اسے کئی شرط سے سوال کرنا درست ہے۔

پہلی شرط: خدائے تعالیٰ کی شکایت نہ کرے اور ناشکری کا کلمہ زبان پر نہ لائے۔

دوسری شرط: حتی الوسع (جہاں تک ممکن ہو) اپنے عزیز اور دوست اور سخی عالی ہمت سے مانگے کہ اس پر سوال گراں نہ گزرے گا اور وہ اسے بظہرِ حقارت نہ دیکھے گا۔

۱۔ اگر قدرت کسب رکھتا ہو تو کسب کرے اور سوال سے باز رہے مگر طالب علم، اگر کسبِ معاش طلب علم میں خلل ڈالے بخلاف عابد کہ وہ کسب کرے اگرچہ عبادت میں حرج ہو۔

قال الرضاء: وچہ فرق ظاہر کہ کسبِ حلال خود افضل عبادت سے ہے تو اس میں دونوں مقصود حاصل بخلاف علم کہ اس سے جو مطلوب ہے کسب سے حاصل نہیں ہو سکتا، مع ہذا طلب علم فرضِ عین ہے یا فرضِ کفایہ اور عبادت ناقلاً کیلئے تفرُّغ (فراغت) اصلاً فرض نہیں۔ ﴿

اسی طرح اس دینی کتاب کو جس کی حاجت رکھتا ہے فروخت کرنا ضرور نہیں، ہاں جس کتاب کی حاجت نہ ہو اور جانماز اور اسی قسم کا اسباب کہ حاجت سے زیادہ ہو بیچ ڈالے اور سوال نہ کرے۔ ۱۲ منہ قدس سرہ۔

تیسری شرط: پارسائی کو حیلہ دنیا طلبی و سوال کا نہ کرے؛ کہ دین کو دنیا سے بچنا کمال نادانی ہے۔^(۱)

چوتھی شرط: جماعت میں ایک شخص کو متعین کر کے سوال نہ کرے کہ اگر نہ دے شرمندہ ہو اور جو دے اس کے جی پر گراں گزرے مگر صاحبِ زکوٰۃ سے مستحق کے واسطے اور جو خود مستحق ہو تو اپنے لئے سوال بتعین مضائقہ نہیں رکھتا، اگرچہ اس کو ناگوار ہو اور اسی طرح تعین سوال کہ مجھے ایک روپیہ یا دو روپے دے، نہ چاہیے۔

پانچویں شرط: قدر حاجت سے زیادہ نہ مانگے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اصل حاجتیں تین ہیں: روٹی، کپڑا، گھر، اور حدیث شریف میں ہے کہ ”آدمی کو تین چیزوں کے سوا دنیا میں کچھ حق نہیں، چند لقمے کہ اس کی پیٹھ کو سیدھا کریں اور ایک ٹکڑا کپڑا کہ ستر چھپائے اور چھوٹا گھر جس میں جھک کر داخل ہو سکے“ اسی طرح جو چیزیں گھر کیلئے لابدی (یعنی ضروری) ہیں وہ بھی حاجت میں داخل ہیں۔^(۲)

قال الرضاء: یہ حاجاتِ ضروریہ عامہ ہیں جن کی طرف سب کو احتیاج ہے اور اہل و عیال والے کو ان کے نفقہ کی بھی حاجت ہے، اگر بی بی یا غیر مالدار بچوں یا حاجت مند ماں باپ اور ان کے مثل ان کے لئے جن کا نفقہ شرعاً اس پر واجب ہے قدر کفایت نہ پاس ہے، نہ وقت حاجت تک کسب سے حاصل کر سکتا ہے تو ان کے لئے بھی سوال جائز بلکہ واجب ہے۔

1 یعنی اپنی پرہیزگاری کے ذریعے سوال نہ کرے کہ دین کو دنیا کے بدلے بچنا بہت بیوقوفی ہے۔

2 ”کیمیائے سعادت“، اصل چہارم در فقر و زہد، ج ۲، ص ۸۴۵۔

فَإِنْ مَا لَا يَحْصُلُ الْوَاجِبُ إِلَّا بِهِ يَكُونُ وَاجِباً كَمَثَلِهِ فِي "رَدِّ الْمُحْتَارِ"
 عَنْ "الذَّخِيرَةِ": إِنْ قَدَّرَ عَلَى الْكَسْبِ تَفَرُّضَ النِّفْقَةِ عَلَيْهِ فَيَكْتَسِبُ وَيَنْفِقُ
 عَلَيْهِمْ وَإِنْ عَجَزَ؛ لَكُونَهُ زَمَناً أَوْ مَقْعِداً يَتَكَفَّفُ النَّاسُ وَيَنْفِقُ عَلَيْهِمْ كَذَا فِي
 نَفَقَاتِ الْخَصَّافِ (1)

غرض اصل گئی وہی ہے کہ جو حاجت و ضرورت واقعی و شرعی ہو اور طریقہ تحصیل
 سو سوال کے دوسرا نہ ہو (مانگنے کے علاوہ کوئی اور چارہ نہ ہو تو) اس کے لیے بقدر حاجت،
 تا وقت حاجت سوال جائز ہے ورنہ حرام۔

آج کل اکثر لوگ بیٹی کے بیاہ کے لیے بھیک مانگتے ہیں اور اس سے مقصود رسوم
 مَرْوَجَہ ہند کا پورا کرنا ہوتا ہے، حالانکہ وہ رسمیں اصلاً حاجت شرعیہ نہیں تو ان کے لئے سوال
 حلال نہیں ہو سکتا، ہاں مسلمانوں کو خود مناسب ہے کہ حاجت مند بیٹی والے کی اعانت
 کریں۔ حدیث میں اس کی مدد کرنے، اسے قرض دینے کی طرف ارشاد ہوا ہے۔

بعضے بھیک مانگتے ہیں کہ حج کو جائیں گے، یہ بھی حرام اور انہیں دینا بھی حرام، ما
 حَرَمَ أَخْذَهُ حَرَمَ إِعْطَاءِهِ (جس شے کا لینا حرام، اس کا دینا بھی حرام) فقیر کو حج، نفل ہے اور

1 جو شخص واجب کے حصول پر سوال کئے بغیر قدرت نہیں رکھتا اس پر سوال کرنا واجب ہے، اسی کی مثل
 "رد المحتار" میں "ذخیرہ" سے منقول کہ اگر کما کر ان کا نفقہ جو اس شخص پر واجب ہے، پورا کر سکتا ہے تو
 کمائی کر کے ان کا نفقہ ادا کرے، اور اگر لچایا پانچ ہونے کے سبب نہیں کما سکتا تو لوگوں سے مانگ کر ان
 کا خرچہ پورا کرے جن کا نفقہ اس پر واجب ہے اسی طرح خصاف کے باب النفقہ میں بھی مذکور ہے۔

سوال حرام، نفل کے لئے حرام اختیار کرنا کس نے مانا! ﴿

چھٹی شرط: اسے تنعم و تجملِ نفس و عیال میں صرف نہ کرے بلکہ وسیلہ عبادت و مباح میں خرچ کرے۔⁽¹⁾

قال الرضاء: مال غادی و رائج ہے (یعنی مال، بادل و ہوا کی مانند آنی جانی شے ہے) صبح آتا اور شام جاتا شام جاتا اور صبح آتا ہے۔ نانِ شبینہ کے محتاج (مفلس اور لاچار لوگ) آنکھوں دیکھتے دیکھتے صاحبانِ تخت و تاج ہو گئے اب اگر کسی نے ضرورت کے لئے سوال سے مال حاصل کیا ابھی خرچ نہ ہوا تھا کہ مال حلال کسی دوسری وجہ سے مل گیا تو اسے اگرچہ اس مالِ سوال کا واپس دینا شرعاً ضرور نہیں کہ اس وقت محتاج ہی تھا مگر اولیٰ یہی ہے کہ واپس کر دے تاکہ ذلتِ سوال کی تلافی اور شکر و اظہارِ نعمتِ الہی ہو پھر بھی اگر صرف کرے تو اسی حاجت و ضرورت ہی کے امور میں کہ جس کے لیے مانگا تھا اس کے خلاف نہ ہو۔

هذا ما ظهر في شرح هذا الكلام الشريف، فافهم، واللہ تعالیٰ اعلم ﴿⁽²⁾

ساتویں شرط: منعم حقیقی کا شکر بجالائے اور جس نے دیا اس کا بھی شکر ادا

1 یعنی جو مال مانگ کر حاصل ہوا اُسے اپنے اور اپنے اہل و عیال کے عیش و عشرت اور بناؤ سنگھار میں خرچ نہ کرے بلکہ اسے عبادت اور مباح کاموں کا ذریعہ بنائے۔

2 یہ کلام ہے جو مصنف علیہ الرحمۃ کے اُس کلام کی تشریح میں مجھ پر ظاہر ہوا، پس اسے سمجھو اور سب سے بہتر علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔

کرے کہ واسطہ وصولِ نعمت ہے اور اس کے حق میں دعا کرے۔^(۱)

حدیث شریف میں ہے: ”جو بھلائی کرے اسکو بدلا دو، نہ ہو سکے تو اس کیلئے دعا کرو۔“^(۲)

مگر صدقہ دینے والے کو چاہیے کہ اگر فقیر اس کے سامنے اسے دعا دے تو وہی دعا فقیر کو دیدے تاکہ دعا کا عوض دعا ہو جاوے اور صدقہ بے عوض رہے اس کے عوض ثوابِ آخرت ملے۔

آٹھویں شرط: کسی سے بار بار سوال نہ کرے کہ اس حرکت سے وہ تنگ ہو گا وہ اس کو حریص سمجھے گا۔

نویں شرط: اگر دینے والا تنگ ہو کر یا لوگوں سے شرمناک یا مالِ مُشْتَبَہ یا حرام اس کو دے، قبول نہ کرے کہ اگر خدا کے واسطے ایسے مال سے اجتناب کرے گا، خدا اپنے فضل و کرم سے اسے بہتر عنایت فرمائے گا: ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾^(۳)

۱ یعنی: پروردگارِ عالم عزوجل کا شکر بجالائے کہ درحقیقت سبھی نعمتیں ملتی تو اللہ رب العزت ہی کی طرف سے ہیں لیکن چونکہ یہ شخص اس نعمتِ خداوندی کے پہنچنے کا ذریعہ بنا اس لئے اسکا بھی شکریہ ادا کرے اور اسکے حق میں دعا بھی کرے۔

۲ ”السنن الکبریٰ“، کتاب الزکاة، باب عطیة من سأل باللہ عزوجل، الحدیث: ۷۸۹۰، ج ۴، ص ۳۴۔

۳ ترجمہ کنز الایمان: ”اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کیلئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اُسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو۔“ (پ ۲۸، الطلاق: ۲-۳)

دسویں شرط: لَوْجِهَ اللّٰہِ سوال نہ کرے یعنی یہ کلمہ کہ خدا کے واسطے مجھے کچھ دو، نہ کہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جو شخص لَوْجِهَ اللّٰہِ سوال کرے، ملعون ہے۔“ (1)

ایک بزرگ کوفے کے بازار میں چڑیا ہاتھ پر بٹھائے کہتے تھے: اس چڑیا کے لیے مجھے کچھ دو، کسی نے کہا: یہ کیا کہتے ہو؟ فرمایا: دنیاۓ دُوں (یعنی: بے قیمت و حقیر دنیا) کے لیے خدا کا واسطہ نہیں لاسکتا اس کا شفیع (سفارشی) بھی حقیر چاہیے۔ (2)

سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((لَا يَسْأَلُ لَوْجِهَ اللّٰہِ إِلَّا الْجَنَّةَ))۔ ”لَوْجِهَ اللّٰہِ کہہ کر جنت کے سوا کوئی چیز نہ مانگی جائے۔“ (3)

گیارہویں شرط: جس قدر دیا جائے بطیب خاطر (یعنی: خوش دلی کے ساتھ) قبول کرے زیادہ پر اصرار سے نہایت بازر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جو مال، دینے والے کی ناگواری کے ساتھ لیا جاتا ہے اس میں برکت نہیں ہوتی۔“ (4)

1 ”مجمع الزوائد“، کتاب الزکاة، باب فیمن سأل بوجه اللّٰہ عزوجل، الحدیث: ۴۵۶۸-۴۵۶۹، ج ۳، ص ۲۷۲۔

2 ”کشف المحجوب“ (فارسی)، باب آدابہم فی السؤل وترکہ، ص ۴۰۷۔

3 ”سنن أبی داود“، کتاب الزکاة، باب کراہیة المسألة بوجه اللّٰہ تعالیٰ، الحدیث: ۱۶۷۱، ج ۲، ص ۱۷۸۔

4 ”صحیح مسلم“، کتاب الزکاة، باب النہی عن المسألة، الحدیث: ۱۰۳۷-۱۰۳۸، ص ۵۱۶۔

یہ زیادہ کے لیے اس واسطے اصرار کرتا ہے کہ زیادہ کام آئے گا اور وہاں اس سے برکت اٹھائی گئی کہ اس تھوڑے کی قدر بھی بکا رآمد نہ ہوگا، اگر قناعت کرتا، اللہ جلّ جلالہٰ خیر و برکت عطا فرماتا ہے۔

بارہویں شرط: لازم ہے کہ عیب صدقے کا پوشیدہ رکھے۔

قال الرضاء: جیسے دینے والے کو چاہیے کہ ناقص چیز صدقے میں نہ دے کہ اللہ عزوجل غنی ہے، صدقہ پہلے اس غنی مطلق جلّ و علا کے دست قدرت میں پہنچتا اس کے بعد فقیر کے ہاتھ میں جاتا ہے۔ اب آدمی دیکھے کہ غنی کی سرکار میں کیا پیش کش کرتا ہے۔

وہ فرماتا ہے: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾

”ہرگز نیکی نہ پاؤ گے جب تک اپنی پیاری چیزوں میں سے ہماری راہ میں خرچ

نہ کرو۔“ (پ ۴، ال عمران: ۹۲)

اور فرماتا ہے: ﴿لَسْتُمْ بِأَخِيذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ﴾

”تمہیں ایسی چیز دی جائے تو نہ لو گے مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ۔“ (پ ۳، البقرة: ۲۶۷)

ایسے ہی صدقے لینے والے پر لازم ہے کہ ناقص پر ناراض نہ ہو اور اس کی مذمت و شکایت نہ کرے کہ آخر اس کی طرف سے نعمت ہے اور نعمت کا معاوضہ شکر ہے نہ (کہ) شکایت، اس کا کوئی قرض نہ آتا تھا کہ شکایت کرتا ہے۔ ﴿

تیرہویں شرط: جو شخص مال ظلم یا مالِ ربا (کسی سے چھینا ہوا، یا سودی مال) دے ہر

گز نہ لے کہ خبیث سے سوانحیث (برائی) کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔

قال الرضاء: اگر معلوم ہو کہ جو کچھ یہ دیتا ہے عین حرام ہے تو ہر طرح لینا حرام

ہے خواہ ہدیہ میں، خواہ صدقہ میں، خواہ اجرت میں، خواہ قرض میں، خواہ کسی طرح، ورنہ جائز۔
 ما لم نعرف شيئاً حراماً بعينه به نأخذ، قاله محرر المذهب محمد
 رحمه الله تعالى وقد فصلنا المسألة بوجوهها في مجموعتنا المباركة إن شاء
 الله تعالى "العطايا النبوية في الفتاوى الرضوية"۔^(۱)

چودھویں شرط: صدقے کو تھوڑا اور حقیر نہ جانے، جیسے دینے والے کو چاہیے
 بہت دے اور تھوڑا سمجھے۔ والكثير في جنب الله قليل (کثیر بھی اللہ کے حضور قلیل ہے)
 حدیث صحیحین سے ثابت کہ صدقہ کو حقیر نہ جانو اگرچہ بکری کا جلا ہوا کھر ہو۔^(۲)

قال الرضاء: اس کے مخاطب صدقہ دینے والے بھی ہو سکتے ہیں یعنی: اگر ایسی
 ہی چیز کی استطاعت ہے تو یہی دو اور اسے حقیر نہ جانو کہ آخر امثال امر ہے (یعنی: شرعی حکم کی
 بجا آواری ہے) اور محتاج کے کچھ تو کام آئے گی وہاں انہیں دو باتوں پر نظر ہے نہ کہ تمہارے
 قلیل و کثیر پر، کہ یوں تو تمام متاع دنیا شرق سے غرب تک کے سارے خزینے، دینے ہر
 قلیل سے قلیل تر، ہر ذلیل سے ذلیل تر ہیں اور جب اس وقت ناقص ہی چیز پر ہاتھ
 پہنچتا ہے تو اب وہ آئیہ کریمہ وارد نہ ہوگی جو ہم نے زیر شرط ۱۲ تلاوت کی کہ اس میں

1 جب تک کسی معین شے کا حرام ہونا ہمیں معلوم نہ ہو اُسے لے سکتے ہیں یہ فقہ حنفی کو تحریری صورت میں
 پیش کرنے والے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد امجد، امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے اور اس مسئلے
 کی تمام صورتیں ہم نے بہت تفصیل کے ساتھ اپنے بابرکت مجموعہ فتاویٰ "العطايا النبوية في الفتاوى
 الرضوية" میں ذکر کر دی ہیں۔ (انظر للتفصيل "الفتاوى الرضوية"، ج ۲۱، ص ۶۴۱)

2 "صحیح مسلم"، کتاب الزکاة، باب الحث علی الصدقة... إلخ، الحدیث: ۱۰۳۰،

﴿لَا تَيْمُمُوا الْخَبِيثَ﴾ فرمایا ہے، ”بالقصد ناقص چیز نہ دو“ (پ ۳، البقرة: ۲۶۷) کہ ناقص و کامل دونوں پر دسترس ہے اور قصد ناقص دو، ورنہ ﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَّا أَتَاهَا ۖ سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا﴾ (۱)

نیز حدیث میں اس طرف بھی اشارہ ممکن کہ صدقہ دینے میں تھوڑی چیز کو بھی حقیر نہ جانو اگرچہ زیادہ کی استطاعت بھی ہو، ہاتھ پہنچتا ہے مگر شیطان روکتا ہے، نفس آڑے آتا ہے ایک شیطان کیا ستر شیطان صدقے سے باز رکھتے ہیں۔

حدیث شریف میں ارشاد ہوا: ”صدقہ ستر شیطانوں کے جڑے چیر کر نکالتا ہے۔“ (۲) تو ایسی حالت میں تھوڑا ہی دے اور اسے حقیر جان کر بالکل دست کش (لا تعلق) نہ ہو کہ آخر محتاج کے بکار آمد ہوگا اور بخل کی جڑ دل پر جنمے میں کچھ تو کمی آئے گی۔ مَا لَا يُدْرِكُ كُلُّهُ لَا يُتْرَكُ كُلُّهُ (بالکل کچھ نہ ہونے سے کچھ ہونا بہتر ہے) اور یہاں بھی وہ آئیہ کریمہ وارد نہیں کہ اس میں: ﴿لَا تَيْمُمُوا الْخَبِيثَ﴾ فرمایا نہ (کہ) لَا تَيْمُمُوا الْقَلِيلَ (یعنی: خاص قلیل کا ارادہ نہ کرو) خبیث و قلیل میں زمین و آسمان کا فرق ہے، پاؤ بھر گھرے گیہوں قلیل ہیں خبیث نہیں اور دُشْمَن گھنے ہوئے (یعنی کیرا لگے ہوئے) کہ گل کر آٹا ہو گئے خبیث ہیں نہ (کہ) قلیل۔

1 ترجمہ کنز الایمان: ”اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتا مگر اسی قابل جتنا اسے دیا ہے، قریب ہے کہ اللہ دشواری کے بعد آسانی فرمادے گا۔“ (پ ۲۸، الطلاق: ۷)

2 ”مجمع الزوائد“، کتاب الزکاة، باب ارغام الشیطان بالصدقة، الحدیث: ۴۶۰۱، ج ۳، ص ۲۸۲۔

اُمّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سخاوت اس درجہ تھی کہ ان کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے زمانہ خلافت میں ان کے تصرفات مجبور کر دیئے (یعنی روک دیئے) تھے^(۱)، ہزار ہاروپے ایک جلسے میں محتاجوں کو تقسیم فرمادیتیں۔

ایک بار امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لاکھ روپے نذر بھیجے، اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کنیز کو حکم دیا ہزار فلاں کو دوے آؤ، سو فلاں کو، یہاں تک کہ ایک پیسہ نہ رکھا اور خود حضرت اُمّ المؤمنین کا روزہ تھا، کنیز نے عرض کی: حضور کا روزہ ہے اور گھر میں افطار کو بھی کچھ نہیں، فرمایا: پہلے سے کہتی تو کچھ رکھ لیا جاتا۔^(۲)

ان اُمّ المؤمنین نے ایک بار سائل کو ایک دانہ انگور کا دیا، دیکھنے والے نے تعجب کیا، فرمایا: کم تری فیہا من مثاقیل ذرۃ؟ ”اس سے کتنے ذرے نکل سکیں گے؟“ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ﴾ ”جو ایک ذرہ برابر بھلائی کرے گا اس کا اجر دیکھے گا۔“ (پ ۳۰، الزلزال: ۷)^(۳)

1 انظر ”صحيح البخاري“، كتاب المناقب، باب مناقب قريش، الحديث: ۳۵۰۵، ج ۲، ص ۴۷۵، و كتاب الأدب، باب الهجرة، الحديث: ۶۰۷۳-۶۰۷۵، ج ۴، ص ۱۱۹۔
یعنی: اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مالی تصرف کے اختیارات لے لئے تھے کہ حاکم اسلام کو اس بات کا اختیار ہے۔

2 ”إحياء علوم الدين“، كتاب الفقر والزهد، ج ۴، ص ۲۴۵۔

3 ”شعب الإيمان“، باب الزكوة، فصل في الاختيار في صدقة التطوع، الحديث:

۳۴۶۶، ج ۳، ص ۲۵۴۔

هذا كله ما ظهر لي وأرجو أن يكون صواباً، والله تعالى أعلم.⁽¹⁾
 خیر یہ چودہ شرائط حضرت مُصَتَفٰی قُدَسَ سِرُّہُ نے ذکر فرمائے، چھ فقیر ذکر کرتا ہے کہ بیس کا عدد کامل ہو۔

پندرہویں شرط: مسجد میں سوال نہ کرے کہ حدیث شریف میں اس سے ممانعت آئی⁽²⁾ اور اسے دینا بھی نہ چاہیے کہ شنیع پر اعانت ہے (یعنی: برائی پر مدد کرنا ہے) علماء فرماتے ہیں: مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے تو ستر پیسے اور درکار ہیں جو اس دینے کا کفارہ ہوں۔ کما فی ”الہندیۃ“ و ”الحدیقة الندیۃ“⁽³⁾ وغیرہما۔ اور اگر ایسی بدتمیزی سے سوال کرتا ہے کہ نمازیوں کے سامنے گزرتا ہے یا بیٹھے ہوؤں کو پھاند کر جاتا ہے تو اسے دینا بالاتفاق ممنوع۔

وهو المختار علی ما فی ”الدر المختار“ من الحظر⁽⁴⁾ وقد جزم فی الصلاة⁽⁵⁾ بإطلاق الحظر وعبر عن هذا بقیل۔

أقول: وإن فرّق بمن تعوّد فيمنع عطاءه مطلقاً أو ورد غريباً كثيراً

1 یہ سب وہ گوبر پارے ہیں کہ میرے رب عزوجل نے مجھ پر ظاہر فرمائے اور میں امید کرتا ہوں کہ یہی توجیہ جو میں نے اوپر حدیث سے متعلق بیان کی، درست ہے اور سب سے زیادہ جاننے والا تو اللہ ہی ہے۔

2 انظر ”صحيح مسلم“، باب النهي عن نشد الضالة ... إلخ، الحديث: ٥٦٨، ص ٢٨٤ و ”المراقبة“، باب المساجد ومواضع الصلاة، تحت الحديث: ٧٠٦، ج ٢، ص ٤١٢۔

3 ”الفتاوى الهندية“، كتاب الهبة، الباب الثاني عشر في الصدقة، ج ٤، ص ٤٠٨۔

4 ”الدر المختار“، كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع، ج ٩، ص ٦٨٨۔

5 ”الدر المختار“، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج ٢، ص ٥٢٣۔

لا يعرف الناس فيباح إن لم يتخط لم يعد وكان توفيقاً، واللہ تعالیٰ اعلم۔^(۱)
 سولہویں شرط: سوال میں زیادہ تملُّق (خوشامد) و چالپوسی نہ کرے کہ شانِ اسلام کے خلاف ہے۔ حدیث شریف میں آیا: ”مسلمان خوشامدی نہیں ہوتا“،^(۲) اور جھوٹی جھوٹی تعریفیں اس سے بھی بدتر کہ ایک تو تملُّق، دوسرے کذب، تیسرے اس شخص کا نقصان کہ منہ پر تعریف کرنے کو حدیث میں گردن کا ثنا فرمایا اور ارشاد ہوا: ”مداحوں کے منہ میں خاک جھونک دو“،^(۳) خصوصاً اگر ممدوح فاسق ہو کہ حدیث میں فرمایا: ”جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے، رَبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى غَضَبُ فَرَمَاتَا ہے اور عَرُشُ الرَّحْمَنِ ہل جاتا ہے۔“،^(۴)

۱ اور اسی قول کو ”در مختار“ کے كِتَابُ الْحُظَرِ وَالْإِبَاحَةِ میں اختیار کیا ہے اور اسی كِتَابُ الصَّلَاةِ میں مسجد کے سائل کو مطلقاً دینے کی ممانعت پر جزم فرمایا اور مذکورہ قول کو لفظ ”قِيلَ“ سے تعبیر کیا یعنی اس کے ضعف کی طرف اشارہ فرمایا۔

میں کہتا ہوں: ان دونوں اقوال میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ اگر وہ شخص پیشہ ورفیقہ ہے تو اسے دینا، چاہے مسجد میں ہو یا علاوہ مسجد، بہر صورت منع ہے اور اگر وہ شخص خستہ حال مسافر ہے کہ وہاں اس کا کوئی جاننے والا نہیں، اور نہ وہ نمازیوں کو پھلانگتا ہے نہ ہی بار بار سوال کرتا ہے، تو اسے دینا جائز ہے۔

2 ”شعب الإيمان“، باب فی حفظ اللسان، الحدیث: ۴۸۶۳، ج ۴، ص ۲۲۴۔
 و ”الجامع الصغیر“، الحدیث: ۷۶۷۱، ص ۴۶۹۔

3 ”صحیح مسلم“، کتاب الزہد والرقائق، باب النهی عن المدح... إلخ، الحدیث: ۳۰۰۲، ص ۱۶۰۰۔

4 ”شعب الإيمان“، الحدیث: ۴۸۸۶، ج ۴، ص ۲۳۰۔

ستر ہویں شرط: مال حاصل کرنے کے لیے جس قدر صلاح اپنے میں ہے، اس سے زیادہ ظاہر نہ کرے۔ خواہ وہ اظہار زبانِ قال سے ہو یا زبانِ حال سے ہو، کہ ایک تو زور (زبردستی) ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے: ”جو لوگوں کو اس سے زیادہ خوفِ خدا دکھائے جتنا اس کے پاس ہے منافق ہے۔“ (1)

دوسرے دھوکا دینا۔ حدیث شریف میں ہے: ”ہمارے گروہ سے نہیں جو ہمیں فریب دے۔“ (2)

تیسرے وہ مال کہ اس کے عوض لے گا، ناجائز ہوگا۔ کما فی ”الطریقة المحمدیة“ کہ دینے والا اگر ایسا نہ جانتا نہ دیتا یا اتنا نہ دیتا۔

اٹھارہویں شرط: کسی سچے عملِ دینی کے ذریعے سے بھی دنیا نہ مانگے کہ معاذ اللہ دین فروشی ہے۔ جیسے بعض فقراء کہ حج کر آتے ہیں جگہ جگہ اپنا حج بیچتے پھرتے ہیں، پھر کبھی بک نہیں چکتا (یعنی ہمیشہ اسی حج کو کمائی کا ذریعہ بناتے ہیں)۔

حدیث شریف میں آیا: ”جو آخرت کے عمل سے دنیا طلب کرے اس کا چہرہ مسخ کر دیا جائے اور اس کا ذکر مٹا دیا جائے اور اس کا نام دوزخیوں میں لکھا جائے۔“ (3)

1 ”الجامع الصغیر“، الحدیث: ۸۳۸۳، ص ۵۱۱۔

2 ”صحیح مسلم“، کتاب الایمان، باب قول النبی: ((من غشنا فلیس منا))، الحدیث:

۱۶۴، ص ۶۵۔

3 ”المعجم الکبیر“، الحدیث: ۲۱۲۸، ج ۲، ص ۲۶۸۔

امام حجۃ الاسلام (یعنی امام غزالی) فرماتے ہیں: ایک غلام و آقا حج کر کے پلٹے راہ میں نمک نہ رہا، نہ خرچ تھا کہ مول (خرید) لیتے۔ ایک منزل پر آقا نے کہا: بَقَالَ (کریانہ والے) سے تھوڑا نمک یہ کہہ کر لے آ کہ ہم حج سے آتے ہیں، وہ گیا اور کہا: میں حج سے آتا ہوں قدرے نمک دے، لے آیا۔ دوسری منزل میں آقا نے پھر بھیجا، اس باریوں کہا کہ: میرا آقا حج سے آتا ہے تھوڑا نمک دے، لے آیا۔ تیسری منزل میں آقا نے پھر بھیجنا چاہا، غلام نے کہ حقیقۃً آقا بننے کے قابل تھا، جواب دیا: پرسوں نمک کے چند دانوں پر اپنا حج بیچا کل آپ کا بیچا، آج کس کا بیچ کر لاؤں۔

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک شخص کے یہاں دعوت میں تشریف لے گئے، میزبان نے خادم سے کہا: ان برتنوں میں کھانا لاؤ جو میں دوبارہ کے حج میں لایا ہوں، امام نے فرمایا: ”مسکین تو نے ایک کلمہ میں اپنے دو حج ضائع کئے“ جب مُجَرَّد (صرف) اظہار پر یہ حال ہے تو اسے ذریعہ دنیا طلبی بنانا کس درجہ بدتر ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اور اسی میں داخل ہے وعظ کا پیشہ کہ آج کل نہ کم علم بلکہ بہت نرے جاہلوں نے کچھ الٹی سیدھی اردو دیکھ بھال کر، حافظہ کی قوت دماغ کی طاقت، زبان کی طلاقت کو شکارِ مردم کا حال (زبان کی تیزی سے لوگوں کو اپنے جال میں پھنسانے کا ذریعہ) بنایا ہے۔ عقائد سے غافل، مسائل سے جاہل اور وعظ گوئی کے لئے آندھی، ہر جامع، ہر مجمع، ہر مجلس، ہر میلے میں غلط حدیثیں، جھوٹی روایتیں، اُلٹے مسئلے بیان کرنے کو کھڑے ہو جائیں گے اور طرح طرح کے حیلوں سے جو مل سکا کمائیں گے۔

اول تو انہیں وعظ کہنا حرام قطعی۔

او خویشتن گمراست کجرا ذہبری کند (۱)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((من قال في القرآن بغير علم

فليتبوء مقعده في النار))

”جو بے علم قرآن کے معنی میں کچھ کہے، وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔“

رواہ الترمذی وصحّحہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ (۲)

دوسرے اُن کا وعظ سننا حرام: ﴿سَمْعُونَ لِلْكَذِبِ﴾ (۳) تو سارے جلسے کا

وبال ایسے واعظ کی گردن پر ہے من غیر اُن ینقص من أوزارهم شیئاً (بغیر اس کے کہ ان کے گناہ میں کچھ کمی ہو)۔

تیسرے وعظ وپند کو جمع مال یا رجوع خلق کا ذریعہ بنانا گمراہی مردود وسنت

نصاری و یہود (یہودیوں اور عیسائیوں کا طریقہ) ہے۔

”در مختار“ میں ہے: التذکیر علی المنابر للوعظ والاتعاظ سنة الأنبياء

والمرسلین ولرئاسة و مال و قبول عامة من ضلالة اليهود والنصارى۔ (۴)

۱ یعنی جو خود گمراہ ہو وہ کسی اور کی کیا راہنمائی کرے گا۔

۲ اس حدیث کو ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہوئے صحیح قرار دیا ہے۔

”سنن الترمذی“، باب ماجاء في الذي يفسر القرآن برأيه، الحديث ۲۹۵۹، ج ۴، ص ۴۳۹۔

۳ ترجمہ کنز الایمان: ”جھوٹ خوب سنتے ہیں۔“ (پ ۶، المائدة: ۴۱)

۴ منبروں پر اس لئے وعظ کرنا تاکہ لوگوں کو نصیحت ہو اور اسکے اثر سے لوگ اپنی اصلاح کی کوشش

کریں تو یہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کی سنت ہے اور اس کو لوگوں پر اپنی بڑائی جتلانے

اور حصول مال و شہرت کا ذریعہ بنانا یہود و نصاریٰ کے گمراہ افعال میں سے ہے۔

”الدر المختار“، کتاب الحظر والاباحۃ، ج ۹، ص ۶۹۵۔

”خلاصہ“ و ”تاتارخانیہ“ و ”ہندیہ“ میں ہے: الواعظ إذا سأل الناس شيئاً

في مجلس لنفسه لا يحلّ له ذلك؛ لأنّه اكتساب الدنيا بالعلم.⁽¹⁾

امام فقیہ ابواللیث نے اگر حال زمانہ دیکھ کر کہ سلطنتوں نے علماء کی کفالت چھوڑ دی، بیت المال میں ان کا حق کہ ہمیشہ اُن کے اور اُنکے مُتعلّقین کے تمام مصارف کی کفایت کی جائے انہیں نہیں پہنچتا وہ کسبِ معاش میں مصروف ہوں تو عوام کو ہدایت کا دروازہ مسدود ہوتا ہے اذان و امامت و تعلیم باجرت پر فتوائے متاخرین کی طرح قولِ جمہور اور خود اپنے قول سابق سے رجوع فرما کر عالم کو اجازت دی کہ وعظ و پند کیلئے مُفَصَّلَات (یعنی شہر کے ارد گرد کے قصبات و دیہات) میں جائے اور نذر لے، تو وہ مجبوری کی اجازت بحالتِ حاجت، خاص عالمِ دین کے لئے ہے جو اہل وعظ و تذکیر ہے، نہ (کہ) جاہلوں یا ناقصوں کے واسطے کہ انہیں وعظ کہنا ہی کب جائز ہے⁽²⁾ جو اس کی ضرورت کیلئے

1 وعظ و نصیحت کرنے والا جب لوگوں سے مجلس میں اپنے لئے کچھ مانگے تو یہ اس کیلئے حلال نہیں اس لئے کہ یہ علم بیچ کر دنیا خریدنا ہے۔ ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الکراہیۃ، الباب الرابع، ج ۵، ص ۳۱۹۔

2 یعنی: امام ابواللیث سمرقندی نے جب یہ ملاحظہ فرمایا کہ حکومتوں نے علمائے کرام کی کفالت کرنا چھوڑ دی ہے اور انہیں اور انکے متعلّقین کو بیت المال سے جو ان کا حق ملا کرتا تھا ملنا بند ہو گیا ہے ایسی صورت میں علماء اگر معاشی مصروفیات میں پڑ جائیں گے تو پھر عوام کی ہدایت اور وعظ و نصیحت کا دروازہ بند ہو جائے گا، اپنے سابقہ قول سے رجوع فرماتے ہوئے جمہور متاخرین کے قول کو اختیار کرتے ہوئے علمائے کرام کو اذان و اقامت، تعلیم قرآن و حدیث اور وعظ کیلئے اجرت اور نذرانے لینے کی اجازت مرحمت فرمائی تو ان علماء کو جو وعظ کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں، یہ اجازت اصلاح امت کے مقدس جذبے کے پیش نظر ضرورتاً دی گئی تھی، جاہلوں اور شرعی احکامات سے بے بہرہ لوگوں کو تو وعظ کہنا ہی جائز نہیں تو اس پر اجرت و نذرانے لینا ان کے لئے کیسے جائز ہو جائیگا!۔

اس منظور (یعنی شریعت کی منع کردہ) کی اجازت ہو پھر اس کے لئے بھی صرف بحال حاجت، بقدر حاجت اجازت ہوگی؛ لَئِنْ مَا كَانَ بِضُرُورَةٍ تَقْدَرُ بِقَدْرِهَا (اس لئے کہ جو شے کسی ضرورت کے تحت ثابت ہو وہ بقدر ضرورت ہی جائز رہتی ہے) نہ کہ بلا حاجت یا خزانہ بھرنے کے لیے، پھر آگے مدارقیت پر ہے، اللہ عزوجل کہ ﴿عَلَيْهِمْ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾^(۱) ہے اس کی حالت جانتا ہے کہ اصل مقصود ہدایت ہے، نہ (کہ) جمع مال، جب تو اس مجبوری کے فتوے سے نفع پاسکتا ہے ورنہ دانا ئے سرّ وَاَنْخَلِ (ہر پوشیدہ سے پوشیدہ کو جاننے والے رب عزوجل) کے حضور جھوٹا حیلہ نہ چلے گا اور دنیا خُثْر (بے وقوف) اور دین فروش ہی نام پائے گا، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اُنیسویں شرط: کسی جھوٹے حیلے سے دھوکا نہ دے۔ مثلاً: مسجد بنوانی ہے، مدرسے کو درکار ہے وغیرہ وغیرہ کہ اگر سرے سے بے اصل تھا تو جھوٹ ہوا اور اگر مسجد و مدرسہ واقعی تھے ان کے نام سے لے کر خود دکھایا تو خیانت ہوئی اور ہر حال میں فریب بھی ہوا اور جو ملا مالِ حرام ہوا اور ایک سخت ناپاک تر دھوکا وہ ہے کہ بعض احمق جاہل خدا ناترس مالِ حرام حاصل کرنے کو مع ”غله تا اذراں شود امسال سید می شوم“^(۲) پر عمل کرتے ہیں، ایسے گناہ کبیرہ سے دور بھاگے۔

صحیح حدیث شریف میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جو نسب میں اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے کو نسبت کرے اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں

1 ترجمہ کنز الایمان: ”دلوں کی جانتا ہے۔“ (پ ۲۹، الملک: ۱۳)

2 یعنی اس سال اگر غلہ سستا ہو جائے تو سردار ہو جائیں۔

اور آدمیوں، سب کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔^(۱)

اور بعض سُنَّہائے بے عقل جن کا باپ شیخ یا اور قوم سے ہے، صرف ماں کے سیدانی ہونے پر سید بن بیٹھے ہیں اور اس بناء پر اپنے آپ کو سید کہتے کہلاتے ہیں یہ بھی محض جہالت و معصیت اور وہی دوسرے باپ کو اپنا باپ بنانا ہے۔ شرع مطہر میں نسب باپ سے لیا جاتا ہے نہ (کہ) ماں سے۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ﴾^(۲)۔

امام خیر الدین رملی نے ”فتاویٰ خیریہ“ پھر علامہ شامی نے ”رد المحتار“ اور دیگر علماء نے اپنے اَسفار میں تصریح فرمائی کہ جس کی ماں سیدانی ہو اگرچہ اس وجہ سے وہ ایک فضیلت رکھتا ہے مگر زہار (ہرگز) سید نہ ہو جائے گا۔^(۳)

علامہ سیدی عبدالغنی نابلسی قُدس سِرُّہ القُدسی نے ”حَدِیقَةُ نَدِیہ“ میں ارشاد فرمایا کہ ایسا شخص اگر اپنے آپ کو سید کہے تو اسی وعید میں داخل ہے کہ اس پر خدا و ملائکہ و ناس کی لعنت اور اس کی عبادتیں مردود اور اُکارت۔^(۴) وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

1 ”صحیح مسلم“، کتاب الحج، باب فضل المدینة... إلخ، الحدیث: ۱۳۷۰، ص ۷۱۲۔

2 ترجمہ کنز الایمان: ”اور جس کا بچہ ہے۔“ (پ ۲، البقرة: ۲۳۳)

اس آیت کریمہ کے تحت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی ”خزائن العرفان“ میں ارشاد فرماتے ہیں: ”یعنی والد، اس اندازِ بیان سے معلوم ہوا کہ نسب باپ کی طرف رجوع کرتا ہے۔“

3 ”رد المحتار“، کتاب النکاح، باب الکفاءة، ج ۴، ص ۱۹۸۔

4 ”الحدیقة الندیة“، النوع الرابع من الأنواع الستین الکذب، ج ۲، ص ۲۰۹-۲۱۰۔

میسویں شرط: اگر واقعی سید یا شیخ، علوی یا عباسی غرض ہاشمی ہے تو مال زکوٰۃ لینے کے لیے اپنا ہاشمی ہونا نہ چھپائے کہ دینے والے نے انجانی میں دے دیا تو اسے تو لینا حلال نہ ہوگا اور اگر چھپانے کے لیے اپنی دوسری قوم ظاہر کی تو اسی (مذکورہ بالا) وعید شدید کا مورد (مصدق) ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ ﴿

سوال: سابق مذکور ہوا کہ ترک سوال بہر حال اولیٰ ہے (یعنی بہتر ہے) حالانکہ بعض اکابر دین و مشائخ طریقت نے سوال کیا ہے، حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری اپنے ”مکتوبات“ میں لکھتے ہیں: ”شیخ ابوسعید خراز فاقے کے وقت لوگوں سے سوال کرتے ہیں۔ اور خواجہ ابو حفص حداد مغرب و عشاء کے بیچ میں بقدر ضرورت ایک دو دروازے سے مانگ لیتے۔

خواجہ سفیان ثوری بھی سفر میں سوال کرتے اور خواجہ ابراہیم ادھم جبکہ جامع بصرہ میں معتکف تھے تین دن بعد افطار فرماتے، اُس روز سوال کرتے۔“ (۱)

قال الرضاء: ان حضرات عَلَیْہِ قُدْسَتْ اَسْرَارُہُمْ کے یہ احوال علامہ مناوی نے بھی ”تیسیر شرح جامع صغیر“ میں زیر حدیث: ((من سأل من غیر فقر فإِنَّمَا یَسْأَلُ الْجَمْرُ)) (۲) ذکر کئے اور حضرت ابوسعید خراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کہا: ہنگامِ فاقہ ہاتھ پھیلا کر ”ثم شیء للہ“ فرماتے۔ (۳) ﴿

1 ”قوت القلوب“، کتاب حکم المسافر والمقاصد فی الأسفار، ج ۲، ص ۳۹۹۔

و ”البریقة المحمودیة“، الثامن والعشرون حب المال للحرام، ج ۴، ص ۵۷۔ (شاملہ)

2 جس نے بغیر فقر کے مانگا تو اس نے انگارہ مانگا۔

3 ”التیسیر“، حرف المیم، ج ۲، ص ۸۱۶۔ (شاملہ)

جواب: مشائخ عظام و اولیائے کرام کبھی مفصول کو اختیار فرماتے ہیں، ان کے تمام اعمال و افعال و انواع احوال میں اغراض عالیہ ہیں۔ بزرگوں نے وقتِ اباحتِ شرعیہ سوال میں تین فائدے تجویز کئے ہیں، بنظر ان فوائد کے کبھی سوال کیا اور اپنے مریدوں کو اس کا اذن دیا ہے۔

پہلا فائدہ: ریاضتِ نفس۔

خواجہ شقیق بلخی کے ایک مرید خواجہ بازید کے پاس آئے، آپ نے ان کے پیر کا حال دریافت فرمایا: عرض کی: خلق سے فارغ اور خدا پر متوکل ہو کر بیٹھ گئے ہیں، فرمایا: میری طرف سے شقیق سے کہنا دو روٹیوں کے واسطے خدا کو نہ آزماؤ، نامہ توکل کا طے کر کے بھوک کے وقت بھیک مانگ لیا کرو، کہیں اس فعل کی شامت سے وہ ملک زمین میں نہ دھنس جائے۔^(۱)

قال الرضاء: اللہ عزوجل پر توکل فرض عین ہے:

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾

”اللہ ہی پر توکل کرو اگر مسلمان ہو۔“ (پ ۶، المائدة: ۲۳)

اور فرماتا ہے: ﴿إِن كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا إِن كُنْتُمْ مُسْلِمِينَ﴾

”اگر تم خدا پر ایمان رکھتے ہو تو اسی پر بھروسہ کرو اگر مسلمان ہو۔“ (پ ۱۱، یونس: ۸۴)

خصوصاً تھوؤف کہ انْقِطَاعِ عَنِ الْغَيْرِ (یعنی: غیر سے لاتعلق ہو جانے) بلکہ فَنَاءِ عَنِ الْغَيْرِ (یعنی: دوسروں کی خبر ہی نہ ہونے) بلکہ نَفْيِ مُطْلَقِ غَيْرِ ہے (یہاں تک کہ اپنی اور غیر کی

ذات سے بالکل بے نیاز ہو جانے کا نام ہے) اس میں نامہ توکل کیونکر طے کرنے کا حکم ہو سکتا ہے۔ ہاں! توکل قلب سے طرح اسباب (یعنی: نئے اسباب کی تلاش) ہے نہ کہ عمل میں ترک اسباب^(۱)، خود حکم فرماتا ہے: ﴿فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ﴾
 ”زمین میں پھیل جاؤ اور اس کا فضل ڈھونڈو۔“ (پ ۲۸، الجمعة: ۱۰)

ولہذا جب ایک صحابی نے عرض کی: یا رسول اللہ! اپنا ناقہ چھوڑ دوں اور خدا پر توکل کروں؟ فرمایا: بلکہ ((قَيِّدْ وَتَوَكَّلْ))۔

”اس کا پاؤں باندھ دے اور توکل کر“، یعنی: خدا پر بھروسہ کر۔

رواہ البیہقی فی ”الشعب“ بسند جید عن عمرو بن أمیة الضمیری
 والترمذی بلفظ: ((اعقلها وتوکل)) عن أنس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔^(۲)

۱ یعنی: توکل کے معنی یہ نہیں کہ اسباب کو ترک کر کے بیٹھا رہے اور ہاتھ پیر دھرے کہے: اللہ تعالیٰ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے چنانچہ وہ مجھے بغیر کوشش کے بھی روزی دیگا۔ بلاشبہ اللہ عزوجل قادر مطلق ہے اور ایسا کرنا اس کیلئے کچھ مشکل نہیں مگر بندے کی مذکورہ سوچ کے پیش نظر کوشش نہ کرتے ہوئے بیٹھ جانا، اپنے رب کریم عزوجل کی مشیت کے خلاف ہے کہ عالم اسباب یعنی: دنیا میں رہ کر ترک اسباب گویا حکمت الہیہ کو باطل کرنے کے مترادف ہے۔ ہاں! توکل کے معنی یہ ہیں کہ ان اسباب کو اصل نہ سمجھے اور نہ ہی ان پر بھروسہ کرے بلکہ اسی پر بھروسہ کرے کہ جو ان اسباب کا پیدا کرنے والا اور مستبپ حقیقی ہے۔

۲ اس حدیث مبارکہ کو بیہقی نے ”شعب الایمان“ میں حضرت عمرو بن أمیة ضمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند جید کے ساتھ روایت کیا اور ترمذی نے ”اعقلها وتوکل“ کے الفاظ کے ساتھ اس کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

”شعب الایمان“، باب التوکل والتسلیم، الحدیث: ۱۲۱۱، ج ۲، ص ۸۰۔

و”سنن الترمذی“، کتاب الزہد، الحدیث: ۲۵۲۵، ج ۴، ص ۲۳۲۔

ع برتو کل پانی اشتر دانبید (۱)

عالم اسباب میں رہ کر ترک اسباب گویا ابطال حکمتِ الہیہ ہے۔

﴿كَبَّاسِطٍ كَفَيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ﴾

”جیسے کوئی ہتھیلیاں پانی کی طرف پھیلانے ہوئے کہ وہ اس کے منہ میں پہنچ

جائے اور وہ پہنچنے والا نہیں۔“ (پ ۱۳، الرعد: ۱۴)

سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی کو منع فرمایا، رہا اذنِ سوال۔

اقول: اللہ عزوجل کے جس طرح کچھ فرائض و محرمات ہیں جیسے: نماز و زنا، ویسے

ہی قلب پر بھی ہیں، اور ان کی فرضیت و حرمت اسی طرح یقینی قطعی ضروریاتِ دین سے ہے

جیسے صبر و شکر و تواضع و اخلاص کی فرضیت، جزع (بے صبری اور واویلا پن) و کفران و تکبر

و ریا کی حرمت۔

عوام اگر بہت متوجہ تقویٰ و طاعت ہوئے انہیں فرائض و محرماتِ بدنہ پر قناعت

کرتے اور فرائض و محرماتِ قلبیہ سے اصلاً کام نہیں رکھتے، پڑھیں نماز اور کریں تکبر اور

رَب عزوجل فرمائے:

﴿الْيَسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ﴾

”کیا جہنم میں ٹھکانا نہیں متکبروں کا۔“ (پ ۲۴، الزمر: ۶۰)

اربابِ قلبِ بشدت متوجہ بقلب ہوتے ہیں، ظاہری باطنی دونوں فرائض بجا

لاتے اور دونوں کے تمام محرمات سے احتراز فرماتے ہیں، پھر ظاہری صلاح سہل ہے

(یعنی: اعمال ظاہری کو درست کر لینا آسان ہے) اور باطنی اس سے بہت مشکل کہ جوارح (بدن

1 یعنی اونٹ کے پاؤں پر توکل نہ کرو۔

کے ظاہری اعضاء) کو نیک کام میں لگانا، بد سے بچانا، ایک ہمت کا کام ہے اور قلب سے رذائل دھو دینا، فضائل سے آراستہ کر لینا، کارے دارد (اسکے لئے اہم کام ہے) یہ منہ کا نوالہ نہیں بلکہ بدن بھی تابعِ قلب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((إِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ)).

”بیشک بدن میں ایک گوشت پارہ ہے وہ سنور جائے تو سب بدن بن جائے اور جب وہ بگڑ جائے تو سب بدن خراب ہو جائے، سنتے ہو! وہ دل ہے۔“ (۱)

خلق کی کثرتِ مخالطت (یعنی: لوگوں سے زیادہ میل جول وغیرہ) اعمالِ ظاہر میں بھی بہت مُخل ہوتی ہے، ہزاروں گناہ جسمانی تو وہ ہیں کہ تنہائی میں ہو ہی نہیں سکتے اور جو ہو سکتے ہیں وہ بھی بحالِ مخالطت زائد ہوتے ہیں اور صحبتِ عوامِ قلب کے لئے تو بہت ہی خطرناک ہے، مگر بضرورتِ شرعیہ جیسے مفتی شرع و قاضی حق و مدّرسِ دین و واعظِ ہدیٰ اور غیر مالدار کے طُرُقِ کسب (یعنی: غیر مالدار کا معاشی ضروریات کے مختلف طریقے و ذرائع اپنانا) تجارت، زراعت، نوکری، مزدوری ہیں اور ان سب میں مخالطتِ ناس کی حاجت اور اصلاحِ نفس کے لئے عدمِ فراغت ہے اور صحیح فرائض و اجتنابِ مُحَرَّمات اہم ضروریاتِ دینیہ سے ہے اور ضرورتِ دینی کے وقت سوالِ حلال، یہ معنی ہیں انکے اذن اور حضرت مُصَنِّفِ عِلْمِ مُقَدَّسِ سِرُّہ کے ارشادِ ریاضتِ نفس کے، نہ وہ جو آج کل کے مڑ چرے جو گیوں (شعبہ بازوں) نے اختیار کیا ہے کہ اچھے خاصے جوان تندرست، اور بھیک مانگنے کا پیشہ اور اصلاحِ قلب درکار، اصلاحِ ظاہر سے برکنار اور منع کیجئے تو شرعِ مطہر سے معارضے کو تیار، کہ بھیک مانگنا بھی

ریاض (یعنی مجاہدہ) ہے، واکاسب حبیب اللہ (یعنی: کسبِ حلال کیلئے کوشش کرنے والا اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ ہے) یہ حرام قطعی ہے اور شرع کا مقابلہ اور سخت تر۔ ولا حول ولا قوۃ إلا باللہ العلیّ العظیم۔ ﴿

دوسرا فائدہ: اپنی قدر و قیمت پر متنبہ ہونا۔ جب شبلی مرید ہوئے خواجہ جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”اے ابو بکر! تو ملک شام کا امیر الامراء تھا، جب تک بازار میں بھیک نہ مانگے گا دماغ تیرا ٹخوت سے خالی نہ ہوگا (یعنی تیرے دماغ سے گھمنڈ وغرور نہ جائے گا) اور اپنی قدر و قیمت نہ جانے گا۔“ ابتداء ابتداء میں تو لوگوں نے رئیس جان کر بہت کچھ دیا آخر رفتہ رفتہ ہر روز بازار انکا سُست ہوتا جاتا، ایک سال کے بعد یہ نوبت پہنچی کہ صبح سے شام تک پھرتے کوئی کچھ نہ دیتا، پیر سے حال عرض کی، فرمایا: قدر تیری یہ ہے کہ کوئی تجھے کوڑی کو نہیں پوچھتا۔^(۱)

قال الرضاء: سوال بے ضرورت شرعیہ اپنے لئے حرام ہے اور مسکین و حاجت مند مسلمانوں کے لئے مانگنا حلال بلکہ سنت سے ثابت ہے۔ اور جب مسئولین پر ظاہر نہ کیا جائے کہ سوال دوسروں کے لیے ہے تو ضرور وہ اپنے ہی لیے سوال جانیں گے اور جو حالت نفس پر وہاں طاری ہوتی یہاں بھی ہوگی۔ خصوصاً بازار میں دکان دکان گدیہ گروں کی طرح مانگتے پھرنا، خصوصاً جب کہ روزانہ ایک مدت دراز تک ہو کہ اب تو اگر یہ کہہ کر بھی ہوتا کہ اوروں کے لیے مانگتے ہیں جب بھی شُدہ شُدہ (آہستہ آہستہ) وہی نوبت پہنچتی کہ کوئی کچھ نہ دیتا، مگر اس کے عدم ذکر میں کسرِ ٹخوت بدرجہ اتم ہے۔^(۲)

1 ”کشف المحجوب“، باب آدابہم فی السؤال و ترکہ، ص ۴۰۵-۴۰۶۔

2 یعنی: لوگوں کو یہ نہ بتاتے ہوئے مانگنا کہ دوسرے مسکینوں کیلئے مانگتا ہوں بلکہ بظاہر اپنے لئے ہی مانگتا ہو، اس طرح مانگنے میں تکبر کی کاٹ زیادہ ہوتی ہے۔

اس دوسرے طریقہ سوال میں جب کہ خود ضرورتِ شرعیہ نہ ہو، حضراتِ علیہ یہی صورتِ ملحوظ رکھتے ہوئے کہ سوال کیا اور خلق سے چھپ کر خفیہ تصدق فرمادیا، مساکین کی حاجت روائی ہوئی، مخلوق نے تصدق کی فضیلت پائی، خود علاوہ تصدق اس تکبر شکنی کی دولت ملی۔ هذا ما عندي، واللہ تعالیٰ اعلم۔⁽¹⁾

تیسرا فائدہ: رعایتِ ادب کہ مال سب خدا کا ہے، خلق صرف وکیل و نگہبان ہے، خود بادشاہ سے حقیر چیز مانگنا اور گاہ بیگاہ (وقت بے وقت) اسی سے ہر قسم کا سوال کرنا زیب نہیں دیتا۔

یہی رازی نے اپنی ماں سے کچھ مانگا، کہا: خدا سے مانگ، فرمایا: اے مادرِ مہربان! مجھے شرم آتی ہے کہ ایسی چیز خدا تعالیٰ سے مانگوں اور جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ بھی خدائے تعالیٰ کا جانتا ہوں، یعنی: یہ سوال بھی درحقیقت خدا سے ہے، مگر ایسی حقیر چیز بلا واسطہ اس سے مانگنا نہیں چاہتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر جانتے والا ہے)۔

قال الرضاء: اس کے متعلق بعض کلام مسئلہ ترکِ دعا میں مسطور⁽²⁾ اور اصل یہ ہے کہ جب حاجت متحقق اور طُرُقِ کسب کی وہ حالت کہ اوپر مذکور، اور ترکِ مطلق سبب کی اجازت نہیں تو رُجُوعِ اِلَى السُّؤَالِ آپ ہی ضرور۔ مگر لازم ہے کہ خلق پر نظر ظاہر ہو اور حقیقتِ نظر مالک و مُعْطِی حقیقی عزوجل پر مقصور، ایسی حالت میں محض ابطالِ اسباب چاہ کر یا اللہ! کلّزادے، یا اللہ! پیسہ دے، کہتا رہنا آپ ہی ادبِ شرع سے دور، هذا ما ظهر لي،

1 یہ کلام میرے نزدیک ہے اور سب سے بہتر علم تو اللہ عزوجل کو ہے۔

2 اس کلام کو جاننے کیلئے فصل ہفتم کے مسئلہ ۵ نیز فصل دہم کا مطالعہ فرمائیے۔

فافہم، واللہ تعالیٰ اعلم۔ پھر یہ بھی وہاں ہے جہاں مانگنا سوال ہو، محلّ انبساط تام (یعنی ایسی جگہ جہاں کے رہنے والوں میں آپس میں بے تکلفی ہو) میں کہ باہم اتحاد ہو ایک دوسرے کے مال میں ایسی مَغایَرَت (یعنی ایسا امتیاز) نہ ہو کہ مانگنے کو ذلت و ننگ و عار یا مانگنا سمجھیں^(۱) جیسے: ماں، باپ، اولاد، زوج و زوجہ کہ اسی عدم مغایرت کے باعث انہیں دینے سے شرعاً زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی کہ یہ دینا نہ ہوا بلکہ گویا اپنے صندوقچے کے ایک خانے سے نکال کر دوسرے میں رکھ دینا۔ تو وہاں متعارف انبساط کا عمل در آمد اصلاً سوال نُہی عَنْہُ میں داخل نہیں^(۲) بلکہ حدیث شریف میں وارد ہے اور فقہ بھی اس کے جواز پر شاہد ہے۔ ”فتاویٰ ہندیہ“ میں ”ملتقط“ سے ہے: عن الثوري رحمه الله تعالى: أنه سئل عن الاستمداد من خبز غيره قال: هو مال غيره فليستأذنه ولا أحبّ له أن يفعل من غير استئذان ولا إشارة ومهما أمكن لا يستأذن؛ لأنه سؤال إلا أن يكون بينهما انبساط۔^(۳)

1 یعنی دو شخصوں کے مابین ایسے خوشگوار تعلقات اور بے تکلفی ہو کہ ایک دوسرے سے کوئی چیز مانگنے کو اپنی ذلت و بے عزتی تصور نہ کریں۔

2 یعنی گھر کے افراد مثلاً ماں باپ بیوی وغیرہ سے مانگنا اس سوال میں داخل نہیں جس کی شرع میں ممانعت وارد ہوئی۔

3 ”سفیان ثوری سے کسی نے دوسرے کی روٹی سے نفع اٹھانے کے متعلق سوال کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ وہ تو دوسرے کا مال ہے اس سے اجازت لینی چاہیے اور کوئی شخص کسی سے صراحۃً، اشارۃً یا جہاں جہاں خدشہ ہو کہ یہ اس سے اجازت لئے بغیر اسکے مال سے نفع اٹھائے گا تو میں اُس شخص کے اس طرح کے فعل کو پسند نہیں رکھتا ہاں! جبکہ ان دونوں کے مابین انبساط (بے تکلفی) ہو تو جائز ہے۔“

مریدوں سے شیخ کی فرمائش اسی اصل کے نیچے آسکتی ہے۔ جبکہ انبساط متحقق ہو اور حالت عدمِ بار پر ناطق۔^(۱) ورنہ سوال سے بدتر ہے کہ سائل مجبور نہیں کر سکتا اور یہاں آدمی لحاظ کے باعث مجبور ہو جاتا ہے، بحال ناگواری جو کچھ لیا، وہ سوال ہی نہیں بلکہ ظلم و غصب و مُضَاوَرہ (ڈنڈ و تاوان) ہے۔ یہ دقیقہ وَاجِبُ اللَّحَاطِ ہے (اس نکتہ کا لحاظ بہت ضروری ہے) کہ بہت متصوفہ زمانہ (اس زمانے کے نام نہاد صوفی) اس میں مبتلا ہیں، انہیں اس کا لحاظ فرض ہے اور مریدین کو لازم کہ اپنا مال و جان سب اپنے پیر کی ملک سمجھیں، پیر کہ شرائطِ پیری کا جامع ہو، نائب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اور ائمہ دین فرماتے ہیں: جو اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملک نہ جانے، حلاوتِ سنت اس کے مذاقِ جان تک نہ پہنچے (یعنی: وہ سنت کی لذت سے محروم رہے گا)۔

قالہ الإمام سهل التُسْتَرِيّ نقلہ الإمام القسطلاني في ”المواهب“ وغيره.^(۲)
 صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: هل أنا ومالي إلا لك يا رسول الله! ”میں اور میرا مال حضور کے سوا کس کے ہیں؟ یا رسول اللہ“۔^(۳)

والله سبحانه وتعالى أعلم.

1 شیخ کا اپنے مریدوں سے کوئی چیز مانگنا جبکہ مرید اور شیخ کے درمیان انبساط پایا جائے اور مرید کی حالت یہ بتا رہی ہو کہ اس پر بوجھ نہیں۔

2 امام سهل بن عبد اللہ تستری نے یہ بات کہی ہے اور امام احمد قسطلانی نے ”الْمَوَاهِبُ اللَّدْنِيَّةُ“ وغیرہ میں اس بات کو نقل فرمایا ہے۔

”المواهب اللدنية“، المقصد السابع، الفصل الأول، ج ۲، ص ۴۹۴.

3 ”سنن ابن ماجہ“، باب في فضائل أصحاب رسول الله، الحديث: ۹۴، ج ۱، ص ۷۲.

خاتمہ چند ترکیب نماز حاجت میں

ترکیب اول (۱): وضوئے تازہ اچھی طرح کرے، دو رکعت نماز نفل پڑھے، بعد سلام عرض کرے: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ وَاتُوْجِّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیْنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نَبِیِّ الرَّحْمَہِ، یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنِّیْ اَتُوْجِّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فَيَقْضِیْ حَاجَتِیْ))^(۱) اور اپنی حاجت ذکر کرے، یہ دعا صحیح حدیث میں تعلیم فرمائی۔

قال الرضاء: ایک نابینا خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اپنی نابینائی کا شاکی ہوا، حضور نے یہ نماز و دعا ارشاد فرمائی، انہوں نے مسجد میں جا کر پڑھی، کچھ دیر نہ گزری تھی کہ دونوں آنکھیں کھل گئیں گویا کبھی اندھے نہ تھے۔

یہ حدیث ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و طبرانی و حاکم و بیہقی نے روایت کی، امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، حاکم نے کہا: بخاری و مسلم دونوں کی شرطوں پر صحیح ہے، امام ابوالقاسم طبرانی، پھر امام بیہقی، پھر امام منذری و غیر ہم ائمہ نے فرمایا: صحیح ہے۔^(۲)

۱ البی! میں تجھ سے سوال کرتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں ہمارے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے جو مہربانی والے نبی ہیں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت برآئے۔

2 "سنن الترمذی"، باب فی انتظار الفرج و غیر ذلک، الحدیث: ۳۵۸۹، ج ۵، ص ۳۳۶، بالفاظ متقاربتہ.

و "المستدرک" للحاکم، کتاب الدعاء... إلخ، باب دعاء ردّ البصر، الحدیث: ۱۹۵۲، ج ۲، ص ۲۰۳، بالفاظ متقاربتہ.

اقول: حدیث میں ”یا محمد“ ہے، مگر اس کی جگہ ”یا رسول اللہ“ کہنا چاہیے کہ صحیح مذہب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام لے کر ندا کرنا ناجائز ہے، علماء فرماتے ہیں: اگر روایت میں وارد ہو جب بھی تبدیل کر لیں، یہ مسئلہ ہمارے رسالہ ”تَجَلَّى الْيَقِينِ بِأَنَّ نَبِيَّنَا سَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ“ میں مُفَصَّل و مُشَرَّح مذکور ہے،^(۱) ولہذا حضرت مُصَنِّف عَلَام قُدَّس سِرُّہ نے ”يَا رَسُولَ اللَّهِ“ فرمایا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

ثم اقول: اس دعا کے اول و آخر حمد الہی و درود رسالت پناہی صَلَوَاتُ اللہ وَسَلَامُہ عَلَیْہ اور آمین پر ختم اور شروع میں اللہ تعالیٰ کو اسمائے طیبہ سے ندا وغیر ذالک جو آداب دعا گزرے، ضرور بجالائے اور یونہی تمام ترکیبات میں سمجھے، داب عام ہے (یعنی: عام طریقہ ہے) کہ جن امور کی تفصیل اور کسی امر عام میں مطلقاً ان کی حاجت دوسری جگہ سے معلوم ہو، خاص معین میں ان کے ذکر کی حاجت نہیں سمجھی جاتی^(۲)۔ ﴿

1 امام اہلسنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے رسالہ: ”تَجَلَّى الْيَقِينِ بِأَنَّ نَبِيَّنَا سَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ“ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ”یا محمد“ پکارنے کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: ”علماء تصرّح فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام لے کر ندا کرنی حرام ہے، اور واقعی محل انصاف ہے جسے اس کا مالک و مولیٰ تبارک و تعالیٰ نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ راہِ ادب سے تجاوز کرے بلکہ امام زین الدین مراغی وغیرہ محققین نے فرمایا: اگر یہ لفظ کسی دعا میں وارد ہو جو خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی جیسے: دعائے ((يَا مُحَمَّدُ إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي)) تاہم اسکی جگہ ”يَا رَسُولَ اللَّهِ“، ”يَا نَبِيَّ اللَّهِ“ چاہئے، حالانکہ الفاظ دعا میں حتی الوسع تغیر نہیں کی جاتی۔“ (”فتاویٰ رضویہ“، ج ۳۰ ص ۱۵۷)

2 یعنی عام طور پر یہ طریقہ ہے کہ جب کسی عام معاملہ میں اسکے متعلقہ امور کی تفصیلات کو مطلقاً بیان کیا گیا ہو تو کسی خاص معاملہ میں ان تفصیلات کو دوبارہ ذکر کرنے کی حاجت نہیں رہتی۔

ترکیب دوم (۲): نمیری و ابن بشکوال، وہیب بن ورد سے روایت کرتے ہیں:
جو بندہ بارہ رکعت، ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ و آیۃ الکرسی و سورۃ اخلاص پڑھے پھر سجدے
میں یہ کلمات کہے:

سُبْحَانَ الَّذِي لَيْسَ الْغَرْزُ وَقَالَ بِهِ، سُبْحَانَ الَّذِي تَعَطَّفَ بِالْمَجْدِ
وَتَكْرَمَ بِهِ، سُبْحَانَ الَّذِي أَحْصَى كُلَّ شَيْءٍ بِعِلْمِهِ، سُبْحَانَ الَّذِي لَا يَنْبَغِي
التَّسْبِيحُ إِلَّا لَهُ، سُبْحَانَ ذِي الْمَنِّ وَالْفَضْلِ، سُبْحَانَ ذِي الْعِزِّ وَالْكَرَمِ،
سُبْحَانَ ذِي الطُّوْلِ وَالنِّعَمِ أَسْأَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ وَمُنْتَهَى
الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ، وَبِاسْمِكَ الْعَظِيمِ الْأَعْظَمِ وَجَدَكَ الْأَعْلَى وَكَلِمَاتِكَ
التَّامَّاتِ كُلِّهَا لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (۱)

1 پاک ہے وہ ذات کہ اسی کیلئے عزت کا لباس ہے اور جس نے عزت کے ساتھ کلام فرمایا، پاک ہے
وہ ذات جس نے بزرگی کے ساتھ احسان فرمایا اور اسی کے ساتھ کرم فرمایا، پاک ہے وہ ذات کہ جس کا
علم کائنات کی ساری اشیاء کو گھیرے ہوئے ہے، پاک ہے وہ ذات اور اسی کیلئے بزرگی ہے، پاکی ہے
اسے کہ صاحب فضل و احسان ہے، پاکی ہے اسے کہ صاحب عزت و کرم ہے، پاکی ہے اسے کہ صاحب
قدرت و غنا اور انعام فرمانے والا ہے، الہی! میں تجھ سے تیرے عرش کی دائمی عزت کے وسیلے سے اور
تیری کتاب یعنی قرآن پاک جو کہ رحمت کا منتہا ہے اس کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں اور تیرے اسم
اعظم اور تیری اعلیٰ بزرگی اور تیرے سب کلماتِ تامہ کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ جن سے کوئی نیکو کار
اور کوئی عصیاں و عاقرہ برابر انحراف نہیں کر سکتا کہ تو اپنے محبوب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیج۔

پھر خدائے تعالیٰ سے وہ سوال کرے جس میں گناہ نہیں مثلاً کہے: اَنْ تَقْضِيَ حَاجَتِي هَذِهِ (میری یہ حاجت برآئے) اور اس حاجت کا ذکر کرے، اللہ تعالیٰ رَوَّافِرمائے۔^(۱)

وہب کہتے ہیں: ہمیں پہنچا ہے کہ یہ ترکیب اپنے بیوقوفوں اور ابلہوں (یعنی نادانوں) کو نہ سکھاؤ کہ گناہوں پر دلیری نہ کریں۔^(۲)

ترکیب سوم (۳): عبد الرزاق نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص خدا سے کچھ حاجت رکھتا ہو تنہا مکان میں با وضوئے کامل چار رکعت پڑھے، پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ (پوری سورۃ اخلاص) دس بار، دوسری میں بیس بار، تیسری میں تیس، چوتھی میں چالیس بار پڑھے پھر پچاس بار ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ اور ستر مرتبہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ پڑھے، اگر اس پر قرض ہو ادا ہو جائے اور جو وطن سے دور ہو خدا تعالیٰ اسے گھر پہنچائے اور جو آسمان کے برابر گناہ رکھتا ہو، اور استغفار کرے خدا اس کے گناہ بخشے اور جو اولاد نہ رکھتا ہو، خدا اسے اولاد دے اور جو دعا کرے خدا اُس کی دعا قبول فرمائے، اور جو خدا سے دعا نہیں کرتا، خدا اس سے ناراض ہوتا ہے۔“

عبد اللہ فرماتے ہیں: اپنے احمقوں کو یہ دعا نہ سکھاؤ کہ اس سے نافرمانی پر استعانت کریں گے۔

قال الرضاء: ترکیب چہارم (۴): امام احمد اپنی ”مسند“ میں ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی: میں نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو وضو کامل طور پر

1 ”إحياء العلوم“، کتاب أسرار الصلاة ومهماتہا، ج ۱، ص ۲۷۸، بحذف ألفاظ قليل.

2 ”إحياء العلوم“، کتاب أسرار الصلاة ومهماتہا، ج ۱، ص ۲۷۸.

کرے یعنی: بمراعاتِ سنن و آداب (یعنی: سنن و آداب وضو کو ملحوظ رکھے)، پھر دو رکعتیں پورے طور پر پڑھے یعنی: باستجماعِ سنن و مستحبات و حضورِ قلب (یعنی: سنن و مستحبات کی رعایت کرتے ہوئے خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز پڑھے) پھر جو کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگے، عاجل یا آجیل، اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمائے۔^(۱)

امام حافظ ابن حجر عسقلانی پھر امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں: ”اس کی سند حسن ہے۔“^(۲)

اقول: لفظ حدیث میں یوں ہے: ((أعطاه الله ما سأل معجلاً أو مؤخراً)) اور اس کے دو معنی محتمل:

ایک یہ کہ دنیا و آخرت کی جو چیز اللہ تعالیٰ سے مانگے اللہ عزوجل عطا فرمائے۔
دوسرے یہ کہ جو کچھ مانگے اللہ تعالیٰ عطا کرے، جلد یا دیر میں لہذا فقیر نے ترجمہ بھی ایسے لفظوں سے کیا جو دونوں معنوں کو محتمل رہیں۔

ترکیب پنجم (۵): ترمذی و نسائی و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ انکی والدہ اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک دن صبح کو خدمتِ اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: حضور! مجھے کچھ ایسے کلمات تعلیم فرما دیں کہ میں اپنی نماز میں کہا کروں، ارشاد فرمایا: دس بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ، دس بار سُبْحَانَ اللّٰهِ،

1”المسند“، للإمام أحمد، مسند القبائل، حدیث أبي الدرداء عویمر، الحدیث:

دس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ، پھر جو چاہے مانگ اللہ عزوجل فرمائے گا: نَعَمْ نَعَمْ، ”اچھا اچھا“۔
امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ ابن خزیمہ وابن حبان الترمذی
فرماتے ہیں: صحیح ہے۔ حاکم نے کہا: بر شرط احادیث ”صحیح مسلم“، صحیح ہے۔^(۱) والحمد
للہ رب العالمین۔

اقول: اس کا طریقہ یوں ہو کہ دو رکعت نفل بوضوئے تازہ و حضورِ قلب پڑھے،
قعدے میں بعد دو و شریف اللہ اکبر، سُبْحَانَ اللہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ دس دس بار کہہ کر
دعائے مقصود ایسے لفظوں سے کرے جو محل نماز نہ ہوں۔

مثلاً: اَسْأَلُكَ اَنْ تَقْضِيَ لِي حَاجَاتِي كُلَّهَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مَا
كَانَ مِنْهَا لِي خَيْرًا وَلَكَ رِضًا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ! آمین۔^(۲)

ترکیب ششم (۶): ترمذی وابن ماجہ و حاکم، حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جسے اللہ تعالیٰ یا کسی آدمی کی

1 ”سنن الترمذی، کتاب الوتر، باب ما جاء في صلاة التسبیح، الحدیث: ۴۸۰، ج ۲، ص ۲۳۔
و ”المستدرک“ للحاکم، باب صلاة حفظ... إلخ، الحدیث: ۱۲۳۲، ج ۱، ص ۶۲۶۔
و ”صحیح ابن خزیمہ“ کتاب الصلاة، باب إباحة التسبیح... إلخ، الحدیث: ۸۵۰، ج ۲،
ص ۳۱۔

2 الہی! میں سوال کرتا ہوں کہ دنیا و آخرت میں میری ساری حاجتیں کہ میرے لئے بھلائی اور تیری
رضا کا باعث ہوں، پوری فرما، اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربانی فرمانے والے!، یا الہی میرے حق
میں ایسا ہی فرما۔

طرف حاجت ہو چاہیے کہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعتیں پڑھے، پھر اللہ تعالیٰ کی طرف
ثناء کرے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر کہے:

((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ،
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ
وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ، لَا تَدْعُ لِي ذَنْبًا إِلَّا عَفْرَتَهُ وَلَا
هَمًّا إِلَّا فَرَجَتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ
الرَّاحِمِينَ)).^(۱)

ترکیب ہفتم (۷): اَصْبَحَانِي، اَنْسَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے راوی، حضور سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے مولیٰ علی گُرم اللہ تعالیٰ وَجْهَهُ سے فرمایا: اے علی! کیا میں تمہیں وہ دعا نہ
بتا دوں کہ جب تمہیں کوئی غم یا پریشانی ہو اسے عمل میں لاؤ، تو باذن اللہ تعالیٰ تمہاری دعا

1 اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں حلم والا کرم والا ہے، پاکی ہے اللہ عزوجل کو کہ عظیم عرش کا مالک ہے، سب
خوبیاں اللہ کو جو پروردگار سارے جہان والوں کا، میں تجھ سے تیری رحمت کے اسباب، تیری رحمت و
بخشش کے ذرائع طلب کرتا ہوں اور ہر نیکی کا حصول اور ہر گناہ سے سلامتی مانگتا ہوں، اے سب سے
زیادہ مہربان! میرے تمام گناہوں کی بخشش فرما، میرے تمام غموں کو دور فرما، میری تمام حاجتوں کو جس
میں تیری رضا ہے پورا فرما۔

”سنن الترمذی، کتاب الوتر، باب ما جاء في صلاة الحاجة، الحديث: ۴۷۸، ج ۲، ص ۲۱۔
و”سنن ابن ماجہ“، کتاب إقامة الصلاة، باب ما جاء في صلاة الحاجة، الحديث:

قبول اور غم دور ہو، وضو کے بعد دو رکعت نماز پڑھو اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود خوانی اور اپنے اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے استغفار کرو پھر کہو:

((اللَّهُمَّ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، اللَّهُمَّ كَاشِفَ الْغَمِّ مُفَرِّجَ الْهَمِّ مُجِيبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّينَ، أَدْعُوكَ رَحْمَنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَرَحِيمَهُمَا فَارْحَمْنِي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِقَضَائِهَا وَنَجَاحِهَا رَحْمَةً تُغْنِيَنِي بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ)).⁽¹⁾

1 اے اللہ عزوجل! تو اپنے بندوں میں فیصلہ فرمائے گا جس میں وہ اختلاف رکھتے ہیں، اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں کہ بلند و بالا عظمت والا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں کہ حلم والا کرم والا ہے، پاکی ہے اللہ عزوجل کو کہ ساتوں آسمان و عرش عظیم کا رب ہے، سب خوبیاں اللہ عزوجل کو جو سارے جہان والوں کا اور عرش عظیم کا مالک ہے، اے غموں کو دور فرمانے والے الہ العالمین! پریشانوں کو دفع فرمانے والے رب العالمین! اے پریشان حالوں کی فریاد رسی فرمانے والے! اے دنیا و آخرت کے رحمن و رحیم! میں تجھ کو پکارتا ہوں پس میری اس حاجت میں مجھ پر رحم فرما، اور کامیاب فرمانے کے معاملے میں مجھ پر ایسی مہربانی فرما کہ وہ تیرے سوا دوسروں سے مجھے بے پرواہ کر دے۔

”الترغیب والترہیب“، کتاب النوافل، الترغیب فی صلاة الحاجة و دعائها، الحدیث: ۳،

ج ۱، ص ۲۷۴، بحذف ألفاظ قليل.

ترکیب ہشتم (۸): حاکم، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”رات یادن میں بارہ رکعتیں، ہر دو رکعت پر التحیات پڑھ، پچھلی التحیات کے بعد (یعنی بارہویں رکعت کے قعدے میں التحیات پڑھنے کے بعد) اللہ تعالیٰ کی ثناء اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بجالاؤ، پھر سجدے میں فاتحہ سات بار، آیۃ الکرسی سات بار: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ دس بار پڑھ، پھر کہہ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ وَمُنْتَهَى الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ وَاسْمِكَ الْاَعْظَمِ وَجَدِّكَ الْاَعْلٰى وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ^(۱) پھر اپنی حاجت مانگ، پھر سر اٹھا کر دائیں بائیں سلام پھیر اور اسے بیوقوفوں کو نہ سکھاؤ کہ وہ اس کے ذریعے سے دعا مانگیں گے تو قبول ہوگی۔

احمد بن حرب و ابراہیم بن علی و ابو ذکریا و حاکم نے کہا: ہم نے اس کا تجربہ کیا تو حق پایا۔^(۲) فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ لہ: فقیر نے بھی چند بار تجربہ کیا، تیرے خطا پایا، یہاں تک کہ بعض اعزہ کے مرض کو امتداد شدید و اشتداد مید ہوا (یعنی وہ عرصہ دراز سے شدید بیمار تھے) حتیٰ کہ ایک روز بالکل نزع کے آثار طاری ہو گئے، سب اقارب رونے لگے، فقیر اُن سب کو روتا چھوڑ کر دروازہ کریم پر حاضر ہوا، یہ نماز پڑھی اس کے بعد مریض کی طرف اے اللہ عزوجل! میں تجھ سے تیرے عرش کی دائمی عزت کے وسیلے، تیری کتاب کی انتہائی رحمت کے وسیلے سے، تیرے اسم اعظم، تیری اعلیٰ بزرگی اور تیرے مکمل کلمات کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں۔

2 ”الترغیب والترہیب“، کتاب النوافل، الترغیب فی صلاة الحاجة و دعائها، الحديث:

چلا اور وسوسہ تھا کہ شاید خمیر نوعِ دیگر سننے میں آئے (یعنی: شاید مریض کے انتقال کی خبر سننے کو ملے مگر) وہاں گیا تو بحمد اللہ تعالیٰ مریض کو بیٹھا باتیں کرتا پاتا، مرض جاتا رہا، چند روز میں قوت بھی آگئی۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

فائدہ: یہ حدیث ابن عساکر نے بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ^(۱)؛ مگر اتنا فرق ہے کہ اُس میں اس نماز کا وقت بعد مغرب معین کیا اور فاتحہ و آیتہ الْکُرْسِیٰ و کلمہ مذکورہ پڑھنے کے لئے بارہویں رکعت کا پہلا سجدہ اور دعا: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ پڑھنے کو اس کا دوسرا سجدہ رکھا، نہ یہ کہ بعد التحیات کے سلام سے پہلے ایک سجدہ جدا گانہ میں پڑھی جائیں۔ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ.

اقول: مگر ہمارے جمہور ائمہ لفظ: اَسْأَلُکَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِکَ کو منع فرماتے ہیں۔ ”ہدایہ“ و ”وقایہ“ و ”تنویر الأبصار“ و ”درِ مختار“ و ”شرح جامع صغیر“ امام قاضی خان و ترمذی و مجبوی و غیر ہا کتب فقہیہ میں اس کی ممانعت مُصَرَّح (یعنی: مذکورہ کتب میں اسکی صاف ممانعت وارد ہے) ^(۲) علامہ ابن امیر الحاج نے ”حلیہ“ ^(۳) میں تصریح فرمائی کہ یوں کہنا مکروہ تحریمی یعنی: قریب بحرام قطعی ہے اور یہ حدیث اور اسی طرح حدیث ترکیب

1 ”ابن عساکر“، ج ۳۶، ص ۴۷۱.

2 ”الہدایہ“، کتاب الکراہیۃ، مسائل متفرقة، ج ۲، الجزء ۴، ص ۳۸۰.

و ”تنویر الأبصار“ و ”الدر المختار“، کتاب الحظر والإباحۃ، فصل فی البیع، ج ۹، ص ۶۵۱.

و ”ردّ المحتار“، کتاب الحظر والإباحۃ، فصل فی البیع، ج ۹، ص ۶۵۱-۶۵۲.

3 ”الحلبۃ“، الفصل الثالث عشر فی صلاۃ الحاجۃ، ج ۲، ص ۵۷۶.

دُوم دونوں بشدت ضعیف ہیں کہ اس بات میں ہرگز قابل استناد نہیں ہو سکتیں، تو ان ترکیبوں سے یہ لفظ کم کر دینا ضرور ہے۔

ثُمَّ أَقُولُ: سجدے بلکہ قعدے بلکہ قیام کے سوا نماز کے کسی فعل میں قرآن عظیم کی تلاوت، حدیث و فقہ دونوں سے منع ہے،^(۱) یہاں تک کہ سہواً پڑھے تو سجدہ لازم اور عمداً پڑھے تو اعادہ واجب، تو ضرور ہے کہ فاتحہ، آیۃ الکرسی جو سجدے میں پڑھی جائیں گی ان سے ثنائے الہی کی نیت کرے، نہ (کہ) قرآن عظیم کی، نیز واضح رہے کہ نوافل مُطْلَقَہ میں ہر دو رکعت نماز جدا گانہ ہے تو جتنی رکعات ایک نیت سے پڑھی جائیں ہر قعدے میں التحيات کے بعد رُود و دعاسب کچھ ہو اور ہر تیسری کے آغاز میں: **سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَ أَغُوْذُ (ثَنَاءٌ وَ تَعَوُّذٌ) بھی ہو۔**^(۲)

ثُمَّ أَقُولُ: ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک ایک نیت میں دن کو چار رکعت سے زیادہ مکروہ ہے اور رات کو آٹھ^۱ سے زائد و ظاہر إطلاق الکراہۃ کراہۃ التحريم وقد نصّ في "رد المحتار" على أنه لا يحلّ فعله^(۳) مگر دن کی کراہت مُتَّفَقٌ

1 "صحیح مسلم"، کتاب الصلاۃ، باب النهي عن قراءة القرآن في الركوع والسجود، الحديث: ۴۸۰، ص ۲۴۹۔

و "بدائع الصنائع"، کتاب الصلاۃ، بیان ما يستحب وما يكره في الصلاۃ، ج ۱، ص ۵۱۱۔
2 "الدر المختار"، کتاب الصلاۃ، ج ۲، ص ۵۵۲۔

3 ظاہر یہ ہے کہ مطلقاً کراہت سے مراد مکروہ تحریمی ہے اور "رد المحتار" میں اس بات پر نص وارد ہے کہ ایسا کرنا جائز نہیں۔

"رد المحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في لفظة ثمان، ج ۲، ص ۵۵۱۔

عَلَيْهِ اور شب کی کراہت میں اختلاف ہے، امام شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا: رات کو آٹھ سے زیادہ بھی مکروہ نہیں۔^(۱) ”فتاویٰ خلاصہ“ میں اسی کو صحیح کہا^(۲) و عامتهم علی الکراهة و صححها في ”البدائع“.^(۳)

تو یہ نماز اگر ہو، شب^۱ میں ہو کہ ایک تصحیح پر کراہت سے محفوظ رہے۔

ترکیب نہم (۹): حافظ ابوالفرج ابن الجوزی بطریق ابان بن ابی عیاش انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جسے اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت دنیا یا آخرت کی ہو وہ پہلے کچھ صدقہ دے، پھر بدھ، جمعرات و جمعہ کا روزہ رکھے، پھر جمعہ کو مسجد جامع میں جا کر بارہ رکعتیں پڑھے، دس رکعتوں میں الحمد ایک بار، آیۃ الکرسی دس بار اور دو میں الحمد ایک بار قُلْ هُوَ اللَّهُ پچاس بار، پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگے تو کوئی حاجت ہو دنیا خواہ آخرت کی اللہ تعالیٰ پوری فرمائے۔“^(۴)

1 ”المبسوط“، کتاب الصلاة، باب مواقيت الصلاة، ج ۱، ص ۳۱۲.

2 ”خلاصۃ الفتاویٰ“، کتاب الصلاة، الفصل الثانی، الجنس فی السنن، ج ۱، ص ۶۱.

3 زیادہ تر فقہائے کرام کا موقف کراہت کا ہے اور اسی کو صاحب ”بدائع الصنائع“ نے صحیح قرار دیا ہے۔

”بدائع الصنائع“، کتاب الصلاة، بیان ما یکرہ من التطوع، ج ۲، ص ۱۴.

۱۔ الحمد للہ کہ روایت ابن عساکر نے اس رائے فقیر کی تائید فرمائی کہ اس میں بعد مغرب کی تصریح آئی
کما علمت (جیسا کہ آپ جان چکے)۔ ۱۲ مَدَّ ظِلُّهُ

4 ”الموضوعات“ لابن الجوزی، صلوات تفعل لأغراض، صلاة لقضاء الحوائج، ج ۲،

قال الحافظ: أبان متروك. (1)

أقول: روى له أبو داود في "سننه" والرجل من العباد والزهاد والصلحاء من صغار التابعين ولم ينسب لوضع، وقد قال الإمام أيوب السخيتاني: ما زال نعرفه بخير منذ كان، وقد روى عنه الإمام سفيان الثوري. وأكثر الناس تشديداً عليه شعبة وقد كَلَّمه حمادُ بن زيد وعبادُ بن عباد أن يكفَّ عنه فكفَّ، ثم عاد وقال: الأمر دين، وصرَّح أنَّ وقيعته فيه عن ظَنٍّ من غير يقين ومع ذلك قد روى عنه، والعهد عنه أنه لا يروي إلا عن ثقة عنده. ولا أريد بكلِّ هذا تمشية أبان بل إبانة أنَّ أبا الفرج لم يصب في إيرادِه في "الموضوعات" كعادته وهذا حاتم أئمة الشأن ابن حجر العسقلاني قال في "أطراف العشرة" لحديث رواه أحمد بن ذكوان: زعم ابن حبان وتبعه ابن الجوزي أنَّ هذا المتن موضوع وليس كما قالوا والراوي وإن كان متروكاً عند الأكثر ضعيفاً عند البعض فلم ينسب للوضع. (2)

1 حافظ ابن حجر عسقلانی نے ابان کو متروک کہا۔

"تقريب التهذيب"، حرف الألف، من اسمه آدم وأبان، ج ١، ص ٢٤.

2 میں کہتا ہوں: ابان سے امام ابو داود نے بھی "سنن ابی داود" میں حدیثیں روایت کی ہیں اور ابان نیک، بہت عابد و زاہد اور صغارتا لبعین میں سے ہیں ان پر وضع حدیث کا الزام لگانا مناسب نہیں ہے اور امام ایوب سختیانی فرماتے ہیں کہ ہم نے جب بھی آپ کو دیکھا ہمیشہ بھلائی اور خیر پر ہی دیکھا اور آپ

ترکیب وہم (۱۰): امام ابوالحسن نورالدین علی بن جریر نجفی شطرنجی قدس سرہ العزیز
 ”ہجۃ الاسرار شریف“ میں بسند صحیح حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ ارشاد
 فرماتے ہیں:

”من استغاث بی فی کربة کشف عنه.“
 ”جو کسی سختی میں میری دوہائی دے وہ سختی دور ہو جائے۔“

سے امام سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیثیں روایت کی ہیں اور سب سے زیادہ ان پر جرح شعبہ نے
 کی ہے، جب حماد بن زید اور عباد بن عباد نے شعبہ کو ان پر جرح کرنے سے منع فرمایا تو شعبہ نے جرح
 ترک کر دی، لیکن بعد میں اپنے قول سابق سے یہ کہتے ہوئے رجوع کر لیا کہ یہ ایک دینی معاملہ ہے اور
 انہوں نے اس بات کی صراحت بھی کی ہے کہ اس بارے میں جو باتیں ان سے واقع ہوئی ہیں وہ ظنی اور
 غیر یقینی ہیں اسکے باوجود انہوں نے ان سے حدیثیں روایت بھی کی ہیں اور انکا طریقہ ہے کہ وہ صرف
 اس سے حدیث روایت کرتے ہیں جو انکے نزدیک قابلِ اعتماد اور ثقہ ہو اور اس تمام کلام سے میرا مقصود
 ابان کا ساتھ دینا نہیں بلکہ اس بات کو واضح کرنا ہے کہ ابن جوزی نے اپنی عادت کے مطابق انکا ذکر
 بھی اپنی ”موضوعات“ میں درست طور پر نہیں کیا اور یہی بات علمائے ذی شان کے قاضی ابن حجر
 عسقلانی نے ”اتحاف المہرۃ بأطراف العشرة“ میں اس حدیث کے تحت کہی جس کو امام احمد بن
 ذکوان نے روایت کیا: کہ ابن حبان نے گمان کیا ہے اور ابن جوزی نے بھی اس بات پر انکی پیروی کی
 ہے کہ ”اس حدیث کا متن موضوع ہے“، حالانکہ جیسا ان دونوں نے کہا، بات اس طرح نہیں ہے، اور
 راوی اگرچہ اکثر محدثین کے نزدیک متروک ہے لیکن بعض کے نزدیک متروک نہیں بلکہ ضعیف ہے لہذا
 انکی طرف حدیث گڑھنے کی نسبت کرنا مناسب نہیں۔

ومن ناداني باسمي في شدة فرجت عنه.

”اور جو کسی مشکل میں میرا نام لے کر ندا کرے وہ مشکل حل ہو جائے۔“

ومن توسل بي إلى الله عز وجل في حاجة قضيت له.

”اور جو کسی حاجت میں اللہ عزوجل کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ حاجت روا

ہو جائے۔

اور جو شخص دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ، سورۃ اخلاص گیارہ بار پھر

بعد سلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔“

ويذكرني ثم يخطو إلى جهة العراق إحدى عشرة خطوة ويذكر

اسمي ويذكر حاجته فإنها تقضى بإذن الله تعالى.

”اور مجھے یاد کرے، پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے اور میرا نام لیتا

جائے پھر اپنی حاجت ذکر کرے، تو بیشک وہ حاجت باذن اللہ تعالیٰ پوری ہو۔“ (۱)

یہ مبارک نماز اُس سلطان بندہ نواز سے اکابر ائمہ دین، مثل امام ابن جہضم و امام

یافعی و مولانا علی قاری و مولانا شیخ محقق محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے نقل و روایت

فرمائی اور فقیر نے ایک مبسوط رسالہ اس کی تحقیق و اثبات و رد شکوک و شبہات میں مسمیٰ بنام

تاریخی ”أنهار الأنوار من يَمَّ صلاة الأسرار“ (۱۳۰۵ھ) ملقب بہ ”الحجج البهيّة

لمحب الصلاة الغوثية“ (۲) اور دوسرا رسالہ عربی مختصر اس کی ترکیب و کیفیت و طریقہ

1 ”بهجة الأسرار“، ذکر فضل أصحابہ و بشرامہم، ص ۱۹۷.

2 یہ رسالہ ”فتاویٰ رضویہ“ جلد ۷، صفحہ ۵۶۹ پر ملاحظہ فرمائیں۔

حضرات مشائخ قُدسَتْ أَسْرَارُهُمْ میں مسمیٰ بنام تاریخی ”أزهار الأنوار من صبا صلاة الأسرار“ (۱۳۰۵ھ) لکھا۔ (۱)

جسے معیار شرع مطہر پر اس نماز مقدس کی کامل عیاری اور اعتراضات و اہیہ منکرین کی ذلت و خواری دیکھنی ہو رسالہٴ اوّلیٰ اور جسے اس کی تفصیلی ترکیب اور طریقہٴ مُرَوِّجہٴ حضرات مشائخ کی ترتیب سمجھنی ہو رسالہٴ ثانیہ (دوسرے رسالہ) کی طرف رجوع لائے، والحمد للہ رب العالمین۔

بالجملہ یہ دس ترکیبیں ہیں جن میں اوّل و چہارم و پنجم و دہم تو اعلیٰ درجہ حسن و صحت و نظافتِ سند پر ہیں، ان میں سب سے اجل و اعظم اوّل ہے کہ اجلہ حُفَظ نے یک زبان اس کی تصحیح فرمائی پھر پنجم کہ ترمذی نے تحسین اور حاکم نے تصحیح کی، پھر چہارم کہ حسن ہے، پھر دہم کہ وہ تین ارشاداتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہیں اور یہ ارشاد ابن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ان کے بعد ششم و ہفتم و نہم پھر سوم کا مرتبہ ہے (۲) فَإِنَّ الضعيف يعمل

1 یہ رسالہ ”فتاویٰ رضویہ“ جلد ۷، صفحہ ۶۳۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

2 حاصل یہ کہ نماز قضاے حاجت میں یہ دس ترکیبیں ہیں جن میں پہلی، چوتھی، پانچویں اور دسویں کی سند نہایت جید اور صحیح ہے اور ان میں بھی سب سے افضل و اعلیٰ ترکیب اول ہے کہ اسکی تصحیح جلیل القدر حُفَظ محمد شین نے فرمائی اور اس کے بعد پانچویں کہ ترمذی نے اسکی تحسین اور حاکم نے اسکی تصحیح کی، پھر چوتھی کہ حسن ہے، پھر دسویں، کہ پہلی تین یعنی اول، چہارم اور پنجم سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرامین ہیں اور یہ یعنی دسویں ترکیب فرمانِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اسکے بعد چھٹی، ساتویں، نویں اور پھر تیسری کا درجہ ہے۔

بہ فی فضائل الأعمال یا جماع اہل الکمال^(۱) اور دُوم و ہشتم سنداً بھی شدید الضعف اور شرعاً بھی محذور پر مشتمل ان سے احترازی ترک لفظ مذکور سے اصلاح، واللہ سبحانہ و تعالیٰ أعلم۔

تنبیہ: قضائے حاجت کی نمازیں جو کلمات علمائے کرام میں مذکور یا حضرات مشائخ عظام سے ماثور بکثرت ہیں اور بحمد اللہ تعالیٰ اس سگ درگاہِ قادریت کو ان کے اور تمام حاجات جزئیہ و کلیہ کے متعلق ہزار ہا اعمال نفیسہ جلیلہ مجربہ کی اجازت اپنے شیخ و آقائے نعمت دریائے رحمت، امام العلماء والأولیاء، سنام الکملاء والأصفیاء، سید الواصلین سند الکاملین، شیخی و مولائی و مرشدی و کنزی ذخری لیومی و غدی، حضور پر نور سیدنا و مولانا سید شاہ آل رسول، احمد مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و أَرْضاه و جعل أعلیٰ جنان الفردوس مثواه^(۲) سے۔

ع وللأرض من كأس الکرام نصیب^(۳)

ان میں صرف نماز ہائے حاجت ہی کی تفصیل کروں تو ایک کتاب جداگانہ لکھوں۔ اور ہنوز وہ بھی باقی اور فقیر کے پیش نظر ہیں جو احادیث میں خود حضور سید الغلیمین صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوئیں، مگر ناظر رسالہ جان لے گا کہ اصل رسالے میں اول سے 1 کیونکہ ضعیف احادیث کے فضائل اعمال میں قابل عمل ہونے پر کامل محدثین و فقہائے کرام کا اتفاق ہے۔

2 اللہ عزوجل ان سے راضی ہو اور انہیں ہم سے راضی کرے اور انکا ٹھکانہ جنت الفردوس کے اعلیٰ مقام کو کرے۔

3 ”زمین کے لئے بھی سخیوں کے دسترخوان سے حصہ ہوتا ہے۔“

آخر تک حضرت مُصَنِّف عَلَامِ قُدُّسِ سِرُّهُ الشَّرِیف کو احاطہ و استیعاب کا قصد نہیں، لہذا فقیر نے تکثیر فائدہ کے لیے ہر جگہ زیادات کیں اور ان میں بہت زیادتیں خود حضرت مُصَنِّفِ قُدُّسِ سِرُّهُ کے دوسرے رسائل و تالیف سے لیں، جن سے ثابت کہ حضرت ممدوح نے قصداً ہر جگہ صرف چند مختصر جملوں پر قناعت فرمائی ہے لہذا اس ”ذیل“ میں بھی باتبارع ”اصل“ استیعاب ملحوظ نہ رہا، خصوصاً خاتمے میں کہ یہاں تو جس قدر پیش نظر ہے اس سب کا ایراد، حجم رسالہ کو دو چند سے بڑھا دیگا، لہذا اسی قدر پر اقتصار ہوتا اور رب عزوجل رءوف رحیم کریم حی، قیوم، عظیم، علیم جلّ مجدّہ سے بَیْئُشَل حضور سید المحبوبین سید المرسلین سید العالمین، نبی الرحمة، شفیع الامّة صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و اصحابہ و ابنہ الاکرم الغوث الاعظم و اولیاء ائمّہ و علماء ملتہ اجمعین بہ نہایت تضرع و زاری دعا ہے کہ ان دونوں رسائل ”اصل و ذیل“ اور حضرت مُصَنِّفِ عَلَامِ و فقیر مُسْتَهَام کی تمام تالیفات کو خالصاً لِوَجْهِ الْکَرِیم قبول فرمائے اور اہل اسلام کو عاجلاً و آجلاً اِن سے نفع بخشے۔ (۱)

۱ یعنی اگر صرف نماز قضاے حاجت کی تفصیل لکھنا شروع کر دوں تو علیحدہ سے ایک کتاب لکھ ڈالوں تب بھی بزرگوں کے عطا کردہ نماز قضاے حاجات کے طریقے باقی رہ جائیں اور اسی طرح میرے پیش نظر وہ احادیث مبارکہ بھی ہیں جو خود سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔

بہر حال اس کتاب کا پڑھنے والا اس بات کو بخوبی جان سکتا ہے کہ کتاب کی ابتدا سے انتہا تک حضرت مُصَنِّفِ قُدُّسِ سِرُّهُ کا مقصد بھی احاطہ و استیعاب کلام (یعنی کلام کو پھیلا کر اس کی جزئیات سمیت بیان کرنا) نہیں لہذا اسی بات کے پیش نظر میں نے بھی کلام کو طول نہیں دیا بس بعض جگہوں میں ضروری اضافے خود حضرت مُصَنِّفِ قُدُّسِ سِرُّهُ ہی کی کتب و رسائل سے کیے جو اس بات پر آپ خود دلیل ہیں کہ

إِنَّهُ وَلِيُّ ذَلِكَ وَالْقَدِيرِ عَلَيْهِ وَلَهُ الْحَمْدُ أَبَدًا دَائِمًا وَالْمَأَبِ إِلَيْهِ
 آمِينَ آمِينَ إِلَهَ الْحَقِّ آمِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ! وَصَلَّى اللَّهُ
 تَعَالَى عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ
 سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ
 وَأَتُوبُ إِلَيْكَ. تَمَّتْ (1)

حضرت مُصَنِّفِ قُدَسَ سِرُّہ نے اس کتاب کی تالیف میں اختصار کو پیش نظر رکھا۔

چنانچہ ”ذیل“ میں بھی اختصار کو ہی پیش نظر رکھا اور خصوصاً یہاں ”خاتمے“ میں جس قدر اختصار پیش نظر رہا، اگر اسے بیان کیا جائے تو اس ”رسالہ“ کا حجم دگنا ہو جائیگا، لہذا اسی پر اختصار کیا جاتا ہے۔ اور میں اللہ رب العزت سے دعا گو ہوں کہ وہ حضور سید المرسلین پر، آپ کی آل و اصحاب، آپ کے پیارے اور معزز بیٹے حضور سیدی غوث اعظم، اور آپ کی امت کے جمیع اولیائے کرام و علمائے عظام پر درود بھیجے، اور ان کے وسیلے سے ان دونوں رسائل یعنی ”اصل“ و ”ذیل“ (”أحسن الوعاء“ اور ”ذیل المدعاء“) اور مصنف علیہ الرحمہ اور میری تمام تالیفات و تصنیفات کو اپنی رضا میں قبول فرمائے اور تمام مسلمانوں کو ہمیشہ اس کتاب سے نفع بخشے۔

1 بیشک وہی مددگار اور نفع پہنچانے پر قادر اور اسی کے لئے ہمیشہ کی ثنا اور اسی کی طرف ٹھکانہ ہے اے اللہ! اپنی رحمت کے وسیلے سے قبول فرما اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے! اور اللہ تعالیٰ درود بھیجے ہمارے آقا مولیٰ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور انکی تمام آل و اصحاب پر، اے اللہ تیری پاکی اور تیری ہی حمد ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیری طرف رجوع لاتا ہوں۔

﴿ماخذ ومراجع﴾

نمبر شمار	کتاب	مصنف / مؤلف	مطبوعہ
1	قرآن مجید	کلام اللہ تعالیٰ	ضیاء القرآن پبلیکیشنز
2	کنز الایمان	امام اہلسنت احمد رضا خان ت ۱۳۴۰ھ	ضیاء القرآن پبلیکیشنز
کتاب التفسیر			
3	خزائن العرفان	نعیم الدین مراود آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ	ضیاء القرآن و پاک کمپنی لاہور
4	نور العرفان	مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی ۱۳۹۱ھ	پیر بھائی کمپنی، لاہور
5	التفسیر الكبير	نظر الدین محمد بن عمر بن حسین الرازی متوفی ۶۰۶ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت
6	الدر المثور	جلال الدین عبدالرحمن سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	دار الفکر، بیروت
7	تفسیر روح البیان	اسماعیل حقی بروسی متوفی ۱۱۳۷ھ	کوئٹہ
8	روح المعانی	شہاب الدین سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت
9	الجامع لأحكام القرآن	محمد بن احمد انصاری قرطبی متوفی ۶۷۱ھ	دار الفکر، بیروت
10	تفسیر جلالین مع حاشیہ الحمل	عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ وجلال الدین محمد احمد محلی متوفی ۸۶۳ھ	باب المدینہ، کراچی
11	تفسیر الخازن	علاء الدین علی بن محمد بغدادی متوفی ۷۳۱ھ	صدیقیہ کتب خانہ، خٹک
12	تفسیر البغوي	حسین بن مسعود فراء بغوی متوفی ۵۱۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
13	التفسیرات الأحمديہ	احمد بن ابی سعید المعروف بسلام جیون متوفی ۱۱۳۰ھ	پشاور
کتاب الحديث			
14	صحيح البخاري	ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
15	صحيح مسلم	ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ	دار ابن حزم، بیروت

سنن الترمذي	ابو عيسى محمد بن عيسى ترمذي متوفى ٢٤٩ هـ	دار الفكر، بيروت	16
سنن أبي داود	ابوداود سليمان بن اشعث جغتاني متوفى ٢٤٥ هـ	دار احياء التراث العربي، بيروت	17
سنن النسائي	ابوعبد الرحمن احمد بن شعيب نسائي متوفى ٣٠٣ هـ	دار الكتب العلمية، بيروت	18
سنن ابن ماجه	ابوعبد الله محمد بن يزيد ابن ماجه متوفى ٢٤٣ هـ	دار المعرفة، بيروت	19
الموطأ	مالك بن انس اصمعي متوفى ١٤٩ هـ	دار المعرفة، بيروت	20
المسند	احمد بن محمد بن حنبل متوفى ٢٤١ هـ	دار الفكر، بيروت	21
المستدرک	محمد بن عبد الله حاكم نيشاپوري متوفى ٤٠٥ هـ	دار المعرفة، بيروت	22
المصنّف	عبدالرزاق بن همام بن نافع متوفى ٢١١ هـ	دار الكتب العلمية، بيروت	23
صحيح ابن حبان	محمد بن حبان احمد متوفى ٣٥٣ هـ	دار الكتب العلمية، بيروت	24
مسند البزار	احمد بن عمرو بن عبد الله القلق بزار متوفى ٢٩٢ هـ	مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة	25
السنن الكبرى	احمد بن حسين بن علي بن يحيى متوفى ٣٥٨ هـ	دار الكتب العلمية، بيروت	26
سنن الدار القطني	علي بن عمر دارقطني متوفى ٣٨٥ هـ	ملتان	27
المعجم الكبير	سليمان بن احمد طبراني متوفى ٣٦٠ هـ	المكتبة الفيلسوفية، بيروت	28
المعجم الأوسط	سليمان بن احمد طبراني متوفى ٣٦٠ هـ	المكتبة الفيلسوفية، بيروت	29
المعجم الصغير	سليمان بن احمد طبراني متوفى ٣٦٠ هـ	المكتبة الفيلسوفية، بيروت	30
صحيح ابن خزيمة	محمد بن اسحاق بن خزيمة متوفى ٣١١ هـ	المكتب الاسلامي، بيروت	31
مراسل أبي داود	ابوداود سليمان بن اشعث جغتاني متوفى ٢٤٥ هـ	كتب خانة رشيديه، دہلی	32
كتاب الدعاء	سليمان بن احمد طبراني متوفى ٣٦٠ هـ	دار الكتب العلمية، بيروت	33
المصنف في الأحاديث والآثار	عبد الله بن محمد بن أبي شيبة كوفي متوفى ٢٣٥ هـ	دار الفكر، بيروت	34
الأدب المفرد	ابوعبد الله محمد بن اسماعيل بخاري متوفى ٢٥٦ هـ	ملتان	35
مسند أبي يعلى	ابو يعلى احمد بن علي بن شاذي موصلي متوفى ٣٠٤ هـ	دار الكتب العلمية، بيروت	36

37	مشكاة المصابيح	محمد بن عبد الله خطيب تبريزي متوفى ٤٣١هـ	دار الكتب العلمية، بيروت
38	شعب الإيمان	أحمد بن حسين بن علي بن يحيى متوفى ٢٥٨هـ	دار الكتب العلمية، بيروت
39	مسند الفردوس	شيرازيه بن شهر دارولهي متوفى ٥٠٩هـ	دار الفكر، بيروت
40	الترغيب والترهيب	عبد العظيم بن عبد القوي منذري متوفى ٦٥٦هـ	دار الكتب العلمية، بيروت
41	الجامع الصغير	جلال الدين عبد الرحمن سيوطي متوفى ٩١١هـ	دار الكتب العلمية، بيروت
42	كنز العمال	علي متقي بن حسام الدين متوفى ٩٤٥هـ	دار الكتب العلمية، بيروت
43	مجمع الزوائد	علي بن أبي بكر يثمي متوفى ٨٩٤هـ	دار الفكر، بيروت
44	المقاصد الحسنة	محمد بن عبد الرحمن سخاوي متوفى ٩٠٢هـ	دار الكتاب العربي، بيروت
45	جامع الأحاديث	عبد الرحمن بن أبي بكر سيوطي متوفى ٩١١هـ	دار الفكر، بيروت
46	حلية الأولياء	أحمد بن عبد الله أصفهاني شافعي متوفى ٩٣٠هـ	دار الكتب العلمية، بيروت
47	الحصن الحصين	محمد بن محمد ابن الجزري متوفى ٨٣٣هـ	المكتبة العصرية، بيروت
48	عمل اليوم والليلة	أحمد بن محمد بن إسحاق دينوري متوفى ٣٦٣هـ	دار الكتاب العربي، بيروت

كتب شروح الحديث

49	عمدة القاري	بدر الدين البو محمد محمود بن أحمد يعني متوفى ٨٥٥هـ	دار الحديث، ملتان
50	فتح الباري	أحمد بن علي بن حجر عسقلاني متوفى ٨٥٢هـ	دار الكتب العلمية، بيروت
51	نزهة القاري	مفتي شريف الحق امجدى متوفى ١٣٢٠هـ	بركاتي پبلشرز
52	شرح النووي	ابو ذكريا يحيى بن شرف نووي ت ٦٤٦هـ	بنگله اسلامك اكيڏمي، يوبي
53	التيسير	عبد الرؤف مناوي متوفى ١٠٠٣هـ	المكتبة الشاملة
54	فيض القدير	عبد الرؤف مناوي متوفى ١٠٠٣هـ	دار الكتب العلمية، بيروت
55	مرقاة المفاتيح	علي بن سلطان قاري متوفى ١٠١٣هـ	دار الفكر، بيروت

56	أشعة اللمعات	عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	کوسٹہ
57	لمعات التنقیح	عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	لاہور
58	مرآة المناجیح	مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلیکیشنز
کتب أصول الحديث			
59	تیسیر مصطلح الحديث	محمود طحان	باب المدینہ، کراچی
60	نزہة النظر	احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۳ھ	فاروقی کتب خانہ، ملتان
کتب أسماء الرجال			
61	الموضوعات	عبد الرحمن بن علی بن جوزی متوفی ۵۹۷ھ	دار الفکر، بیروت
62	تهذيب التهذيب	احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۳ھ	دار العاصمة، ریاض
63	تقريب التهذيب	احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۳ھ	دار العاصمة، ریاض
64	الآلئ المصنوعة	عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
65	الکامل لابن عدي	ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی ۳۶۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
کتب العقائد			
66	الفقه الأكبر	ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی متوفی ۱۵۰ھ	باب المدینہ، کراچی
67	منح الروض الأزهر = شرح فقه أكبر	علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ	باب المدینہ، کراچی
68	شرح المواقف	قاضی عبد الدین عبد الرحمن السبکی متوفی ۷۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
69	المسامرة بشرح المسامرة	کمال الدین محمد بن محمد متوفی ۹۰۶ھ	مطبعة السعادة، مصر
70	الصواعق المحرقة	احمد بن محمد بن علی بن حجر یثربی متوفی ۹۷۴ھ	ملتان
71	المعتقد المنتقد (مترجم)	علامہ فضل رسول بدایونی متوفی ۱۲۸۹ھ مترجم: مولانا اختر رضا خان مدظلہ العالی	مکتبہ برکات المدینہ

کتاب أصول الفقه

72	الأشباه والنظائر	زين الدين بن نجيم متوفى ٩٤٠هـ	دار الكتب العلمية، بيروت
73	غمز عيون البصائر	سيد احمد بن محمد حموي مصرى متوفى ١٠٩٨هـ	باب المدينة، كراچی
74	أنوار البروق في أنواء الفروق = الفروق	احمد بن ادريس صنهاجى قرافى متوفى ٦٨٣هـ	دار الكتب العلمية، بيروت

کتاب الفقه

75	الهداية	على بن ابى بكر مرغينانى متوفى ٥٩٣هـ	دار احیاء التراث العربی، بيروت
76	المبسوط	محمد بن احمد بن ابى بىل سرخسى متوفى ٣٩٠هـ	کونستنبول
77	بدائع الصنائع	علاء الدين ابوبكر بن مسعود کاسانى متوفى ٥٨٤هـ	دار احیاء التراث العربی، بيروت
78	تنوير الأبصار	محمد بن عبد اللہ بن احمد تمر تاشى متوفى ١٠٠٣هـ	دار المعرفة، بيروت
79	الدر المختار	محمد بن على حصکفى متوفى ١٠٨٨هـ	دار المعرفة، بيروت
80	رد المحتار	محمد امين ابن عابدين شامى متوفى ١٢٥٢هـ	دار المعرفة، بيروت
81	التاتارخانية	عالم بن علاء النصارى دبلوى متوفى ٨٦٦هـ	باب المدينة، كراچی
82	الولو الحجة	عبد الرشيد بن ابى حنيفة متوفى ٥٣٠هـ	دار الكتب العلمية، بيروت
83	النهر الفائق	سراج الدين عمر بن ابراهيم متوفى ١٠٠٥هـ	باب المدينة، كراچی
84	فتح القدير	محمد بن عبد الواحد المعروف بابن همام متوفى ٦٨١هـ	کونستنبول
85	البحر الرائق	زين الدين بن ابراهيم متوفى ٩٤٠هـ	کونستنبول
86	الفتاوى الهندية	شيخ نظام وجماعة من علماء الهند	کونستنبول
87	المسلك المتقسط	ملا على بن سلطان قارى حنفى متوفى ١٠١٣هـ	باب المدينة، كراچی
88	حاشية الطحطاوى على الدر	احمد بن محمد بن اسماعيل طحطاوى متوفى ١٢٣١هـ	کونستنبول
89	حاشية الطحطاوى على المراقي	احمد بن محمد بن اسماعيل طحطاوى متوفى ١٢٣١هـ	باب المدينة، كراچی

90	خلاصة الفتاوى	طاہر بن عبد الرشید بخاری متوفی ۵۴۲ھ	کونہ
91	الحاوي للفتاوي	عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	دار الفکر، بیروت
92	حلیة = حلیة المجلی	ابن امیر الحاج متوفی ۸۷۹ھ	مخطوط
93	هامش الحلیة	امام اہلسنت احمد رضا خان ت ۱۳۳۰ھ	مخطوط
94	جد الممتار	امام اہلسنت احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	مکتبہ المدینہ، کراچی
95	جواهر البیان فی أسرار الأركان	مولانا نقی علی خان متوفی ۱۲۹۷ھ	مکتبہ مہریر رضویہ، سیالکوٹ
96	الفتاوى الرضوية	امام اہلسنت احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
97	تحلی الیقین بأن نبینا سیدہ الرسولین	امام اہلسنت احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
98	تیسر الماعون للسکن فی الطاعون	امام اہلسنت احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
99	بہار شریعت	مفتی امجد علی اعظمی متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبہ المدینہ، کراچی
100	رفیق الحرمین	امیر اہلسنت مولانا الیاس قادری مدظلہ العالی	مکتبہ المدینہ، کراچی

کتاب السیرة

101	المواهب اللدنیة	شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
102	شرح المواهب اللدنیة	محمد بن عبد الباقی زرقانی متوفی ۱۱۳۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
103	نسیم الریاض	احمد بن محمد بن عمر خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
104	الشفا بتعريف حقوق المصطفى	قاضی ابوالفضل عیاض مالکی متوفی ۵۴۳ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا، ہند
105	السیرة الحلیة	علی بن ابراہیم بن احمد حلبی متوفی ۱۰۴۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
106	السیرة النبویة	عبد الملک بن ہشام معافری متوفی ۲۱۳ھ	دار المعرفہ، بیروت
107	البداية والنهاية	اسماعیل بن عمر ابن کثیر متوفی ۷۷۷ھ	دار الفکر، بیروت
108	سرور القلوب فی ذکر المحبوب	مولانا نقی علی خان متوفی ۱۲۹۷ھ	شبیر برادرز، لاہور

109	الخیرات الحسان	احمد بن محمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۷۷۳ھ مترجم: مفتی سید شجاعت علی قادری	مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی
110	بهجة الأسرار	نور الدین علی بن یوسف ططون متوفی ۷۱۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
کتاب التصوف			
111	إحياء علوم الدين	ابو حامد محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ	دار صادر، بیروت
112	اتحاف السادة المتقين	محمد بن محمد حسینی زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
113	الرسالة القشيرية	عبد الکریم بن ہوازن قشیری متوفی ۴۶۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
114	الطريقة المحمدية	محمد میر علی المعروف بہ برکلی متوفی ۹۸۱ھ	دار الطباعة العامرة
115	الحديقة الندية	سیدی عبدالغنی نابلسی حنفی متوفی ۱۱۳۱ھ	دار الطباعة العامرة
116	البريقة المحمودية	محمد بن مصطفیٰ نقشبندی حنفی متوفی ۱۱۷۶ھ	المکتبۃ الشامیہ
117	کیمیائے سعادت	ابو حامد محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ	انتشارات گنجینہ، تہران
118	كشف المحجوب	علی بن عثمان ہجویری متوفی ۳۸۵ھ غالباً	نوائے وقت پرنٹرز، لاہور
119	قوت القلوب	محمد بن علی کی متوفی ۳۸۶ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا، ہند
120	روض الرياحين	عبداللہ بن اسعد یافعی متوفی ۷۶۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
121	مثنوی مولانا روم (مترجم)	جلال الدین محمد بن محمد رومی متوفی ۷۷۰ھ مترجم: محمد عالم امیری	خدیجہ پبلیکیشنز، لاہور
122	گلستان سعدی	مصلح الدین سعدی شیرازی متوفی ۷۹۱ھ	نشر محمد، ایران
کتاب التاریخ			
123	تأریخ دمشق=ابن عساکر	علی بن حسن دمشقی متوفی ۵۷۱ھ	دار الفکر، بیروت
124	مرآة الجنان	عبداللہ بن اسعد یافعی یمنی متوفی ۷۶۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
کتاب الاعلام			
125	معرفة الصحابة	ابو نعیم احمد بن عبداللہ بن احمد متوفی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت

126	وفیات الأعیان	احمد بن محمد بن ابراہیم بن ابوبکر متوفی ۶۸۱ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت
127	الأعلام للزركلي	خیر الدین زرکلی متوفی ۱۳۹۶ھ	دارالعلم للملایین، بیروت
128	معجم المؤلفین	عمر رضا کمالہ متوفی ۱۴۰۸ھ	مؤسسۃ الرسالہ، بیروت
129	هدية العارفين	اسماعیل کمال باشا متوفی ۱۳۳۹ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت
130	الحواهر المضیة	عبد القادر ابن ابی الوفاء محمد بن محمد بن نصر اللہ قرشی متوفی ۶۹۶ھ	باب المدینہ، کراچی
131	كشف الظنون	مصطفیٰ بن عبداللہ قسطنطنی متوفی ۱۰۶۷ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت
کتاب الأدب واللغة			
132	ثمرات الأوراق	ابوبکر بن جعفر حنفی متوفی ۸۳۷ھ	المکتبۃ الشامیہ
133	تحریر التحبیر فی صناعة الشعر والنثر	عبد العظیم بن عبدالواحد متوفی ۶۵۳ھ	المکتبۃ الشامیہ
134	القاموس الفقہی	سعدی البوصیب	باب المدینہ، کراچی
135	اردو لغت	ادارہ ترقی اردو پورٹ	ترقی اردو پورٹ، کراچی
136	اسلامی انسائیکلو پیڈیا	سید قاسم محمود	الفیصل ناشران و تاجران کتب
137	اردو دائرہ معارف اسلامیہ	زیر اہتمام: دانش گاہ، لاہور	
کتاب المتفرقة			
138	حداائق بخشش	امام اہلسنت احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ و رضا اکیڈمی، بمبئی
139	ارمغانِ مدینہ	امیر اہلسنت مولانا الیاس قادری مدظلہ العالی	مکتبۃ المدینہ، کراچی
140	مغیلانِ مدینہ	امیر اہلسنت مولانا الیاس قادری مدظلہ العالی	مکتبۃ المدینہ، کراچی
141	الرحمة في الطب والحكمة	عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	مؤسسۃ التاریخ العربی، بیروت

مجلس المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے پیش کردہ 159 کتب ورسائل مع عنقریب آنے والی 18 کتب ورسائل ﴿شعبہ کتب اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت﴾

اردو کتب:

- 1..... الملقو ظ المعروف پہلوفوطات اعلیٰ حضرت (حصہ اول) (کل صفحات: 250)
- 2..... کرنی نوٹ کے شرعی احکامات (کفَلُ الْفَقِيهَةِ الْفَاهِمِ فِيْ اَحْكَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاهِمِ) (کل صفحات: 199)
- 3..... وعاء کے فضائل (اَحْسَنُ الْوَعَاءِ لِادَابِ الدُّعَاءِ مَعَهُ ذَيْلُ الدُّعَاءِ لِاَحْسَنِ الْوَعَاءِ) (کل صفحات: 140، طبع اول)
- 4..... والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق (الْحَقُوْقُ لِطُرْحِ الْعُقُوْقِ) (کل صفحات: 125)
- 5..... اعلیٰ حضرت سے سوال جواب (اِظْهَارُ الْحَقِّ الْحَلِيِّ) (کل صفحات: 100)
- 6..... ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہید ایمان) (کل صفحات: 74)
- 7..... جہوت ہلال کے طریقے (طُرُقُ اِثْبَاتِ هِلَالِ) (کل صفحات: 63)
- 8..... ولایت کا آسان راستہ (تصویر شیخ) (الْيَاقُوْثَةُ الْوَاسِطَةُ) (کل صفحات: 60)
- 9..... شریعت و طریقت (مَقَالِ عُرَفَاءِ بِاَعْوَاذِ شَرْعٍ وَعِلْمَاءِ) (کل صفحات: 57)
- 10..... عیدین میں گلے ملنا کیسا؟ (وَسَاخُ الْجِدِّ فِيْ تَحْلِيْلِ مَعَانِفَةِ الْعِيْدِ) (کل صفحات: 55)
- 11..... حقوق العباد کیسے معاف ہوں (اَعْتَصَبِ الْاِمْدَادِ) (کل صفحات: 47)
- 12..... معاشی ترقی کا راز (حاشیہ و تشریح تدبیر فلاح و نجات و اصلاح) (کل صفحات: 41)
- 13..... راہِ خدا و جہنم میں خرچ کرنے کے فضائل (رَزَاةُ الْقَطْعِ وَالْوَبَاءُ بِدَعْوَةِ اَلْحَبِيْرِ وَمُوَاسَاةُ الْفُقَرَاءِ) (کل صفحات: 40)
- 14..... اولاد کے حقوق (مشعلۃ الإرشاد) (کل صفحات: 31)
- 15..... الملقو ظ المعروف پہلوفوطات اعلیٰ حضرت (حصہ دوم) (کل صفحات: 226)

عربی کتب:

- 16, 17, 18, 19..... حُدُ الْمُمْتَارِ عَلَى رِوَايَةِ الْمُخْتَارِ (المجلد الاول والثاني والثالث والرابع) (کل صفحات: 570، 672، 713، 650)
- 20..... لَرَمَزَمَةُ الْقُمْرِيَّةِ (کل صفحات: 93)
- 21..... تَهْنِئَةُ الْاِيْمَانِ (کل صفحات: 77)
- 22..... كِفْلُ الْفَقِيهِ الْفَاهِمِ (کل صفحات: 74)
- 23..... اُحْلَى الْاِعْلَامِ (کل صفحات: 70)
- 24..... اِقَامَةُ الْيَمَانَةِ (کل صفحات: 60)
- 25..... الْاِحَاذَاتُ الْمَيِّبَةُ (کل صفحات: 62)
- 26..... الْفَضْلُ الْمَوْهَبِيُّ (کل صفحات: 46)

عنقریب آنے والی کتب

- 1..... حُدُ الْمُمْتَارِ عَلَى رِوَايَةِ الْمُخْتَارِ (المجلد الخامس)
- 2..... دس عقیدے

﴿شعبہ تراجم کتب﴾

- 1..... جنہم میں لے جانے والے اعمال.. جلد اول (الزواجر عن اقتراف الكبائر) (کل صفحات: 853)
- 2..... جنت میں لے جانے والے اعمال (الْمُنَحَّرُ الرَّابِعُ فِي ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِحِ) (کل صفحات: 743)
- 3..... احیاء العلوم کا خلاصہ (لباب الاحیاء) (کل صفحات: 641)
- 4..... عُيُونُ الْحِكَايَاتِ (مترجم، حصہ اول) (کل صفحات: 412)
- 5..... آنسوؤں کا دریاء (بَحْرُ الدُّمُوعِ) (کل صفحات: 300)
- 6..... الدعوة الى الفكر (کل صفحات: 148)
- 7..... نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں (فَرْقَةُ الْعُيُونِ وَمَقَرُّ الْقُلُوبِ الْمُحْزُونِ) (کل صفحات: 138)
- 8..... مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روشن فیصلے (اَبَا هُرَيْرَةَ حُكْمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَاطِنِ وَالظَّاهِرِ) (کل صفحات: 112)
- 9..... راہِ علم (تَعْلِيمُ الْمُتَعَلِّمِ طَرِيقُ التَّعَلُّمِ) (کل صفحات: 102)
- 10..... دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی (الْهَذْوُ فَصْرُ الْأَمَلِ) (کل صفحات: 85)
- 11..... حسن اخلاق (مَكَارِمُ الْأَخْلَاقِ) (کل صفحات: 74)
- 12..... عینِ و فصاحت (عَيْنُهَا الْوَلَدُ) (کل صفحات: 64)
- 13..... شاہراہ اولیاء (مِنْهَا جُ الْعَارِفِينَ) (کل صفحات: 36)
- 14..... سایہ عرش کس کس کو طے گا؟ (تَمْهِيدُ الْقُرْشِ فِي الْخِصَالِ الْمُوجِبَةِ لِظِلِّ الْعَرْشِ) (کل صفحات: 28)
- 15..... حکایتیں اور نصیحتیں (الروض الفائق) (کل صفحات: 649) 16..... آداب دین (الأدب فی الدین) (کل صفحات: 63)
- 17..... اللہ والوں کی باتیں (حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء) پہلی قسط: تذکرہ خلفائے راشدین (کل صفحات: 217)
- 18..... عیون الحکایات (مترجم، حصہ دوم) (کل صفحات: 413) 19..... امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیتیں (وصایا امام اعظم) (کل صفحات: 46)
- 20..... نیکی کی دعوت کے فضائل (الامر بالمعروف ونہی عن المنکر) (کل صفحات: 98)

عنقریب آنے والی کتب

- 1..... راویجات و مہلکات جلد اول (الحدیقة الندیة) 2..... حلیۃ الاولیاء (مترجم، حصہ اول)

﴿شعبہ درسی کتب﴾

- 1..... اتقان الفراسة شرح دیوان الحماسة (کل صفحات: 325)
- 2..... انصاف الصرف (کل صفحات: 343)
- 3..... اصول الشاشی مع احسن الحواشی (کل صفحات: 299)
- 4..... نحو میر مع حاشیہ نحو منیر (کل صفحات: 203)
- 5..... دروس البلاغة مع شمس البراعة (کل صفحات: 241)
- 6..... گلستہ عقائد و اعمال (کل صفحات: 180)
- 7..... مراہج الارواح مع حاشیہ فضیاء الاصباح (کل صفحات: 241)
- 8..... انصاف التحوید (کل صفحات: 79)

- 9..... نزہۃ النظر شرح نخبۃ الفكر (کل صفحات: 280)
 11..... عنایۃ النحو فی شرح ہدایۃ النحو (کل صفحات: 175)
 13..... الفرح الكامل علی شرح مئة عامل (کل صفحات: 158)
 15..... الاربعین النوویۃ فی الأحادیث النوویۃ (کل صفحات: 155)
 17..... نصاب النحو (کل صفحات: 288)
 19..... مقدمۃ الشیخ مع التحفۃ المرضیۃ (کل صفحات: 119)
 10..... صرف بہائی مع حاشیہ صرف بہائی (کل صفحات: 55)
 12..... تعریفات نحویہ (کل صفحات: 45)
 14..... شرح مئة عامل (کل صفحات: 44)
 16..... المحادثۃ العربیۃ (کل صفحات: 101)
 18..... نصاب المنطق (کل صفحات: 168)

عنقریب آنے والی کتب

- 1..... قصیدہ بردہ مع شرح خروئی 2..... حسامی مع شرحہ النامی 3..... شرح، شرح العقائد مع جمع الفرائد

﴿شعبہ تخریج﴾

- 1..... بہار شریعت، جلد اول (حصہ اول تا ششم کل صفحات 1360) 2..... حنفی زیور (کل صفحات: 679)
 3..... عجائب القرآن مع غرائب القرآن (کل صفحات: 422) 4..... بہار شریعت (سواہل حصہ کل صفحات 312)
 5..... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم (کل صفحات: 274)
 6..... علم القرآن (کل صفحات: 244) 7..... جہنم کے خطرات (کل صفحات: 207)
 8..... اسلامی زندگی (کل صفحات: 170) 9..... تحقیقات (کل صفحات: 142)
 10..... اربعین حنفیہ (کل صفحات: 112) 11..... آئینہ قیامت (کل صفحات: 108)
 12..... اخلاق الصالحین (کل صفحات: 78) 13..... کتاب احقائد (کل صفحات: 64)
 14..... أمہات المؤمنین (کل صفحات: 59) 15..... اچھے ماحول کی برکتیں (کل صفحات: 56)
 16..... حق و باطل کا فرق (کل صفحات: 50) 17..... فتاویٰ اہل سنت (سات حصے)
 24..... بہشت کی کنجیاں (کل صفحات: 249) 25..... سیرت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (کل صفحات: 875)
 26..... بہار شریعت حصہ ۷ (کل صفحات: 133) 27..... بہار شریعت حصہ ۸ (کل صفحات: 206)
 28..... کرامات صحابہ (کل صفحات: 346) 29..... سوانح کر بلا (کل صفحات: 192)
 30..... بہار شریعت حصہ ۹ (کل صفحات: 218) 31..... بہار شریعت حصہ ۱۰ (کل صفحات: 169)

عنقریب آنے والی کتب

- 1..... بہار شریعت حصہ ۱۲۱۱ 2..... منتخب حدیثیں 3..... معمولات الامیر 4..... جواہر الحدیث

﴿شعبہ اصلاحی کتب﴾

- 1..... خیائے صدقات (کل صفحات: 408) 2..... فیضانِ احیاء العلوم (کل صفحات: 325)
 3..... رہنمائے جدیل برائے مدنی قافلہ (کل صفحات: 255) 4..... انفرادی کوشش (کل صفحات: 200)
 5..... نصاب مدنی قافلہ (کل صفحات: 196) 6..... تربیت اولاد (کل صفحات: 187)

- 7..... فکرِ مدینہ (کل صفحات: 164)
- 8..... خوفِ خدا عزوجل (کل صفحات: 160)
- 9..... جنت کی دو چابیاں (کل صفحات: 152)
- 10..... توبہ کی روایات و حکایات (کل صفحات: 124)
- 11..... فیضانِ چہل احادیث (کل صفحات: 120)
- 12..... غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے حالات (کل صفحات: 106)
- 13..... مفتی دعوتِ اسلامی (کل صفحات: 96)
- 14..... فرائضِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (کل صفحات: 87)
- 15..... احادیثِ مبارکہ کے انوار (کل صفحات: 66)
- 16..... کامیاب طالب علم کون؟ (کل صفحات: تقریباً 63)
- 17..... آیاتِ قرآنی کے انوار (کل صفحات: 62)
- 18..... بدگمانی (کل صفحات: 57)
- 19..... کامیاب استاذ کون؟ (کل صفحات: 43)
- 20..... نماز میں لقمہ کے مسائل (کل صفحات: 39)
- 21..... تنگ دستی کے اسباب (کل صفحات: 33)
- 22..... نبی وی اور نبوی (کل صفحات: 32)
- 23..... امتحان کی تیاری کیسے کریں؟ (کل صفحات: 32)
- 24..... طلاق کے آسان مسائل (کل صفحات: 30)
- 25..... فیضانِ زکوٰۃ (کل صفحات: 150)
- 26..... ریاض کاری (کل صفحات: 170)
- 27..... عشر کے احکام (کل صفحات: 48)
- 28..... اعلیٰ حضرت کی انفرادی کوششیں (کل صفحات: 49)

﴿شعبہ امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ﴾

- 1..... آدابِ مرشدِ کامل (مکمل پانچ حصے) (کل صفحات: 275) 2..... قومِ ہنات اور امیر اہلسنت (کل صفحات: 262)
- 3..... دعوتِ اسلامی کی مدنی بہاریں (کل صفحات: 220)
- 4..... شرح شجرہ و قادریہ (کل صفحات: 215)
- 5..... فیضانِ امیر اہلسنت (کل صفحات: 101)
- 6..... تعارفِ امیر اہلسنت (کل صفحات: 100)
- 7..... گوگہ بیلغ (کل صفحات: 55)
- 8..... تذکرہ امیر اہلسنت قسط (1) (کل صفحات: 49)
- 9..... تذکرہ امیر اہلسنت قسط (2) (کل صفحات: 48)
- 10..... قبر کھل گئی (کل صفحات: 48)
- 11..... غافلِ درزی (کل صفحات: 36)
- 12..... میں نے مدنی برقع کیوں پہنا؟ (کل صفحات: 33)
- 13..... کربچین مسلمان ہو گیا (کل صفحات: 32)
- 14..... ہیرو و گچی کی توبہ (کل صفحات: 32)
- 15..... ساس بہو میں صلح کا راز (کل صفحات: 32)
- 16..... مردہ بول اٹھا (کل صفحات: 32)
- 17..... بد نصیب دولہا (کل صفحات: 32)
- 18..... عطاری جن کا غسلِ میت (کل صفحات: 24)
- 19..... حیرت انگیز حادثہ (کل صفحات: 32)
- 20..... دعوتِ اسلامی کی چہل خانہ جات میں خدمات (کل صفحات: 24)
- 21..... قبرستان کی چڑیل (کل صفحات: 24)
- 22..... تذکرہ امیر اہلسنت قسط سوم (سنتِ نکاح) (کل صفحات: 86)
- 23..... مدینے کا مسافر (کل صفحات: 32)
- 24..... فلمی اداکار کی توبہ (کل صفحات: 32)

- 25..... معذور بچی مبلغ کیسے بنی؟ (کل صفحات: 32)
 26..... جنوں کی دنیا (کل صفحات: 32)
 27..... 25 کرپٹین قیدیوں اور پادری کا قبول اسلام (کل صفحات: 33)
 28..... صلوة و سلام کی عاشقہ (کل صفحات: 33)
 29..... 25 کرپٹین کا قبول اسلام (کل صفحات: 32)
 30..... بے قصور کی مدد (کل صفحات: 32)
 31..... سرکار علی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام عطار کے نام (کل صفحات: 49)

عنقریب آنے والے رسائل

- 1..... اعتکاف کی بہاریں (قسط 1)
 2..... انفرادی کوشش کی مدنی بہاریں قسط 2 (نومسلم کی در و بھری داستان)
 3..... V.C.D کی مدنی بہاریں قسط 3 (رکشڈ رائیڈ کیسے مسلمان ہوا؟)

﴿شعبہ مدنی مذاکرہ﴾

- 1..... وضو کے بارے میں وسوسے اور ان کا علاج (کل صفحات: 48)
 2..... مقدس تحریرات کے ادب کے بارے میں سوال جواب (کل صفحات: 48)
 3..... پانی کے بارے میں اہم معلومات (کل صفحات: 48)
 4..... بلند آواز سے ذکر کرنے میں حکمت (کل صفحات: 48)

عنقریب آنے والے رسائل

- 1..... اولیائے کرام کے بارے میں سوال جواب
 2..... دعوت اسلامی اصلاح امت کی تحریک